ماہنامہ

اخبار احمدیہ

جرمنی

اگست 2021ء جلد نمبر 22 شمارہ نمبر 08

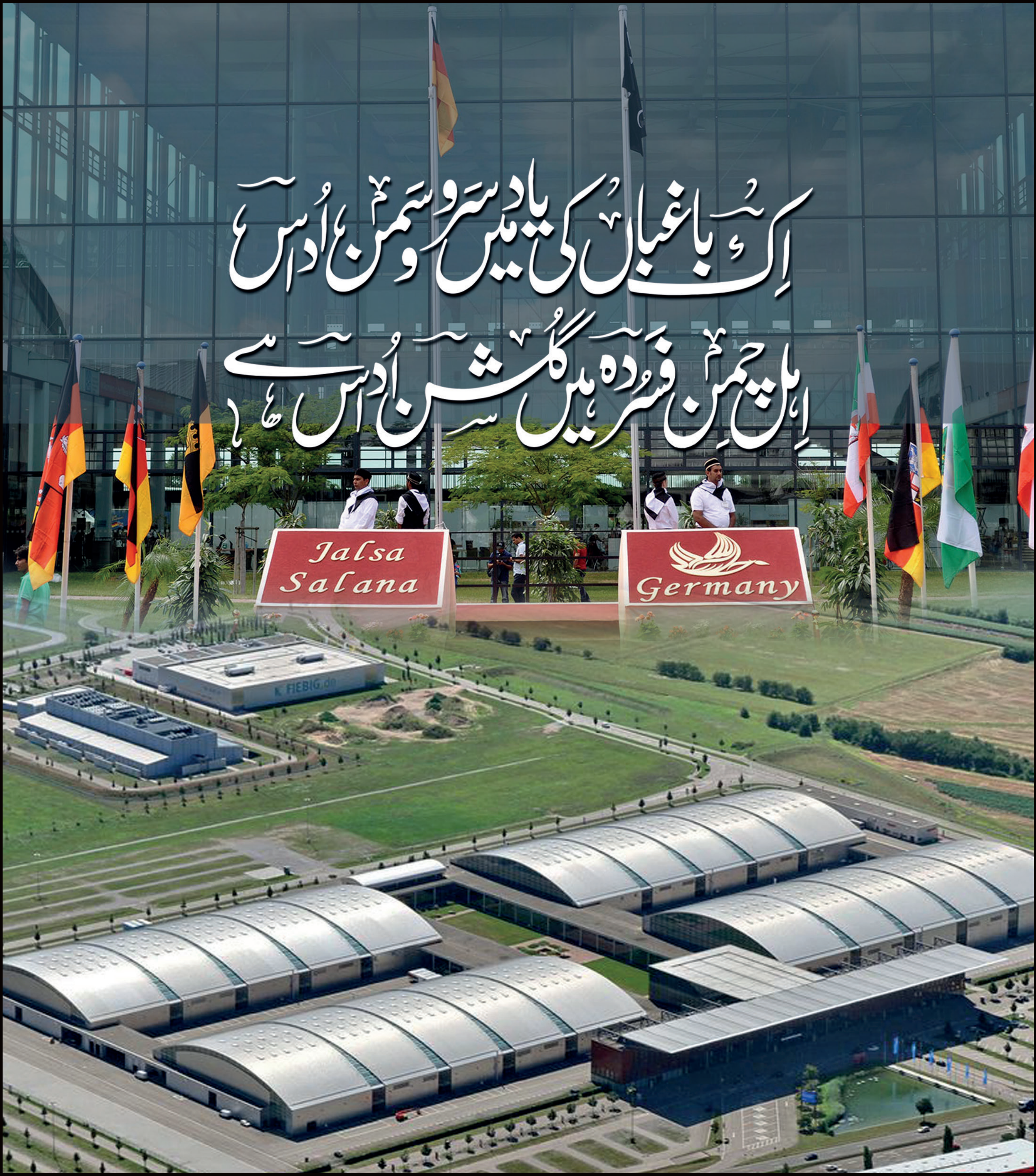

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا عالی مقام

بیان فرمودہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

"ہم اعتقاد رکھتے ہیں کہ یزید ایک ناپاک طبع دُنیا کا کیڑا اور ظالم تھا اور جن معنوں کی رو سے کسی کو مومن کہا جاتا ہے وہ معنے اس میں موجود نہ تھے۔ مومن بننا کوئی امر سہل نہیں ہے...... دُنیا کی محبت نے اس کو اندھا کر دیا تھا۔ مگر حسین رضی اللہ عنہ طاہر مطہّر تھا اور بِلاشبہ وہ اُن برگزیدوں میں سے ہے جن کو خدا تعالیٰ اپنے ہاتھ سے صاف کرتا اور اپنی محبت سے معمور کر دیتا ہے اور بِلاشبہ وہ سردارانِ بہشت میں سے ہے اور ایک ذرّہ کینہ رکھنا اس سے موجب سلبِ ایمان ہے اور اس امام کی تقویٰ اور محبت الٰہی اور صبر، استقامت اور زہد اور عبادت ہمارے لئے اسوہ حسنہ ہے اور ہم اس معصوم کی ہدایت کے اِقتداء کرنے والے ہیں جو اس کو ملی تھی۔ تباہ ہوگیا وہ دل جو اس کا دشمن ہے اور کامیاب ہوگیا وہ دل جو عملی رنگ میں اس کی محبت ظاہر کرتا ہے"۔

(مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ 544-545)

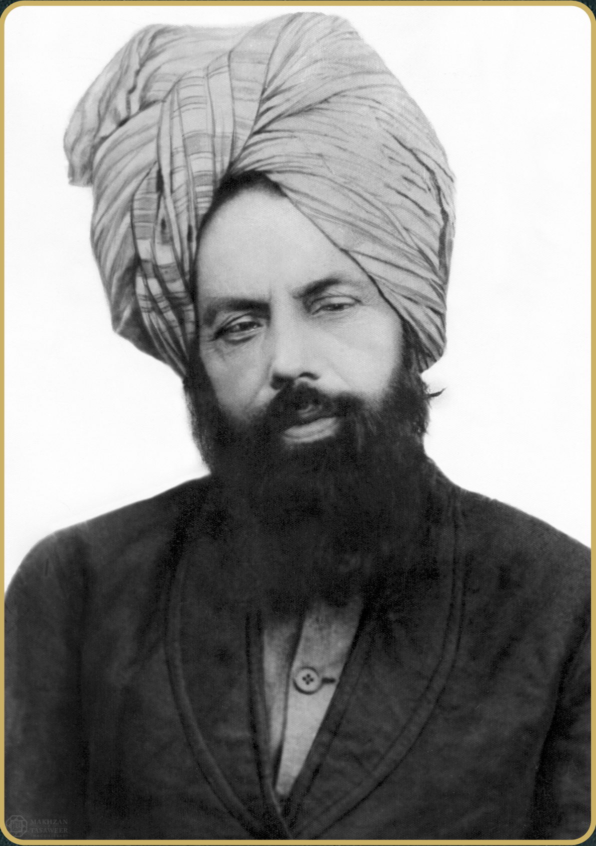

محرم اور درود شریف

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"اگر محرم کا مہینہ ہمیں کوئی سبق دیتا ہے تو یہ ہے کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کی آل پر ہمیشہ درود بھیجتے رہیں۔ زمانے کے امام کے مقاصد کے حصول میں درود، دعاؤں اور اپنی حالتوں میں پاک تبدیلی پیدا کرتے ہوئے اپنا کردار ادا کرنے کی کوشش کرتے رہیں۔ اور یزیدی صفت لوگوں کے سامنے استقامت دکھاتے ہوئے ہمیشہ ڈٹے رہیں"۔ (خطبات مسرور جلد ہشتم صفحہ 636)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہمارا کام ہے کہ ہم اپنے ہر عمل میں تقویٰ کو سامنے رکھیں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 21 جولائی 2021ء کو نماز عید الاضحیٰ مسجد مبارک اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں پڑھائی اور اس کے بعد خطبہ میں فرمایا:

"آج عید قربان ہے جسے ہم عید الاضحیٰ بھی کہتے ہیں۔ اس عید پر مسلمان بڑے ذوق شوق سے بکروں، بھیڑوں، گائے اور اونٹ کی قربانیاں کرتے ہیں جو ہزاروں، لاکھوں کی تعداد میں ہوتی ہیں۔ حج کے موقع پر مکہ میں ہی لاکھوں جانور ذبح ہو جاتے ہیں جنہیں سنبھالنا ہی مشکل ہے۔ پھر ہمیں یہ بھی نظر آتا ہے کہ بعض جگہ دکھاوے کے لیے لوگ کوشش کرتے ہیں کہ ایک دوسرے سے بڑھ کر بڑے اور مہنگے جانور خریدیں اور پھر اپنے ماحول میں اس قسم کے فخر کا اظہار ہو کہ ہم نے اتنی بڑی قربانی کی ہے۔

پاکستان میں تو اب اس بات پر بھی فخر ہونے لگ گیا ہے کہ ہم نے احمدیوں کو عید قربان پر قربانی نہیں کرنے دی کیونکہ یہ مسلمان نہیں ہیں یعنی ان مذہب کے ٹھیکیداروں کے نزدیک احمدی مسلمان نہیں ہیں اور عید کے تین دنوں میں جانوروں کی قربانی یا اسے ذبح کرنے کا حق صرف مسلمان کو ہے۔ کوئی احمدی کوئی جانور ذبح نہیں کرسکتا۔ حیرت اس بات پر ہوتی ہے کہ حکومت کے افسران اور انصاف قائم کرنے والے اور قانون نافذ کرنے والے ادارے ان مفاد پرست نام نہاد علماء کی باتوں کی وجہ سے احمدیوں کو قربانی کرنے سے روکتے ہیں۔ بہرحال جہاں بعض شریف افسران ہیں وہ رعایت کرتے ہوئے احمدیوں کو چھپ کر قربانی کرنے کا کہہ دیتے ہیں کیونکہ بصورتِ دیگر نام نہاد علماء کے جذبات مجروح ہو جاتے ہیں اور ایک فتنہ و فساد کی کیفیت پیدا ہو سکتی ہے۔

ان کے ایسا کرنے کی وجہ یہ ہے کہ ان لوگوں میں تقویٰ نہیں ہے۔ وہ اسلام کے نام پر، خدا تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر ظلم کر کے سمجھتے ہیں کہ ہم اسلام کی بہت خدمت اور نیکی کے اعلیٰ معیار حاصل کر رہے ہیں۔ یہ تو ایک دن خدا تعالیٰ فیصلہ فرمائے گا کہ تقویٰ پر چلنے والے کون لوگ ہیں۔ نیکی کے معیار کیا ہیں۔ خدا تعالیٰ کے نزدیک صحیح کون ہے اور غلط کون۔ اگر ہم تقویٰ پر چلتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے آگے جھکتے رہے تو یقیناً اللہ تعالیٰ کی مدد ہمارے ساتھ ہو گی، ان شاء اللہ۔

سورۃ حج میں اللہ تعالیٰ نے فرما دیا ہے کہ اگر تقویٰ نہیں ہے تو تمہارے بڑے اور مہنگے جانوروں کی قربانیاں خدا تعالیٰ قبول نہیں کرتا کیونکہ اللہ تعالیٰ کو تمہارے گوشت اور خون کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ تو ان حاجتوں سے پاک ہے۔ پس ہمیں ان باتوں سے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے کہ ہمیں قربانی سے روکا گیا یا مولوی یا حکومتی کارندے ہمارے جانور اٹھا کر لے گئے، یا ذبح کیے ہوئے جانوروں کا گوشت اٹھا کر لے گئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر ہم نے تقویٰ پر چلتے ہوئے اس قربانی کا ارادہ کیا اور قربانی کی تو میرے ہاں مقبول ہے اور اگر یہ تقویٰ سے خالی قربانی ہے تو پھر صرف بے فائدہ ایک جانور کا ذبح کرنا ہی ہے۔ پس ہمارا کام ہے کہ ہم اپنے ہر عمل میں تقویٰ کو سامنے رکھیں"۔

(ماخوذ از الفضل انٹرنیشنل 23 جولائی 2021ء)

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

اخبار احمدیہ

ماہنامہ جرمنی

ذوالحج 1442/محرم 1443 ہجری قمری | اگست 2021ء | جلد نمبر 22 | شمارہ نمبر 08 | ظہور 1400 ہجری شمسی

مجلس ادارت

سرپرست

محترم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب
امیر جماعت احمدیہ جرمنی

مدیر اعلیٰ

محمد الیاس منیر

مدیران

محمد انیس دیالگڑھی، مدبّر احمد خان

معاونین

سلطان احمد قمر، سید سعادت احمد

پروف ریڈنگ

عبدالرحمٰن مبشر، سید افتخار احمد، ریاض محمود باجوہ

ڈیزائننگ وکمپوزنگ

مرزا لطف القدوس، آفاق احمد زاہد، طارق محمود

سرِورق

احسان اللہ ظفر

مینیجر

سید افتخار احمد

کیلیگرافی

سعید اللہ خان

پتہ

شعبہ اشاعت جماعت احمدیہ جرمنی
Genfer Str.11,
60437 Frankfurt am Main, Germany
Email: akhbareahmadiyya@ahmadiyya.de
Tel & Fax: +49-69 50688722

فہرست مضامین

04	قال اللہ جلّ جلالہٗ، قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم، قال المسیح الموعود علیہ الصلوٰۃ والسلام
05	تبرکات: تم بھی صادق بن جاؤ
06	نظم: اب فضل لے کے آنا
07	خطبہ جمعہ: آرہاہے اس طرف احرارِ یورپ کا مزاج
14	تعارف کتب: اعجازِ احمدی
15	ہمارا جلسہ سالانہ
19	پہلا جلسہ سالانہ قادیان
20	وہ بہاریں جو روٹھ گئیں
21	جماعت احمدیہ جرمنی کا پہلا جلسہ سالانہ
22	منظوم کلام: اے مسیحا، تیرا آنا زندگی آنے کا نام
23	پھول کھلتے ہیں تو ہم سوچتے ہیں
24	غزل
25	کچھ ناموں کے بارہ میں
28	دلچسپ سائنسی خبریں
29	قرآن کریم جرمن ترجمہ کی نظرِ ثانی شدہ طباعت
32	منظوم کلام: جو ضروری تھا وہ سب اس میں مہیا نکلا
34	اپنی کہانی اپنی زبانی
38	جرمنی میں سیلاب اور خدام الاحمدیہ جرمنی کی خدمات
39	ایک خصوصی کمیٹی کا اہم اجلاس
40	مجلس صحت کے زیر اہتمام سائیکل سفر
44	ملکی وعالمی خبریں
47	ادبی صفحہ: قحط الرجال
48	بلانے والا ہے سب سے پیارا (اعلانات وفات)

اخبار احمدیہ جرمنی کے تازہ و گزشتہ شمارہ جات مندرجہ ذیل ویب سائٹ پر بھی دیکھے اور پڑھے جاسکتے ہیں
https: //www.alislam.org/akhbar-e-ahmadiyya/

25

04

07

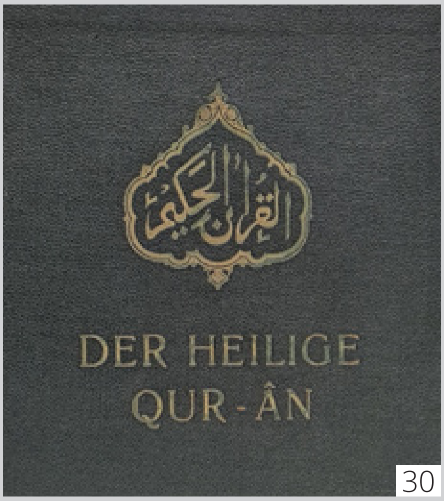

30

23

45

15

33

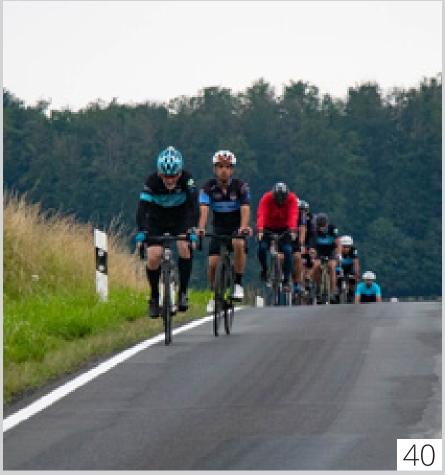
40

38

قال اللہ جل جلالہ

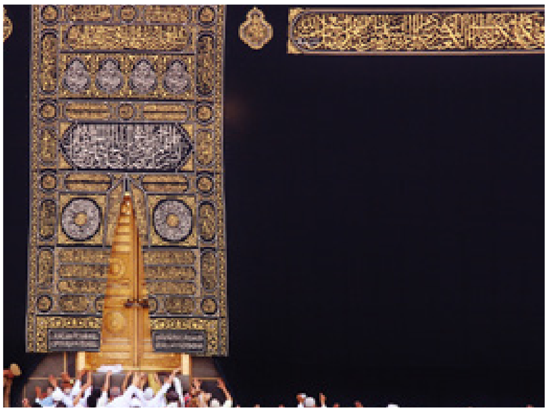

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ

(التوبہ:119)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور صادقوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ أَبِي مُوسَى، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: إِنَّمَا مَثَلُ الْجَلِيسِ الصَّالِحِ وَالْجَلِيسِ السَّوْءِ كَحَامِلِ الْمِسْكِ وَنَافِخِ الْكِيرِ فَحَامِلُ الْمِسْكِ إِمَّا أَنْ يُحْذِيَكَ وَإِمَّا أَنْ تَبْتَاعَ مِنْهُ وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِيحًا طَيِّبَةً وَنَافِخُ الْكِيرِ إِمَّا أَنْ يُحْرِقَ ثِيَابَكَ وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ رِيحًا خَبِيثَةً.

(صحیح مسلم،کتاب البر و صله، باب اسْتِحْبَابِ مُجَالَسَةِ الصَّالِحِينَ وَمُجَانَبَةِ قُرَنَاءِ السَّوْءِ)

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: نیک ساتھی اور بُرے ساتھی کی مثال ان دو شخصوں کی طرح ہے جن میں سے ایک کستوری اُٹھائے ہوئے ہو اور دوسرا بھٹی جھونکنے والا ہو۔ کستوری اٹھانے والا تجھے مفت خوشبو دے گا۔ یا تو اس سے خرید لے گا۔ ورنہ کم از کم تو اس کی خوشبو اور مہک تو سونگھ ہی لے گا اور بھٹی جھونکنے والا یا تیرے کپڑے جلا دے گا یا اس کا بد بُودار دُھواں تجھے تنگ کرے گا۔

قال المسیح الموعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

زیارتِ صالحین کیلئے سفر کرنا قدیم سے سنت سلف صالح چلی آئی ہے اور ایک حدیث میں ہے کہ جب قیامت کے دن ایک شخص اپنی بداعمالی کی وجہ سے سخت مواخذہ میں ہوگا تو اللہ جلّ شانُہٗ اس سے پوچھے گا کہ فلاں صالح آدمی کی ملاقات کیلئے کبھی تو گیا تھا۔ تو وہ کہے گا بالارادہ تو کبھی نہیں گیا مگر ایک دفعہ ایک راہ میں اس کی ملاقات ہوگئی تھی تب خدا تعالیٰ کہے گا کہ جا بہشت میں داخل ہو۔ میں نے اسی ملاقات کی وجہ سے تجھے بخش دیا۔

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 608)

تم بھی صادق بن جاؤ

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

جب انسان ایک راستباز اور صادق کے پاس بیٹھتا ہے تو صدق اس میں کام کرتا ہے۔لیکن جو راستبازوں کی صحبت کو چھوڑ کر بدوں اور شریروں کی صحبت کو اختیار کرتا ہے تو ان میں بدی اثر کرتی جاتی ہے۔ اسی لئے احادیث اور قرآن شریف میں صحبتِ بد سے پرہیز کرنے کی تاکید اور تہدید پائی جاتی ہے۔ اور لکھا ہے کہ جہاں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اہانت ہوتی ہو اس مجلس سے فی الفور اُٹھ جاؤ۔ ورنہ جو اہانت سن کر نہیں اٹھتا اس کا شمار بھی ان میں ہی ہوگا...... غرض نفسِ مطمئنہ کی تاثیروں میں سے یہ بھی ہے کہ وہ اطمینان یافتہ لوگوں کی صحبت میں اطمینان پاتے ہیں۔ امّارہ والے میں نفس امّارہ کی تاثیریں ہوتی ہیں۔ اور لوّامہ والے میں لوّامہ کی تاثیریں ہوتی ہیں۔ اور جو شخص نفس مطمئنہ والے کی صحبت میں بیٹھتا ہے اس پر بھی اطمینان اور سکینت کے آثار ہونے لگتے ہیں اور اندر ہی اندر اسے تسلی ملنے لگتی ہے۔(ملفوظات جلد 3 صفحہ 507 ایڈیشن 1988ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

عالم ربّانی کے لئے ضرورت ہے کہ تقویٰ سے کام لے اور تقویٰ کی حقیقت اس وقت تک کُھل نہیں سکتی جب تک خداتعالیٰ کے صادق اور مامور بندوں کی صحبت میں نہ رہے۔ جیسا فرمایا ہے۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ۔ اس سے معیتِ صادق کی بہت ضرورت معلوم ہوتی ہے اور فی الحقیقت ضرورت ہے لیکن چونکہ ساری قوم ایک وقت میں اپنے امام کے گرد نہیں رہ سکتی اور اگر ہر فرد قوم کا حاضر بھی ہو تو ہر ایک فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ طبیعتیں جدا جدا ہیں اور مذاق الگ الگ، اور تقسیم محنت کا اصول الگ اس کی مخالفت کرتا ہے۔ اس لئے خداتعالیٰ نے یہ قانون مقرّر فرمایا کہ ایک گروہ حصولِ تعلیم کے لئے حاضر ہو اور واپس جا کر قوم کو سکھلائے۔ (الحکم 24 فروری 1904ء صفحہ 4)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

بد خیالات کا اثر بغیر ظاہری اسباب کے صرف صحبت سے بھی ہو جاتا ہے۔ کوئی کسی کو کسی برائی میں پڑنے کی ترغیب دے یا نہ دے اگر کسی برے کی صحبت میں انسان وقت گزار رہا ہو تو وہ برائی لاشعوری طور پر اس میں پیدا ہو جاتی ہے۔ برے انسان کا اثر لاشعوری طور پر اس پر ہو رہا ہوتا ہے...... بُرے آدمی کے پاس بیٹھنے سے بھی بِلا اس کے کہ وہ کوئی لفظ کہے اثر پڑتا ہے اور اچھے آدمی کے پاس بیٹھنے سے بِلا اس کے کہ وہ کچھ کہے اچھا اثر پڑتا ہے۔ (انوار العلوم جلد 5 صفحہ 537)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

جو خداتعالیٰ کی راہ میں صدق و صفا دکھانے والے ہیں ان کی صحبت میں رہ کر ان جیسا بننے کی کوشش کرو تم بھی صادق بن جاؤ وفا کا تعلق صدق کا تعلق اللہ تعالیٰ کے ساتھ قائم کرو اور چونکہ وہ ایسے لوگوں سے پیار کرتا ہے تمہیں ہدایت نصیب ہو جائے گی تمہارے لئے رحمت مقدر ہو جائے گی تو جہاں اس شخص کو چھوڑنا ضروری ہے جو غلاظت کی راہوں کو اختیار کرتا ہے وہاں اس سے تعلّق اخوّت اور تعلّق محبّت استوار کرنا بھی ضروری ہے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدق و صفا کا نمونہ دکھاتا ہے۔

(خطبات ناصر جلد دوم ص 284، 285)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ کا مضمون آپ ﷺ پر صادق آرہا تھا کیونکہ آپ کا تعلق خدا سے تھا اور مسلسل اللہ سے تعلق کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کی وہ صفات جن کا کوئی اَنت نہیں، جن کی کوئی انتہاء نہیں وہ صفات آپ کو اپنی طرف بلا رہی تھیں جو ہمیشہ آپ کو ایک لامتناہی سفر میں مبتلا کر رہی تھیں۔ اور جو خداتعالیٰ کی طرف سفر اختیار کرتا ہے وہ ہمیشہ ہر حال میں پہلے سے بہتر ہو رہا ہوتا ہے۔ پس کتنا عظیم مضمون ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ان چھوٹے چھوٹے اشاروں میں بیان فرما دیتے ہیں کہ صادقوں کی معیت میں تم اگر صدق کے ساتھ بیٹھو گے تو لازم ہے کہ صادق کی طرح بننے کی کوشش کرو گے۔ پس اس کے صدق کے ساتھ تمہارے اندر ارتقاء کی کیفیت پیدا ہو جائے گی۔

(خطبہ جمعہ یکم مئی 1998ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں

پس ہمیشہ بُری صحبت سے بچنے کی ضرورت ہے۔ عام دنیاوی کاروباروں میں تعلق واسطہ تو ہوتا ہے جیسا کہ مَیں نے کہا غیروں کے ساتھ تعلق ہے۔ لیکن ان تعلقات میں حدود قائم ہونی چاہئیں............ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم ہمیشہ پاک مجلسوں میں بیٹھنے والے ہوں، اور ان مجالس کی خوبیاں اپنانے والے ہوں، اور ہر وقت شیطان کے حملوں سے بچنے کے لئے اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل، رحم اور مغفرت مانگنے والے ہوں اور ہر احمدی کی ہر مجلس صرف اللہ تعالیٰ کے احکامات کی طرف لے جانے والی ہو، نہ کہ شیطان کی طرف لے جانے والی اور فساد پیدا کرنے والی مجلس۔ (آمین)

(خطبہ جمعہ 16 جولائی 2004ء)

اب فضل لے کے آنا

اَے قادر و توانا! آفات سے بچانا
ہم تیرے دَر پہ آئے ہم نے ہے تجھ کو مانا
غیروں سے دِل غنی ہے جب سے کہ تجھ کو جانا
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

احقر کو میرے پیارے اِک دم نہ دُور کرنا
بہتر ہے زندگی سے تیرے حضور مرنا
واللہ خوشی سے بہتر غم سے ترِے گذرنا
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

فِکروں میں دل حزیں ہے جاں درد سے قریں ہے
جو صبر کی تھی طاقت اب مجھ میں وہ نہیں ہے
ہر غم سے دُور رکھنا تو ربّ ِعالَمیں ہے
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

اقبال کو بڑھانا اب فضل لے کے آنا
ہر رنج سے بچانا دُکھ دَرد سے چھُڑانا
خود میرے کام کرنا یا ربّ نہ آزمانا!
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

(انتخاب از 'محمود کی آمین')

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زبان مبارک سے

آرہا ہے اس طرف احرارِ یورپ کا مزاج

جلسہ سالانہ جرمنی و بیلجیم 2019ء کے بارہ میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطبہ جمعہ

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

گزشتہ دنوں اللہ تعالیٰ نے جلسہ سالانہ جرمنی اور بیلجیم میں شرکت کی توفیق دی اور جیسا کہ ایم ٹی اے دیکھنے والوں نے دنیا میں بھی دیکھا ہوگا، آپ نے بھی دیکھا ہوگا، دونوں جلسے اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑے بابرکت تھے۔ جرمنی میں جماعت بڑی ہے اور پھر سالہاسال سے پہلے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ جرمنی کے جلسہ میں شامل ہوتے رہے پھر میں اس میں شامل ہو رہا ہوں۔ اس لحاظ سے جرمنی کی جماعت میں اب جلسے کا نظام بہت حد تک منظم ہو چکا ہے۔ باہر سے مہمان وہاں بھی بہت آتے ہیں۔ اردگرد کے مشرقی یورپ کے لوگوں کے علاوہ بعض دوسرے ممالک سے بھی جلسہ میں شامل ہونے کے لئے لوگ آتے ہیں۔ اس سال تو افریقہ کے بعض ممالک سے بھی لوگوں نے وہاں جلسہ میں شرکت کی اور ہمیشہ کی طرح، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر جلسہ میں ہوتا ہے، باہر سے آنے والے مہمان آ کر اچھا تاثر ہمارے جلسوں سے لیتے ہیں اور اس کا اظہار بھی کرتے ہیں۔ چنانچہ جرمنی میں بھی بیلجیم میں بھی جو لوگ بھی جلسہ میں شامل ہوئے انہوں نے اس بات کا اظہار کیا۔ جماعت کے بارے میں اپنے نیک اچھے تاثرات کا اظہار کیا۔ جلسہ کے انتظامات اور جلسہ کے عمومی ماحول کی بڑی تعریف کی کہ ہمیں یہاں آ کر پتہ چلا ہے یا بعض لوگ جو پہلے آ چکے ہیں دوبارہ آئے انہوں نے اس بات کا اظہار کیا کہ آپ کے جلسوں سے پتہ چلتا ہے کہ اسلام کی حقیقی تعلیم کیا ہے اور آجکل میڈیا جس طرح اسلام کے بارے میں دنیا کو غلط تصویر پیش کرتا ہے جو کہ انتہائی بھیانک تصویر ہے، اسلام کی حقیقی تعلیم اور سچے مسلمان کا عمل اس کے بالکل الٹ ہے۔ جلسہ میں شامل ہو کر یہ لوگ ہر کارکن اور ہر افسر بلکہ ہر احمدی کو بڑے غور سے دیکھتے ہیں کہ ان کے عمل کیا ہیں۔ تعلیم اگر اچھی بھی ہو لیکن اس تعلیم کو ماننے والوں کے عمل اچھے نہ ہوں تو پھر اس تعلیم کا نیک اثر قائم نہیں ہوتا۔ پس اس لحاظ سے جلسہ کے تمام رضا کار جیسا کہ پہلے بھی میں کئی دفعہ کہہ چکا ہوں کارکنان اور شاملین ایک خاموش تبلیغ میں حصہ لے رہے ہوتے ہیں۔ غیر مسلموں کے دماغوں سے اسلام کے بارے میں غلط تاثر اور تحفظات کو دور کر رہے ہوتے ہیں اور مسلمانوں کے دلوں میں سے نام نہاد علماء نے جو غلط پراپیگنڈا کر کے غلط فہمیاں پیدا کی ہوئی ہیں اسے دور کر رہے ہوتے ہیں۔ لوگ تو ہمیں یہی کہتے ہیں ناں کہ احمدی نعوذ باللہ مسلمان نہیں ہیں، کلمہ نہیں پڑھتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی نہیں مانتے۔ آپ کے خاتم النبیین ہونے پر یقین نہیں رکھتے۔ بلکہ یہاں تک بھی الزام ہے کہ ان کا قرآن کریم بھی علیحدہ ہے۔ لیکن بہت سارے مسلمان بھی جب احمدیوں سے ملیں اور جلسے کے ماحول کو دیکھیں تو یہ تمام غلط تاثرات دور ہو جاتے ہیں اور اس بات کا اظہار بھی کرتے ہیں۔ جرمنی میں آنے والے مسلمانوں نے بھی اس بات کا اظہار

کیا۔عرب ممالک سے بھی ہندوستان سے بھی پاکستان سے بھی دوسری جگہوں سے بھی۔ اسی طرح یہ شامل ہونے والے کام کرنے والے رضا کاروں کے کاموں کی بھی تعریف کرتے ہیں، ان کے رویّوں کی تعریف کرتے ہیں۔ بیلجیم کے جلسہ میں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ تمام چیزیں دیکھنے میں آئیں اور وہ جلسہ بھی بڑا بابرکت اور کامیاب جلسہ تھا۔ چھوٹی جماعت ہونے کے باوجود اور اس بات کے باوجود کہ وہاں بیلجیم کے افراد جماعت سے زیادہ تعداد میں مہمان شامل ہوگئے تھے، جس کا مَیں نے پہلے ذکر بھی کیا تھا ان کی آخری تقریب میں، انہوں نے بڑے اچھے طریقے سے سب کام سنبھالے۔ مَیں چودہ سال بعد ان کے جلسہ میں شامل ہوا ہوں۔ اس لحاظ سے ان کو فکر تھی۔ تجربہ نہ ہونے کی وجہ سے ان کو گھبراہٹ بھی تھی لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے انہوں نے بڑے اچھے انتظامات کئے۔

وہاں بھی جو غیر مسلم آئے بیشک تھوڑے تھے انہوں نے جلسہ کے انتظامات اور جماعت کے کام کو عمومی طور پر جو جماعت وہاں کر رہی ہے بڑا سراہا اور جماعت کے کاموں اور امن قائم کرنے کی دنیا میں جو کوشش ہے اس کی عمومی تعریف کی۔ پس جماعت جہاں بھی ہو، جہاں کی بھی ہو اللہ تعالیٰ کے فضل سے غیروں پر اپنا نیک اثر قائم کرتی ہے اور تبلیغ کا ذریعہ بنتی ہے۔ پس ہر فرد جماعت کو اس بات کو ہمیشہ سامنے رکھنا چاہئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آکر انہیں اپنی حالتوں کو بہتر کرنے کی کس قدر ضرورت ہے۔ ہمارا ہر اجتماع اور ہر جلسہ جس علاقے میں بھی ہو رہا ہو وہاں کے لوگوں پر ایک غیر معمولی اثر ڈالتا ہے۔ آج سے خدام الاحمدیہ یُوکے کا اجتماع بھی شروع ہو رہا ہے۔ اس حوالے سے میں تمام شامل ہونے والے خدام کو بھی یاددہانی کروا دیتا ہوں کہ اپنے رویّوں کو ایسا رکھیں جو علاقے کے لوگوں پر نیک اثر چھوڑنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان کے اجتماع کو بھی بابرکت فرمائے اور موسم کی خرابی کی وجہ سے جو بعض ان کو پریشانیاں اور گھبراہٹ ہے اللہ تعالیٰ اس کو بھی دُور کرے اور سازگار موسم کر دے۔

اب دونوں جلسوں میں کام کرنے والے کارکنان کا بھی میں شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں، جرمنی میں بھی، بیلجیم میں بھی کہ انہوں نے اپنی استعدادوں اور صلاحیتوں کے مطابق جلسہ میں شامل ہونے والے مہمانوں کی خدمت کی۔ اسی طرح وہاں تمام شامل ہونے والے جو احمدی لوگ تھے ان کو بھی ان کا شکریہ ادا کرنا چاہئے۔ مختلف طبقوں اور مزاجوں کے لوگ ہوتے ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمانوں کی خدمت کے لئے اپنے آپ کو پیش کرتے ہیں۔ بیلجیم میں تو کام کرنے والے کارکنوں کی کمی بھی تھی لیکن اس کے باوجود جیسا کہ میں نے کہا بڑے احسن رنگ میں انہوں نے اس لحاظ سے اپنے کام سرانجام دیئے۔ اسی طرح کارکنان کو بھی شکرگزار ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں خدمت کا موقع دیا اور آئندہ کے لئے اپنے آپ کو تیار کریں کہ جو کمزوریاں اور کمیاں رہ گئی ہیں ان کے بارے میں خود سوچیں اور دیکھیں کہ ان کو آئندہ سالوں میں کس طرح بہتر کرنا ہے۔ خاص طور پر انتظامیہ کو، افسران کو، اپنے جائزے لینے چاہئیں۔ اپنی منصوبہ بندیوں کے جائزے لینے چاہئیں اور تمام کمزوریوں کو ایک لال کتاب جو بنی ہوئی ہے اس میں لکھیں تا کہ آئندہ یہ دہرائی نہ جائیں۔

جرمنی میں کام کرنے والے کارکنان کے بارے میں یہ شکایت آیا کرتی تھی کہ ان کے چہروں پر مسکراہٹ نہیں ہوتی اور اچھا سلوک نہیں ہوتا۔ ڈیوٹی دیتے ہوئے سخت رویہ ہوتا ہے۔ اس دفعہ عمومی طور پر اس بارے میں ان کی بھی اچھی رپورٹ ہے۔ آئندہ سالوں میں اسے مزید بہتر کرنے کی کوشش کریں۔ ایک غلطی کی طرف مَیں توجہ دلا دیتا ہوں اور وہ تھی مردانہ جلسہ میں ایک سیشن میں گھر کے حوالے سے ایک نظم پڑھی گئی تھی۔ اس کو پڑھنے کا انداز غلط تھا۔ ہمارا سٹیج کوئی ڈراموں کا سٹیج نہیں ہے جہاں اس انداز میں نظمیں پڑھی جائیں۔ اپنی روایات کو ہمیشہ ہمیں سامنے رکھنا چاہئے اور اس قسم کے انداز نہیں اپنانے چاہئیں جو ہماری روایات سے مختلف ہوں۔ دوسرے جلسہ کے پروگرام بنانے والوں کو ہمیشہ یہ خیال رکھنا چاہئے کہ جلسہ کے سیشنز کے دوران جو نظمیں پڑھی جاتی ہیں وہ صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خلفاء کی نظمیں ہوں۔ باقی نظمیں نہ پڑھی جائیں۔ پس اس طرف خاص توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ میں نے افسر جلسہ سالانہ کو بھی وہاں توجہ دلا دی تھی۔

اس کے بعد اب میں بعض مہمانوں کے تأثرات پیش کرتا ہوں جن سے پتہ چلتا ہے کہ جلسہ کی برکات کا صرف احمدیوں پر اثر نہیں ہوتا بلکہ غیروں پر بھی اثر ہوتا ہے۔

بوسنیا سے ایک غیر احمدی مسجد کے امام آئے ہوئے تھے۔ جلسہ میں شریک ہوئے۔ جلسہ سے قبل ایک تبلیغی نشست میں انہوں نے کہا کہ میں خود جماعت کے بارے میں تحقیق کرنا چاہتا ہوں تا کہ ذاتی علم کی بنا پر جماعت کے بارے میں صحیح رائے قائم کرسکوں۔ یہ بڑے کھلے دل کے امام ہیں۔ اسی بنا پر جلسہ میں شمولیت کی ان کو دعوت بھی دی گئی۔ پھر جلسہ پر کچھ وقت گزارنے کے بعد وہ کہتے ہیں کہ احمدیوں کے درمیان کچھ وقت گزارنے کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ تم ہی وہ لوگ ہو جو کہ اسلام کی حقیقی تعلیم کی تبلیغ صحیح معنوں میں کر رہے ہو۔ جلسہ کی تمام کارروائی کو توجہ اور غور سے دیکھتے رہے۔ جلسہ کے بعد ان کو وفد کے باقی ممبران کے ساتھ جامعہ احمدیہ جرمنی بھی دکھایا گیا۔ انہوں نے جامعہ دیکھنے کے بعد کہا کہ افسوس کہ مسلمان دین اور دنیا کی تعلیم میں بہت پیچھے ہیں۔ مگر ایک طرف جہاں جلسہ کے دوران میں نے دیکھا کہ امام جماعت احمدیہ نے دنیاوی علمی میدان میں نمایاں کام حاصل کرنے والے طلباء اور طالبات کو سندات دیں اور احباب جماعت میں دنیاوی علم میں آگے بڑھنے کی روح کو فروغ دے رہے تھے۔ دوسری طرف جامعہ کی سیر کے بعد اس بات کا بھی ادراک ہوگیا

کہ جماعت احمدیہ خلافت کی اقتدا میں کس طرح دینی علم کی اشاعت کے لئے منظم طریق پر کوشش کر رہی ہے اور کس قدر شاندار توازن کے ساتھ اس میدان میں آگے بڑھ رہی ہے اور مسلمانوں کی کھوئی ہوئی ساکھ کو واپس لانے کی کوشش میں لگی ہوئی ہے۔ اور اس کے بعد وہ مجھے بھی ملے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ میں 'براہین احمدیہ' اور 'تذکرۃ' پڑھنا چاہتا ہوں۔ مَیں نے کہا تذکرۃ پڑھنے کی بجائے آپ 'اسلامی اصول کی فلاسفی' اور 'دعوۃ الامیر' Invitation to Ahmadiyyat پڑھیں۔ اس سے آپ کو زیادہ تعارف حاصل ہوگا جماعت کے بارے میں بھی، حضرت مسیح موعودؑ کے دعوے کے بارے میں بھی، حالات کے بارے میں بھی اور حضرت مسیح موعودؑ کے علم و عرفان کے بارے میں بھی، اللہ تعالیٰ کی آپ کے ساتھ تائیدات کے بارے میں بھی۔

پھر بوسنین وفد میں ایک خاتون معمرہ صاحبہ تھیں۔ کہتی ہیں کہ میں پہلی مرتبہ جلسہ میں شامل ہوئی اور خلیفۂ وقت سے ملاقات کی جلسہ کے ایّام کس قدر سُرعت سے گزر گئے ہمیں پتہ ہی نہیں لگا۔ کاش یہ ایّام اور بھی لمبے ہو جاتے۔ میری خواہش ہے کہ ہر جلسہ میں شرکت کروں۔

ایک کمزور بینائی رکھنے والے مونٹی نیگرو سے تعلق رکھنے والے ایک شخص تھے۔ کہتے ہیں کہ میں کمزور بینائی رکھنے والا شخص ہوں مگر اس جلسہ میں شامل ہو کر میں نے سب کچھ دل کی آنکھوں سے دیکھا ہے اور اس جلسہ سے روح کو سیراب کر کے واپس جا رہا ہوں۔ میں جس ملک یا علاقے سے تعلق رکھتا ہوں وہاں دین اور مذہب سے لوگ بہت دور ہیں۔ اور روحانیت کیا چیز ہے؟ اس کی ہمیں کوئی خبر نہیں ہے۔ مگر جلسہ کے دوران میں نے محسوس کیا ہے کہ خدا موجود ہے اور اس کی برکتیں یہاں امن اور سلامتی اور اطمینان قلب کی شکل میں نازل ہو رہی ہیں جس سے میں نے بھی حصہ لیا ہے۔

اس سال جلسہ جرمنی پر بلغاریہ کے 56 رکنی وفد نے شرکت کی۔ اس میں 31 غیر از جماعت مہمان تھے۔ ان کی مجھ سے ملاقات بھی ہوئی۔ وفد میں شامل ایک خاتون کریلکا (Kirilka) صاحبہ اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے کہتی ہیں کہ میں کئی پروگراموں میں شامل ہوئی ہوں لیکن جماعت احمدیہ کے جلسہ میں روحانی ماحول تھا۔ بہت پُرسکون ماحول تھا جو اب رہتی زندگی تک سکون کا سامان ہے۔ لوگوں کے دلوں میں ہمارے لئے احترام اور محبت تھی۔ ان کی آنکھوں سے ان کے ایمان کا اندازہ ہوتا تھا کہ کیسے نیک لوگ ہیں۔ خلیفۂ وقت کی تقاریر نے میرے دل پر بہت گہرا اثر کیا۔ میں تقریر کے دوران روتی رہی اور مجھے ایسا لگتا تھا کہ اب میری نئی زندگی شروع ہو رہی ہے۔ میں کوشش کروں گی کہ اب باقی زندگی ان باتوں کی روشنی میں گزاروں۔ میں آپ کی شکرگزار ہوں کہ اس روحانی ماحول سے فائدہ اٹھانے کا مجھے موقع دیا۔

تو یہ لوگ جو احمدیت کو جانتے بھی نہیں یہ لوگ بھی یہاں آ کے اس ماحول سے اثر لیتے ہیں۔ ان کے لئے بھی یہ جلسہ بابرکت ہو جاتا ہے۔

ایک عیسائی خاتون کریسی میرا (Kracimira) صاحبہ کہتی ہیں میں اپنے خاوند اور بچوں کے ساتھ جلسے میں شامل ہوئی ہوں۔ مَیں نے ایسی منظم مہمان نوازی پہلے کبھی نہیں دیکھی۔ والدین کا احترام، بچوں کی تربیت کے متعلق بہت کچھ سیکھا ہے اسے اب زندگی کا حصہ بناؤں گی۔ مرد حضرات جس طرح خواتین کا احترام کر رہے تھے یہ دیکھ کر بہت حیرانی ہوئی۔ عیسائیت میں عورتوں کے لئے اتنا عزت اور احترام میں نے نہیں دیکھا اور شکریہ کے ساتھ آپ کے لئے دعا گو ہوں۔

پس یہ مردوں کے لئے بھی ایک سبق ہے کہ صرف جلسہ کے دنوں میں نہیں، ہمیشہ عورت کا یہ احترام ان کے دلوں میں رہنا چاہئے اس تعلیم کے مطابق جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں دی ہے۔

ایک دوست مسلمان تھے محمد یوسف صاحب۔ جلسہ میں شامل ہوئے۔ کہتے ہیں مَیں پہلی بار اس جلسہ میں شامل ہوا ہوں۔ جو باتیں جماعت کے خلاف سنی تھیں جلسہ کا ماحول دیکھ کر اب میرا دل ہر لحاظ سے صاف ہو گیا ہے۔ سب طرف بھلائی اور قرآن و حدیث کی تعلیم تھی اور محبت سب کے لئے اور نفرت کسی سے نہیں نے مجھے بہت متاثر کیا۔ ہر طرف سکون ہی سکون تھا۔ خاص طور پر خلیفۂ وقت کی تقریروں کے دوران بڑا سکون ملا۔ جلسہ کے دوران ہی میں نے فیصلہ کیا کہ اب میں بھی احمدیت میں داخل ہوتا ہوں۔ میری کافی ذاتی مشکلات تھیں لیکن جب میں جلسہ میں شامل ہوا تو میری مشکلات خودبخود دور ہونا شروع ہو گئیں۔ اب میں جماعت کے پیغام کو آگے پھیلاؤں گا۔

پھر لیٹویا (Latvia) سے آنے والے وفد کے تاثرات ہیں۔ لیٹویا سے ایک میڈیکل کے سٹوڈنٹ آئے تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ جلسہ سالانہ جرمنی میں شامل ہونا میرے لئے بڑے اعزاز کی بات ہے۔ مجھے ایسے محسوس ہوا کہ یہ جلسہ ان تمام لوگوں کا اجتماع ہے جو کہ مضبوط ایمان اور مطمئن روحوں کے مالک اور بھائی چارے والے پُرامن لوگ ہیں۔ میرے لئے یہ بات باعث حیرت تھی کہ کس طرح ہر کوئی محویت کے ساتھ تقاریر سننے اور اپنے کام میں مگن تھا اور اسی طرح بڑا اعزاز تھا کہ خلیفۂ وقت سے بھی ملاقات میری ہوئی۔ انہوں نے جرمنی میں مہاجرین کے بارے میں اور اسلام کے بارے میں لوگوں کے دلوں میں پائے جانے والے خوف کے متعلق بات کی اور اس بات پہ مجھے خوشی ہوئی کہ جماعت احمدیہ دنیا میں امن اور بھائی چارے کا پیغام دے رہی ہے اور جرمن معاشرے میں دوستانہ ہمسائیگی اور خدمت پر زور دے رہی ہے۔

لیٹویا میں ایک غیر احمدی پاکستانی ماسٹرز کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ یہ بھی جلسہ میں شامل ہوئے۔ کہتے ہیں کہ میں گزشتہ ماہ ہی سٹڈی ویزا پر پاکستان سے لیٹویا آیا ہوں۔ مجھے بھی جلسہ میں شامل ہونے کی دعوت دی

گئی جو کہ شش و پنج کے بعد میں نے قبول کر لی۔ جب میں جلسہ گاہ پہنچا تو وہاں انتظامیہ کو دیکھ کر میں بہت حیران ہوا کیونکہ وہاں بہت زیادہ لوگ تھے۔ انتظامیہ بڑی خوبصورتی اور سمجھداری سے سب کو سنبھال رہی تھی۔ جلسہ گاہ میں بہت سارے لوگ تھے جن میں کافی سارے مختلف ممالک سے تعلق رکھنے والے غیر مسلم مہمان تھے اور ان سب کو اس کے لئے دعوت دی گئی تھی تا کہ وہ دین اسلام کا آ کر خود مشاہدہ کریں۔ میں نے اتنا پیار، محبت، عزت، احترام اور مہمان نوازی کبھی اپنی پوری زندگی میں نہیں دیکھی جتنی میں نے وہاں دیکھی اور مجھے یہ دیکھ کر بہت اچھا لگا کہ اس سے تمام غیر مسلموں پر بہت اچھا اثر پڑے گا۔ دین اسلام کی طرف آنے کی ضرور کوشش کریں گے۔ میں کیونکہ احمدی نہیں ہوں اس لئے میرے دل میں بھی کچھ غلط فہمیاں تھیں جو ہر دوسرے فرقے والے مسلمانوں کے دل میں ہوتی ہیں۔

وہاں جب میں نے تقاریر سنیں اور وہاں پر لکھے ہوئے کلمات دیکھے اور نماز بھی پڑھی تو مجھے کوئی فرق نہیں لگا۔ یہی سب کچھ ہم بھی کرتے ہیں اور یہی سب کچھ احمدی بھی کر رہے ہیں۔ ان کا کلمہ بھی وہی ہے۔ نماز بھی وہی ہے۔ قرآن بھی وہی ہے۔ سب سے زیادہ قابل غور بات ختم نبوت تھی جس پر میں اب سوچنے پر مجبور ہو گیا ہوں کہ غور و فکر کروں کہ کیا میں اپنے فرقے کو سچا کہوں یا احمدی فرقے کو۔ سب سے بڑا فائدہ مجھے جلسے پر آنے کا یہی ہوا ہے کہ میں نے احمدی لوگوں میں بیٹھ کر سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اور اپنے کانوں سے سنا ہے اور اب میں اپنے طور پر اچھی طرح دیکھوں گا کہ اسلام اصل میں کیا ہے اور ختم نبوت کیا ہے۔ مجھے خلیفۂ وقت کی تقریر بہت پسند آئی خاص کر آخری دن والی۔ یہ چار دن میری زندگی کے بہت اچھے دن تھے۔

کہتے ہیں باقی مسلمان صرف باتیں کرتے ہیں اور نفرتیں پھیلاتے ہیں لیکن یہاں میں نے صرف محبت، عزت اور احترام دیکھا۔ میرے ساتھ کچھ غیر مسلم دوست بھی تھے۔ وہ مسلمانوں کے اس رویّے سے، اس عزت و احترام سے جو احمدیہ جماعت نے ان کو دیا بہت متاثر تھے۔ انتظامی ٹیم خواہ وہ کوئی بھی تھی ہر کسی نے بہت پیار محبت اور عزت و احترام سے بات کی اور گائیڈ کیا اور اتنے بڑے جلسہ کو اتنی خوبصورتی سے Manage کیا اور میں دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔

پھر یونیورسٹی آف ایگریکلچر لیٹویا کے ایک سری لنکن لیکچرر جلسہ میں شامل ہوئے۔ کہتے ہیں سچی بات یہ ہے کہ جب میں نے اس میں شمولیت کا فیصلہ کیا تو مجھے تھوڑا خوف تھا کہیں اس تقریب پر کوئی دہشتگردی کا حملہ نہ ہو جائے۔ مگر جب میں نے اس جلسہ کی سیکیورٹی دیکھی تو میں نے محسوس کیا کوئی بھی اس پروگرام کو یا اس میں شریک کسی بھی فرد کو نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

بہرحال یہ تو اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اللہ تعالیٰ خود انتظام کر رہا ہوتا ہے ہماری سیکیورٹی کیا ہونی ہے۔

بہرحال کہتے ہیں میں اس پورے پروگرام کی سیکیورٹی کو بہت appreciate کرتا ہوں۔ باوجود اس کے کہ میرے بہت سے سری لنکن مسلمان دوست ہیں مگر ایک بدھ گھرانے میں پیدا ہونے کی وجہ سے یہ بدھ مت کے پیرو ہیں۔ مذہب اسلام کے بارے میں کوئی خاص علم نہیں تھا۔ جلسہ نے مجھے حقیقی اسلام کے بارے میں تعلیم دی ہے اور دوسرے اسلامی گروپوں کے بارے میں بتایا ہے۔ اسی طرح احمدیہ فرقہ اور دوسرے گروپوں کے درمیان فرق واضح کیا ہے۔ اس تقریب سے جو بہترین چیز میں نے اخذ کی ہے وہ یہ ہے کہ احمدیہ جماعت ایک محبت کرنے والی جماعت ہے۔ میں اس کو بہت زیادہ سراہنا چاہتا ہوں۔ میں آپ کی جماعت کی انتظامی صلاحیت کو دیکھ کر حیرت زدہ ہوئے بغیر نہیں رہ سکا اور یہ چیز واضح اشارہ دے رہی ہے کہ آپ لوگ دنیا کی درست سمت میں رہنمائی کر سکتے ہیں۔

لیٹویا سے ایک طالبہ گلوریہ صاحبہ پہلی مرتبہ آئیں اور کسی بھی اسلامی پروگرام میں پہلی دفعہ شرکت کی۔ کہتی ہیں مجھے سب کچھ بہت اچھا لگا کھانا پینا ہر چیز۔ لوگ بہت خوش اخلاق تھے۔ ڈیوٹی پر مامور لجنہ ہمیشہ مسکرا کر ملتی تھیں۔ لوگوں کو لجنہ سے ہی زیادہ شکایت تھی۔ یہ کہتی ہیں کہ ہمیشہ لجنہ مسکرا کر ملتی تھیں اور مجھے یہ دیکھ کر بہت اچھا لگا۔ سب چھوٹے بڑے ماحول کو صاف رکھنے میں کوشاں تھے۔ مجھے یہ بھی چیز اچھی لگی۔ میں نے اپنے آپ کو آرام دہ محسوس کیا۔ مجھے وہ نظارہ اچھی طرح یاد ہے جب میری نظر سکرین پر پڑی اور میں نے دیکھا کہ مردانہ مارکی میں سب لوگوں نے ایک دوسرے کے کندھے پر ہاتھ رکھا ہوا تھا۔ یہ بیعت کا ذکر کر رہی ہیں۔ اس کانفرنس میں شامل ہو کر اسلام کے بارے میں میرے خیالات بالکل تبدیل ہو گئے ہیں اور یہ جان کر خوشی ہوئی کہ ابھی بھی کچھ ایسے لوگ موجود ہیں جو اس دنیا کی بھلائی چاہتے ہیں۔

لیٹویا کے وفد میں شامل ایک اور لڑکی انستیسیا (Anastasia) صاحبہ ہیں۔ جو غیر مسلموں سے وہاں میں علیحدہ ایک خطاب کرتا ہوں اس کے بارے میں یہ کہتی ہیں کہ یہ مجھے بڑا پسند آیا۔ جو باتیں انہوں نے کیں بالکل درست تھیں۔ اور پھر کہتی ہیں کہ یہ خطاب سننے کے لئے کیونکہ عورتیں مرد ایک جگہ ہوتے ہیں، کوئی ہزار کے قریب مہمان تھے یہ مختلف قوموں کے۔ جرمن خاص طور پر چار سو پانچ سو کے قریب۔ کہتی ہیں اس خطاب کے لئے میں مردانہ جلسہ گاہ میں آئی تھی اور باقی وقت میں نے لجنہ کی مارکی میں گزارا ہے۔ مردوں کے درمیان بیٹھے مجھے شرم آ رہی تھی اور مجھے عجیب لگ رہا تھا کہ میرے سر پر دوپٹہ نہیں ہے۔

پس یہ بات ان لڑکیوں میں بھی اعتماد پیدا کرنے والی ہونی چاہئے جو یہ کہتی ہیں کہ یہاں آ کے ہمیں شرم آتی ہے کہ یا دوپٹہ اتار دیں یا سکارف اتار دیں۔ یہ عیسائی آ کے اس بات پہ شرمندہ ہو رہی ہے کہ میں مردوں میں کیوں بیٹھی اور بغیر دوپٹے کے بیٹھی۔

کوسووو سے ایک وکیل صاحب اپنے تاثرات بیان کرتے ہیں کہ جلسہ کے نظام کو دیکھ کر ایسا لگتا ہے کہ ہر کوئی خلافت کی اطاعت میں سرگرداں اپنا کام کر رہا ہے۔ یہ تمام اطاعت اس وجود کی محبت تھی جو خلیفۂ وقت

کی شکل میں جماعت احمدیہ کو نصیب ہے۔ اور مجھے کہتے ہیں خلیفۂ وقت سے ملاقات کا موقع ملا۔ جماعت کا ہر فرد ایک لڑی میں پرویا ہوا ہے۔ کوسووو میں بھی اس طرح کے اجتماع وغیرہ ہوتے ہیں لیکن اس جلسہ میں شامل ہو کر ایک الگ ہی کیفیت انسان پر طاری ہوتی ہے کہ ہر رنگ و نسل کے لوگ اس جلسہ میں شامل ہیں اور ہر ایک کی ضرورت کے مطابق ان کا خیال رکھا جا رہا ہے۔ یہ وکیل احمدی نہیں ہیں۔

کوسووو کے وفد میں ایک فزکس کے پروفیسر تھے آربر (Arber) صاحب وہ کہتے ہیں کہ یہ بات میرے لئے ناقابل یقین تھی کہ اتنے لوگوں کا ایک جگہ جمع ہونا اور ان کی ضروریات کا پورا کیا جانا ممکن ہے۔ جلسہ میں شامل ہو کر تمام انتظامات کو بغور دیکھا کہ کس طرح ہر ایک چیز ایک نظام کے ساتھ چل رہی ہے اور ضروریات کا خیال رکھا جا رہا ہے۔ ہر ایک کام کے لئے ایک خادم مقرر تھا۔ لنگر میں جانے کا مجھے اتفاق ہوا۔ وہاں ایک شخص سے ملاقات ہوئی۔ وہ پچھلے بائیس سال سے پیاز چھیلنے کے لئے کام کر رہا ہے اور پچھلے بائیس سال سے اس کے پاس ایک ہی چھری ہے۔ اس نے مجھے بتایا کہ یہ چھری بائیس سال سے میں نے اس لئے رکھی ہوئی ہے کہ خلیفۃ المسیح الرابع نے یہ چھری استعمال کی تھی اور اس پہ ہاتھ لگایا تھا۔ تو اس لحاظ سے اس کا ان پہ بڑا اچھا اثر ہوا ہے۔

جارجیا سے اڑتیس افراد پر مشتمل وفد جرمنی کے جلسہ میں شامل ہوا۔ دو پادری صاحبان تھے۔ دو مفتی صاحبان تھے۔ شیعہ و سنی لیڈر تھے اور دیگر تیس غیر احمدی افراد تھے۔ اس وفد میں ایک غیر احمدی مسجد کے امام جمبول (Jambul) صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں جارجیا کی مسجد کا امام ہوں اور میں احمدیہ جماعت کی دعوت پر جرمنی آیا ہوں۔ میں نے اسلام کے بارے میں بہت سی نئی باتیں سیکھی ہیں جو میں پہلے نہیں جانتا تھا۔ اور پھر میرے بارے میں کہتے ہیں کہ ان کا ایک جملہ مجھے یاد رہے گا کہ ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم انسانیت کی مدد کریں۔ اسلام کا مذہب صرف اور صرف امن کا مذہب ہے۔ یہاں آ کر ہمیں اسلام کی حقیقی تعلیم معلوم ہوئی۔

اور ایک اور خاتون ہیں لیکو (Lako) صاحبہ۔ وہ کہتی ہیں جلسہ کے انتظامات کی وجہ سے ہر کارکن کا میں شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں۔ پھر ایک اور ہیں ارما (Irma) صاحبہ یہ کہتی ہیں کہ آج عورتوں کے پروگرام میں شامل ہوئی ہوں اور مجھے حیرت تھی کہ عورتیں تمام پروگرام کیسے Manage کریں گی۔ یہ بہت حیران کُن تھا کہ سیکیورٹی چیک بھی عورتیں خود کر رہی تھیں اور مجھے یہ سب کچھ بہت اچھا لگا۔ میں آپ کی شکرگزار ہوں۔ اور پھر یہ کہتی ہیں میں نے عورتوں کا پروگرام بھی آج دیکھا اور یہ بڑی حیرت کی بات تھی کہ عورتوں کی تعلیم و تربیت کا کتنا خیال رکھا جاتا ہے اور سب سے بڑی بات یہ تھی کہ خلیفۂ وقت اپنے ہاتھوں سے تعلیمی ایوارڈ عورتوں کو بھی دے رہے تھے۔

پھر جارجیا سے ایک اور صاحب بیان کرتے ہیں یہ بھی مسلمان ہیں کہ ایک مسلمان تنظیم کا چیئرمین ہوں۔ اس جلسہ میں شمولیت ہمارے لئے بہت بڑا اعزاز تھا۔ میں نے یہاں پر روحانیت اور بھائی چارے کا مشاہدہ کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت اچھا موقع تھا کہ ہم یہاں آئے اور مستفیض ہوئے۔

ایک اور دوست تھے محمد اکبر صاحب۔ یہ کہتے ہیں کہ بچپن سے سن رہے ہیں کہ کوئی مہدی آئے گا جو دنیا کو تبدیل کرے گا اور ہم اسی کے انتظار میں رہے۔ اب پہلی مرتبہ میں سن رہا ہوں کہ وہ مہدی جس کے ہم منتظر تھے وہ گزر بھی گیا اور اب اس کے خلفاء کا سلسلہ جاری ہے۔ مَیں اب جماعت کے لٹریچر کا مطالعہ کروں گا اور مجھے امید ہے کہ مجھے اطمینان حاصل ہو گا۔

پھر بشپ صاحب ہیں وہ یہاں بھی آئے تھے انہوں نے اپنے خیالات کا اظہار کیا اس جلسہ کو دیکھ کر بڑے متاثر ہوئے۔ وہی نیلے لباس میں جو بشپ صاحب تھے۔

ہنگری سے ایک پروٹسٹنٹ چرچ کے پادری جلسے پہ آئے تھے۔ یہ مذہبی کاموں کے علاوہ فلاحی کاموں میں بھی بڑے متحرک ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ میں تو عیسائی ہوں مگر آپ کے جلسہ پر جا کر مجھے ایمانی تازگی ملتی ہے اور میں تازہ دم ہو کر لوٹتا ہوں۔ یہ چارجنگ (Charging) سارا سال کے کام میں میری مددگار ہوتی ہے۔ پہلے بھی آ چکے ہیں۔ کہتے ہیں چارج ہو کر جاتا ہوں پھر سارا سال میرے کاموں میں مددگار ہوتی ہے۔ مربی صاحب کہتے ہیں موصوف کی وجہ سے نہ صرف ان کے گاؤں بلکہ ان کے تمام حلقہ احباب میں واقفیت ہوئی ہے اور جماعت کا پیغام پہنچانے کے ان کے ذریعہ سے بھی نئے رستے وہاں کھل رہے ہیں۔

ہنگری سے ایک صاحب وارگا (Varga) صاحب ریفیوجی کیمپ کے دفتر میں کام کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ جلسہ ایسا موقع ہے جیسا کہ انسان کسی عظیم الشان چیز کو دیکھے تو حیرانگی کے ساتھ ساتھ اندر سے کپکپی بھی طاری ہو جاتی ہے۔ بالکل ایسے ہی جب آپ لوگ نعرے لگاتے تھے تو ایسا لگتا تھا کہ ابھی امام حکم دے گا اور آپ لبیک کہتے ہوئے کچھ کر گزریں گے جیسا کہ حکم کے منتظر بیٹھے ہیں۔ شروع شروع میں تو مجھے بڑا خوف محسوس ہوا۔ ہنگری میں ایسا مجمع تو دور کی بات سو لوگ بھی ہوں تو ایک گھنٹے میں ہی کوئی لڑائی ہو جاتی ہے لیکن ہزاروں افراد کا ایسا پُرامن مجمع میں نے آج سے پہلے کبھی نہیں دیکھا۔

ہنگری سے ایک ریفیوجی کیمپ کے مالی امور کی نگرانی کرنے والی ایلونہ (Illona) صاحبہ ہیں۔ کہتی ہیں کہ انہوں نے جلسہ کے انتظامات وغیرہ دیکھنے کے بعد سوال کیا کہ جلسہ کا اتنا زیادہ خرچ کس طرح چلایا جاتا ہے؟ ان کو جماعتی خدمت اور چندوں کے نظام کا بتایا گیا۔ اس بات پہ بڑی حیران ہوئیں۔ پھر کہتی ہیں کہ جلسہ ایک ایسی تقریب ہے جو انسان کو اندر سے دھو کر ہلکا پھلکا بنا دیتا ہے۔ اب یہ احمدی نہیں، مسلمان نہیں، کہہ رہی ہیں کہ اس تقریب میں شامل ہو کر لگتا ہے انسان اندر سے دھل گیا اور بڑا ہلکا پھلکا ہو گیا۔ جیسے شروع میں بچے کو نہانے سے خوف آتا ہے مگر وہ اس

کے لئے نہایت ضروری ہوتا ہے ایسا ہی حال انسان کا جلسہ دیکھ کر ہوتا ہے۔ تو یہ میں نے کہا ناں کہ جلسہ غیروں پر بھی بڑا اثر ڈال رہا ہوتا ہے۔

ہنگری کے وفد میں یمن سے تعلق رکھنے والی ایک میڈیکل ڈاکٹر وفا صاحبہ ہیں۔ جلسہ میں شامل ہوئیں تو یہ بڑی پر جوش تھیں۔ دوسرے دن لجنہ سے جو خطاب تھا انہوں نے خواتین کی مارکی میں سنا۔ اس کے بعد مہمانوں سے جو میرا خطاب تھا وہ مردانہ ہال میں آ کر سنا تو کہنے لگیں کہ میں لجنہ مارکی میں ہی خوش تھی مجھے واپس لجنہ کی طرف چھوڑنے کا انتظام کر دیں۔ جامعہ کے وزٹ کے دوران بڑے شوق سے لائبریری دیکھی، بنیادی اسلامی کتب دیکھیں۔ باہر آ کر کہنے لگیں کہ ہر آیت برموقع اور برمحل ہے اور ساتھ ہی جامعہ کی عمارت پر تحریر آیت کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ یہ دیکھیں کیسے بالکل صحیح جگہ پر لکھی ہوئی ہے۔ وہ آیت ہے۔

وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا

پھر مقدونیہ کا وفد ہے۔ جرمنی کے جلسہ میں مقدونیہ کے تراسی (83) افراد نے شرکت کی اور پچاس افراد ایک بس کے ذریعہ دو ہزار کلومیٹر کا سفر چونتیس گھنٹوں میں طے کر کے آئے جبکہ دیگر افراد دوسرے ذرائع استعمال کر کے شامل ہوئے۔ ان شامل ہونے والوں میں اکیس (21) احمدی تھے۔ انتیس (29) غیر احمدی مسلمان تھے۔ چودہ (14) عیسائی تھے۔ ان مہمانوں میں ایک بڑے شہر کے میئر بھی تھے۔ چار ٹی وی چینل کے چھ صحافی بھی شامل ہوئے۔ جلسہ کے تینوں دن جلسہ کے مناظر کی ریکارڈنگ کی۔ مختلف مہمانوں کے انٹرویو لئے اور انہوں نے کہا ہے اپنے اپنے ٹیلی ویژن کے لئے وہ ڈاکومنٹری تیار کریں گے۔ جلسہ میں تین مسلمان پروفیسر بھی شامل ہوئے جو آپس میں دوست ہیں۔ ان میں سے ایک پروفیسر جو آئی ٹی کے پروفیسر ہیں جن کا نام جلادینی (Djeladini) صاحب ہے کہتے ہیں مَیں جلسہ سالانہ کی انتظامیہ اور مقدونیہ میں احمدی افراد کا ممنون ہوں جن کی دعوت پر میں جلسہ میں شامل ہوا۔ اس جگہ پر صحیح اسلامی تعلیمات کا ظہور ہو رہا تھا۔ اگرچہ اس سے قبل میں نے جماعت احمدیہ اور ان کے خلفاء کے بارے میں پڑھ اور سن رکھا تھا اور بہت سی باتیں جماعت کے خلاف سنی تھیں لیکن یہاں آ کر ان سب کا جواب مل گیا۔ میں نے جماعت کے خلیفہ کو دیکھا۔ ان کی باتیں سنیں۔ ان سے بہت علم حاصل کیا۔ جو باتیں جماعت کے خلیفہ نے بیان کیں ان سے بہت زیادہ متاثر ہوں۔ پھر کہتے ہیں کہ خلیفہ کی باتیں سن کر میرا پختہ ایمان ہے کہ تمام دنیا کے افراد اس پیغام اور راستے کو اختیار کر لیں گے جو اللہ جل شانہٗ کی طرف سے شروع ہوا ہے۔ میری طرف سے آپ کو سلام اور امن ملے۔

لتھوینیا سے پچاس افراد پر مشتمل وفد شامل ہوا۔ ان میں چالیس غیر از جماعت دوست تھے اور دس احمدی احباب تھے۔ ایک صاحبہ کہتی ہیں کہ جلسہ کے دوران ایسا محسوس ہوا جیسے میں جماعت کا ہی حصہ ہوں۔ یہ جلسہ ہمیں برابری، محبت اور دوسروں کی خدمت کرنے کا سبق دیتا ہے جس کا عملی مظاہرہ اس جلسہ میں دیکھا جا سکتا ہے۔

لتھوینیا سے تعلق رکھنے والے ایک جیرونی ماس (Jaronimas) صاحب ہیں وہ کہتے ہیں مَیں ایک مصنف ہوں اور یہاں اسلام کے بارے میں سیکھنے آیا ہوں۔ خدا کی وحدانیت کا درس جس انداز میں خلیفہ نے دیا ہے اس نے مجھ پہ بہت اثر کیا۔ پھر کہتے ہیں کہ انہوں نے کہا صرف عبادت ہی نہ کی جائے بلکہ خدا کو خوش کرنا مقصود ہونا چاہئے۔ اس بات نے میرا دل جیت لیا ہے۔ مَیں واپس جا کر جماعت کے بارے میں اخباروں میں کالم بھی لکھوں گا اور اپنے میگزین کا ایک پورا شمارہ صرف اس جماعت کے بارے میں شائع کروں گا۔ مجھے اس بات کا اندازہ ہے کہ ایسا کرنے سے مجھے مخالفت کا سامنا کرنا پڑے گا لیکن میں حق کا ساتھ دینا چاہتا ہوں۔ میرا دل یہاں آ کر نہایت خوش اور مطمئن ہوا ہے اور میں آپ سب کے لئے اور جماعت کے لئے بہت نیک تمناؤں کا اظہار کرتا ہوں۔

تاجکستان سے ایک غیر از جماعت صاحب تھے رحیم صاحب۔ یہ سیاستدان بھی ہیں۔ یہ کہتے ہیں مجھے جلسہ میں پہلی دفعہ شامل ہونے کا موقع ملا اور جماعت احمدیہ کو نزدیک سے دیکھنے کا موقع ملا۔ تمام کارکنان کا جذبہ میرے لئے مثال ہے کہ کس طرح دن رات کام ہو رہا ہے۔ جماعت احمدیہ کے خلیفہ سے ملاقات میں مجھے میرے ذہن میں ابھرنے والے بہت سے سوالات کا جواب مل گیا ہے اور ان کے پاس بیٹھ کے لگتا ہے کہ آج وحدت اس جماعت کے پاس ہے۔ مسلمانوں کے آج کے دور میں حالات کے متعلق میرے سوال کا بہت جامع جواب دیا اور میں قائل ہو گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ جماعت احمدیہ مستقبل میں تمام امت مسلمہ کو جمع کر سکتی ہے۔ مجھے یہ جماعت بہت سنجیدہ لگتی ہے۔ میں اس جلسہ اور خلیفہ کے ساتھ خوشگوار ملاقات کو ہمیشہ یاد رکھوں گا۔

تاجکستان کی ایک یونیورسٹی کی لیکچرر ہیں وہ کہتی ہیں کہ مجھے جماعت احمدیہ کا جلسہ اور انتظام دیکھ کر بہت خوشی ہوئی۔ مہمان نوازی اور تعاون کی مثال میں نے زندگی میں پہلی دفعہ دیکھی ہے۔ جماعت احمدیہ کو یہاں بہت آزادی ہے اور خلیفۂ وقت کا لجنہ سے خطاب آج کے مسائل کا حقیقی حل ہے۔ کاش ساری دنیا اس پر عمل کر سکے۔ مجھے امام جماعت سے ملاقات کا بھی موقع ملا۔ ان کو صحافت اور عصر حاضر کے مسائل پر کافی معلومات ہیں۔ میں ملاقات سے قبل یہی سمجھتی تھی کہ آپ صرف ایک دینی شخصیت ہیں لیکن جب میں نے باتیں کیں کافی معلومات ملیں اور انہوں نے یہ بالکل درست کہا ہے کہ دنیا میں میڈیا فساد کو پھیلانے میں شامل ہے۔ اگر میڈیا چاہے تو امن میں اپنا کردار ادا کر سکتا ہے۔ میری نیک خواہشات جماعت احمدیہ اور امام جماعت احمدیہ کے ساتھ ہیں۔

سینیگال کے ایک بڑے شہر امبور کے میئر بھی آئے تھے جو کہ سینیگال کے بڑے فرقہ 'مرید' کے خلیفہ کے نمائندے کی حیثیت سے جلسہ میں شامل ہوئے تھے وہاں انہوں نے سٹیج پہ مجھے ایک تحفہ بھی دیا تھا۔ یہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے خلیفہ کی بھی بیعت کی ہے لیکن یہاں پر بیعت کا جو نظارہ دیکھا ہے وہ میں نے اپنی زندگی میں کبھی نہیں دیکھا۔ وہ جب یہ بات بیان کر رہے تھے تو بڑے جذباتی ہو گئے۔ ان کی آنکھوں سے آنسو آنے لگے۔ کہنے لگے کہ ہمارا بھی ایک خلیفہ ہے مگر خلافت سے اتنی محبت میں نے کبھی نہیں دیکھی۔ ایسا نظارہ نہ کبھی پہلے دیکھا ہے اور نہ کبھی ایسے خلافت کی محبت دیکھی ہے۔ آج مجھے اندازہ ہو گیا ہے کہ کس طرح صحابہ جان فدا کرتے تھے۔ جو میں نے لوگوں کے دلوں کا جذبہ دیکھا ہے جو محبت دیکھی ہے مجھے یوں لگا کہ ایک ہی اشارہ اگر خلیفہ کریں تو کوئی ایسا بندہ نہیں ہو گا جو کام سے پیچھے ہٹے۔ اتنی محبت اور اطاعت میں نے دیکھی ہے۔ پھر کہتے ہیں کہ ہمارا بھی تین دن کا جلسہ ہوتا ہے۔ جب ہمارا خلیفہ آتا ہے تو کوئی بندہ خاموشی سے نہیں بیٹھا ہوتا مگر یہاں جب خلیفہ آتا ہے تو سارے خاموش ہو کر صرف اور صرف خلیفہ کی باتیں سننے کے لئے تیار بیٹھے ہوتے ہیں۔ یہ میں نے نہ کسی دنیاوی اور نہ کسی دینی لیڈر کے ماننے والوں میں دیکھا ہے۔

جلسہ کے موقع پر تیسرے روز جو بیعت ہوئی تھی اس میں وہاں جو نئے بیعت کرنے والے 42 افراد تھے۔ انہوں نے بیعت کی اور ان کا تعلق سترہ مختلف قوموں سے تھا۔

البانیہ سے آنے والے ایک دوست برک صاحب کہتے ہیں میں احمدیت کا شدید مخالف تھا۔ میرا بھائی اور میرا دوست احمدیت میں داخل ہو چکے تھے۔ میں ہر ممکن کوشش کرتا تھا کہ میرے بھائی کو احمدیت سے نفرت ہو جائے۔ بالآخر ہمارے درمیان یہ طے ہوا کہ دونوں دعا کرتے ہیں جو سچا ہو گا وہ جیت جائے گا۔ تو کہتے ہیں مسلسل دعا کے بعد میرا جی چاہنے لگا کہ پہلے اپنی آنکھوں سے جا کر جلسہ سالانہ اور خلیفۂ وقت کو دیکھوں تا کہ جو بھی فیصلہ کروں وہ نامکمل علم کی بنیاد پر نہ ہو۔ چنانچہ گزشتہ سال میں جلسہ میں شامل ہوا تو مجھے کچھ اطمینان ہوا مگر پھر بھی کچھ بے چینی تھی۔ چنانچہ فیصلہ کن وقت آ گیا اور مجھے خلیفۂ وقت کا چہرہ دکھائی دیا اور جب میری نظر پڑی تو اسی وقت میری ساری دشمنی بغض نفرت اور سارے شکوک دل سے نکل گئے۔ اب میرے پاس انکار کی گنجائش نہ تھی۔ چنانچہ جلسہ سے واپس آ کر میں نے بیعت فارم پُر کر دیا۔ اب اس دفعہ میں آیا ہوں اور بیعت کرنے کی توفیق پائی ہے۔ اور پھر یہ بیان کرتے ہیں کہ اس دوران مجھے ایک اور مشکل یہ پیش آئی کہ میری منگیتر احمدی نہیں ہونا چاہتی تھی۔ چنانچہ کوشش کر کے اسے اپنے ساتھ یہاں لے کر آیا ہوں۔ میری منگیتر نے جب خلیفۂ وقت کا لجنہ میں خطاب سنا تو اسی وقت اس نے احمدی ہونے کا فیصلہ کر لیا۔ میری منگیتر نے کہا جس جماعت کے پاس اس قدر شفیق اور محبت کرنے والا خلیفہ ہو اسے ایک وجود سے ساری برکتیں مل گئی ہیں جو باقی مسلمانوں کے پاس نہیں ہیں۔ اب ہم جلدی ہی بطور احمدی شادی کریں گے۔

جلسہ سالانہ جرمنی کی میڈیا کوریج کی رپورٹ یہ ہے۔ انٹرنیشنل میڈیا میں رائٹرز ورلڈ، یورپین نیوز ایجنسی، میسی ڈونیا ٹی وی کے تین جرنلسٹ، لتھوینیا، اسرائیل اور بعض آن لائن اخبارات کے نمائندگان شامل ہوئے۔ نیشنل لیول پر جرمنی کے چار ٹی وی سٹیشن اور دو پرنٹ میڈیا اور ایک ریڈیو کے نمائندے موجود تھے۔ اس کے علاوہ نیشنل نیوز ایجنسی کے نمائندے بھی شامل تھے۔ لوکل لیول پر دو ٹی وی چینل، دو ریڈیو سٹیشن، دو پرنٹ میڈیا اور ایک اخبار کے نمائندے شامل تھے۔ مجموعی طور پر جرمنی میں جلسہ سالانہ کے تینوں دنوں کی کوریج ہوئی ہے۔ رپورٹ کے مطابق چار ٹی وی چینلز، دو ریڈیو چینل اور چھیالیس اخبارات اور دیگر میڈیا کے ذریعہ چھ کروڑ اٹھائیس لاکھ ستاون ہزار افراد تک پیغام پہنچا ہے۔ اس کے علاوہ بھی مزید آرٹیکلز آ رہے ہیں۔

میڈیا کوریج جلسہ سالانہ بیلجیم۔ یہاں بھی بعض تاثرات تھے جو صحیح طرح ابھی اکٹھے نہیں کئے جا سکے۔ بعد میں ماجد صاحب کی رپورٹ میں آ جائیں گے۔ لیکن بہرحال جو میڈیا کوریج ہے بیلجین ٹی وی چینل اور تین اخبارات میں خبریں شائع ہوئیں جن کے ذریعہ دو ملین افراد تک پیغام پہنچا۔ بیلجین ٹی وی اور اخباروں میں جلسہ کے حوالے سے خبریں نشر ہوئیں تو دِلبیک جہاں جلسہ ہو رہا تھا۔ چھوٹا تو نہیں ایک درمیانہ قصبہ ہے چھیالیس ہزار آبادی ہے اس کی۔ بلکہ اب تو شہر بن رہا ہے۔ اس میں پچھلے دس بارہ سالوں میں کافی وسعت ہو گئی ہے۔ بعض لوگوں نے فون کر کے حیرت کا اظہار کیا کہ دلبیک میں چار ہزار مسلمان جمع ہوئے اور ہمیں پتہ ہی نہیں چلا۔ ان کے نزدیک چار ہزار مسلمان جہاں اکٹھے ہو جائیں تو وہاں ضرور فتنہ اور فساد ہونا چاہئے تھا یا ہنگامہ ہونا چاہئے تھا۔ لیکن کہتے ہیں کہ چار ہزار مسلمان جمع ہوئے اور ہمیں پتہ نہیں چلا۔ ہمیں اس اجتماع سے کسی قسم کی کوئی تکلیف نہیں ہوئی اور نہ ہی کسی قسم کا شور ہم نے سنا۔

پھر ایم ٹی اے افریقہ کے ذریعہ افریقہ کے جو مختلف ممالک ہیں ان کے ٹی وی چینلز نے پروگرام دیئے۔ ریویو آف ریلیجنز نے آن لائن ایک نیا پروگرام شروع کیا ہوا ہے اس کے ذریعہ سے تقریباً دو ملین (1.98 ملین) لوگوں تک جلسہ کی کارروائی پہنچی۔ لوگوں کے تو تاثرات بے شمار ہیں۔ اخبار اور میڈیا کی خبروں کی تفصیلیں بھی ایسی ہیں جن سے اسلام کی حقیقی تصویر دنیا کے سامنے پیش ہوتی ہے اور دنیا کو پتہ چل رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان جلسوں کے دیرپا اور نیک اثرات قائم فرماتا چلا جائے، آمین۔

اس کے بعد حضور نے چند مرحومین کا ذکر خیر فرمایا اور نماز کے بعد نماز جنازہ غائب پڑھانے کا اعلان فرمایا:

1۔ سید حسنات احمد صاحب (کینیڈا)

2۔ مبارکہ شوکت صاحبہ

3۔ چوہدری خالد سیف اللہ صاحب
نائب امیر جماعت آسٹریلیا

(الفضل انٹرنیشنل 5/اکتوبر 2018ء خطبہ جمعہ 21/ستمبر 2018ء)

تعارف کتب

نوید حمید

اعجاز احمدی

اس کتاب کا جرمن ترجمہ کرنے کی سعادت مکرم انتصار احمد تنویر صاحب اور مکرم مبارک احمد تنویر صاحب کے حصہ میں آئی، فجزاھم اللہ تعالیٰ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ کتاب نومبر 1902ء میں تحریر فرمائی۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ ضلع امرتسر کے ایک گاؤں مدھ میں ایک صاحب نے احمدیت قبول کی تو ان کی شدید مخالفت اور بائیکاٹ کیا گیا۔ ان صاحب کے بھائی جو پہلے سے ہی احمدی تھے نے اصرار کیا کہ اس گاؤں میں احمدیت کی سچائی ثابت کرنے کے لیے ایک مناظرہ ہونا چاہیے۔ لہٰذا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس مقصد کے لیے اپنے دو احباب حضرت سید محمد سرور شاہ صاحبؓ اور حضرت عبداللہ کشمیری صاحبؓ کو بھجوایا۔ مخالفین کی طرف سے مولوی ثناءاللہ امرتسری کو بلوایا گیا۔ مباحثہ میں جماعت کے دلائل کا بہت اثر ہوا۔ ایک شخص نے برملا اس بات کا اظہار کیا کہ حضرت عیسیٰ کو زندہ آسمان پر سمجھنے کا عقیدہ اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے۔ لیکن مخالف مولوی ثناءاللہ نے مختلف ہتھکنڈے استعمال کرتے ہوئے اپنی خفت مٹانے کی کوشش کی۔

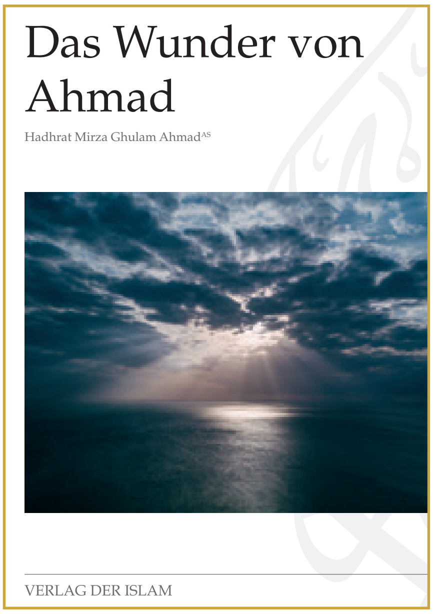

اور یہ دعویٰ کیا کہ حضورؑ کی آج تک کوئی پیش گوئی پوری نہیں ہوئی۔ نیز کہا کہ وہ حضورؑ سے مباہلہ کے لیے بھی تیار ہے۔ حضرت مولوی سرور شاہ صاحبؓ نے کہا کہ اگر تمہیں اپنے برحق ہونے کا اتنا ہی یقین ہے تو حضورؑ کا چیلنج قبول کرتے ہوئے اعجاز المسیح کا جواب کیوں نہ لکھا۔ جس پر مولوی ثناءاللہ نے کہا کہ اگر میں چاہوں تو آسانی سے جواب لکھ سکتا ہوں۔ جب حضورؑ کو ان باتوں کا پتہ چلا تو آپ نے ان معاندین پر اتمام حجت کے لیے خدا تعالیٰ سے ایک نشان کے لیے دعا کی۔ چنانچہ حضورؑ کو ایک فصیح و بلیغ عربی قصیدہ کی صورت میں عظیم الشان روحانی اور علمی نشان اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوا جو کتاب اعجازِ احمدی کے آخر میں درج ہے جو صرف پانچ دنوں میں مکمل ہوا۔ اس کتاب اور قصیدہ کی اشاعت کے ساتھ حضورؑ نے دس ہزار روپے کا چیلنج بھی دیا کہ اگر ثناءاللہ امرتسری اور دیگر مخالف علماء اس قصیدہ کا جواب دو ہفتوں میں لکھ دیں تو حضور ان کو مذکورہ انعامی رقم ادا کر دیں گے اور وہ چاہیں تو اس کام میں ایک دوسرے کی مدد بھی کر سکتے ہیں۔ ساتھ ہی حضورؑ نے فرمایا کہ چونکہ یہ قصیدہ خدا تعالیٰ کی جانب سے ایک اعجازی نشان ہے اس لیے وہ لوگ کبھی اس کا جواب نہ دے پائیں گے۔ بعد میں آپ نے جواب دینے کی مدت بڑھا کر بیس دن کر دی لیکن صورتحال وہی رہی جو حضورؑ نے اپنے اس شعر میں بیان فرمائی ہے کہ.........

آزمائش کے لیے کوئی نہ آیا ہر چند
ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

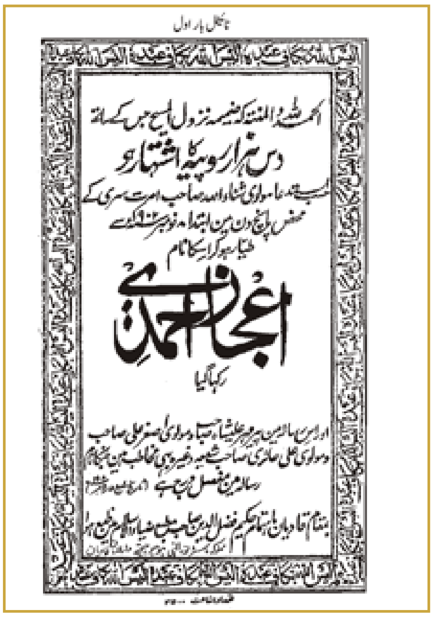
دس ہزار روپیہ کا اشتہار
اعجاز احمدی

کسی ایک مخالف مولوی کو بھی ہمت نہ ہوئی کہ مقررہ مدت کے اندر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس اعجازی قصیدہ کا جواب لکھ سکے۔

یہ طویل اور شاندار عربی قصیدہ کتاب اعجازِ احمدی کے آخر پر درج ہے۔ اور حضور کی سچائی کا ایک علمی اور روحانی مہتم بالشان نشان ہے۔ احباب کے لیے اس کا مطالعہ تقویت ایمان کا باعث ہوگا۔ اس قصیدہ کے چند اشعار قارئین کے استفادہ کے لیے درج کیے جا رہے ہیں۔

اَیَا اَرْضَ مُدٍّ قَدْ دَفَاكِ مُدَمِّرُ
وَاَرْدَاكِ ضِلِّيْلٌ وَّ أَغْرَاكِ مُوْغِرُ

اے مُدّ کی زمین! ایک ہلاک شدہ نے تیری خستگی کی حالت میں تجھے ہلاک کیا۔ اور سخت گمراہ کرنے والے نے تجھے مارا اور ایک غصّہ دلانے والے نے تجھے برانگیختہ کیا

تَحَرَّوْا لِهٰذَا الْبَحْثِ اَرْضًا شَجِيْرَةً
اِلَى الْجَانِبِ الْغَرْبِيِّ وَالْجُنْدُ جُمِّرُوْا

اور بحث کے لئے ایک زمین اختیار کی گئی جس میں کئی ایک درخت تھے۔ اور وہ جگہ گاؤں سے باہر غربی طرف تھی اور ہمارے دوست وہاں ٹھہرائے گئے

فَكَانَ ثَنَاءُ اللهِ مَقْبُوْلَ قَوْمِهِ
وَمِنَّا تَصَدّٰى لِلتَّخَاصُمِ سَرْوَرُ

اور ثناءاللہ اس کی قوم کی طرف سے مقبول تھا۔ اور ہماری طرف سے مولوی سیّد محمد سرور شاہ پیش ہوئے

جلسہ سالانہ قادیان 1927ء

ہمارا جلسہ سالانہ

(مکرم چودھری حمیداللہ ظفر صاحب۔ سیکرٹری تحریکِ جدید جرمنی)

جوں جوں دسمبر کے مہینہ کی آمد ہوتی ہے تصوّر کی حسین یادوں میں دسمبر کے آخری دنوں میں قادیان اور ربوہ کے جلسہ سالانہ کی انمول روحانی یادیں اُمڈ اُمڈ آتی ہیں اور قلب و ذہن میں ان بابرکت ایّام کے روحانی ماحول کی جگالی شروع ہوجاتی ہے جو ایمان میں تازگی پیدا کرتی، دل میں حسرت و خواہش اور تمنّا کو جنم دیتی ہے اور ان ایّام کی واپسی کے لئے بارگاہِ ربّ العزت میں ایک دردمندانہ دعا کا روپ دھار لیتی ہے۔ اللہ کرے یہ التجائیں بارگاہِ ربّ العزت میں قبولیت کا شرف پائیں اور پھر ان بابرکت ایّام کو دیکھتی آنکھوں سے لطف اندوز ہونے کا موقع نصیب فرمادیں، آمین۔ یہ جلسہ کوئی دنیاوی میلہ نہیں کہ بپا ہوا اور یاد سے محو ہوگیا بلکہ یہ وہ روحانی اجتماع ہے جس کا کیف و سرور اللہ تعالیٰ کے فضل سے سارا سال جاری رہتا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اس جلسہ سالانہ کی عظمت وشان کو بیان کرتے ہوئے فرمایا:

”اِس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمۂ اسلام پر بنیاد ہے۔ اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی کیونکہ یہ اس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات اَنہونی نہیں“۔ (مجموعہ اشتہارات جلد 1 صفحہ 343-342)

حضرت مسیح موعودؑ نے جلسہ سالانہ کے لئے وقت اور تاریخ مقرر کرتے ہوئے فرمایا:

”قرین مصلحت معلوم ہوتا ہے کہ سال میں تین روز ایسے جلسہ کے لئے مقرر کئے جائیں جس میں تمام مخلصین اگر خدا تعالیٰ چاہے بشرط صحت و فرصت و عدم موانع قویہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہوسکیں........ سو میرے خیال میں بہتر ہے کہ وہ تاریخ 27 دسمبر سے 29 دسمبر تک قرار پائے۔ یعنی آج کے دن کے بعد جو تیس دسمبر 1891ء ہے آئندہ اگر ہماری زندگی میں 27 دسمبر کی تاریخ آجاوے تو حتی الوسع تمام دوستوں کو محض لِلّٰہ ربانی باتوں کے سننے کے لئے اور دعا میں شریک ہونے کے لئے اس تاریخ پہ آجانا چاہئے۔

(آسمانی فیصلہ۔ روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 375،376)

نیز آپ نے احباب جماعت کو اس جلسہ میں شامل ہونے کے لئے ایک نہایت مفید تجویز عطا فرمائی تا کہ ان کے لئے بآسانی اس جلسہ میں شامل ہونا ممکن ہو، فرمایا:

”کم مقدرت احباب کے لئے مناسب ہوگا کہ پہلے ہی سے اس جلسہ میں حاضر ہونے کی فکر رکھیں۔ اور اگر تدبیر اور قناعت شعاری سے کچھ تھوڑا تھوڑا سرمایہ خرچ سفر کے لئے ہر روز یا ماہ بماہ جمع کرتے جائیں اور الگ رکھتے جائیں تو بلا دقت سرمایہ سفر میسر آجاوے گا گویا یہ سفر مفت میسّر ہوجائے گا“۔

(آسمانی فیصلہ روحانی خزائن جلد 4 ص 352)

حضرت مسیح موعودؑ نے مخلصین سلسلہ کو جلسہ میں شامل ہونے کی تاکید اور تلقین ان الفاظ میں فرمائی:

”تمام مخلصین داخلین سلسلہ بیعت پر ظاہر ہو کہ بیعت کرنے سے غرض یہ ہے کہ تا دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو۔ اور اپنے مولیٰ کریم اور رسول مقبول ﷺ کی محبت دل پر غالب آجائے۔ اور ایسی حالت انقطاع پیدا ہو جائے جس سے سفر آخرت مکروہ معلوم نہ ہو۔ لیکن اس غرض کے حصول کے لئے صحبت میں رہنا اور ایک حصہ اپنی عمر کا اس راہ میں خرچ کرنا ضروری ہے۔ تا اگر خدائے تعالیٰ چاہے تو کسی برہان یقینی کے مشاہدہ سے کمزوری اور ضعف اور کسل دور ہو اور یقین کامل پیدا ہو کر ذوق اور شوق اور ولولہ عشق پیدا ہو جائے۔ سو اس بات کے لئے ہمیشہ فکر رکھنا چاہیئے اور دعا کرنا چاہئے کہ خدائے تعالیٰ یہ توفیق بخشے اور جب تک یہ توفیق حاصل نہ ہو۔ کبھی کبھی ضرور ملنا چاہیئے۔ کیونکہ سلسلہ بیعت میں داخل ہو کر پھر ملاقات کی پرواہ نہ رکھنا ایسی بیعت سراسر بے برکت اور صرف ایک رسم کے طور پر ہوگی۔ اور چونکہ ہر یک کے لئے بباعث ضعف فطرت یا کمی مقدرت یا بُعد مسافت یہ یسّر نہیں آسکتا کہ وہ صحبت میں آکر رہے یا چند دفعہ سال میں تکلیف اٹھا کر ملاقات کے لئے آوے۔ کیونکہ اکثر دلوں میں ابھی ایسا اشتعال شوق نہیں کہ ملاقات کے لئے بڑی بڑی تکالیف اور بڑے بڑے حرجوں کو اپنے پر رَوا رکھ سکیں۔ لہٰذا قرین مصلحت معلوم ہوتا ہے کہ سال میں تین روز ایسے جلسہ کے لئے مقرر کئے جائیں۔

(آسمانی فیصلہ۔ روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 351)

حضرت مسیح موعودؑ نے ایک اور تاکیدی نصیحت فرمائی تا زیادہ سے زیادہ لوگ جلسہ سالانہ پر آیا کریں۔ فرمایا:

”ہنوز لوگ ہمارے اغراض سے واقف نہیں کہ ہم کیا چاہتے ہیں کہ وہ بن جائیں۔ وہ غرض جو ہم چاہتے ہیں اور جس کے لئے ہمیں خدا تعالیٰ نے مبعوث فرمایا ہے۔ وہ پوری نہیں ہو سکتی۔ جب تک لوگ یہاں بار بار نہ آئیں اور آنے سے ذرا بھی نہ اُکتائیں“۔

پھر فرمایا:

جلسہ سالانہ قادیان 1939ء کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ خطاب فرما رہے ہیں

”جو شخص ایسا خیال کرتا ہے کہ آنے میں اس پر بوجھ پڑتا ہے۔ یا ایسا سمجھتا ہے کہ یہاں ٹھہرنے میں ہم پر بوجھ ہوگا۔ اسے ڈرنا چاہئے کہ وہ شرک میں مبتلا ہے۔ ہمارا تو یہ اعتقاد ہے کہ اگر سارا جہان ہمارا عیال ہو جائے تو ہماری مہمات کا متکفل خدا تعالیٰ ہے۔ ہم پر ذرا بھی بوجھ نہیں۔ ہمیں تو دوستوں کے وجود سے بڑی راحت پہنچتی ہے۔ یہ وسوسہ ہے جسے دلوں سے دور پھینکنا چاہیے۔ میں نے بعض کو یہ کہتے سنا ہے کہ ہم یہاں بیٹھ کر کیوں حضرت صاحب کو تکلیف دیں۔ ہم تو نکمے ہیں۔ یوں ہی روٹی بیٹھ کر کیوں توڑا کریں۔ وہ یہ یاد رکھیں یہ شیطانی وسوسہ ہے جو شیطان نے ان کے دلوں میں ڈالا ہے کہ ان کے پیر یہاں جمنے نہ پائیں“۔

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 455)

حضرت مسیح موعودؑ نے اس جلسہ میں شامل ہونے والوں کو ازراہِ شفقت و محبت بے پناہ دعاؤں سے بھی نوازا جو اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان سے قبولیت کا درجہ رکھتی ہیں، فرمایا:

”ہر یک صاحب جو اس للّٰہی جلسہ کے لئے سفر اختیار کریں۔ خدا تعالیٰ ان کے ساتھ ہو اور ان کو اجرِ عظیم بخشے اور ان پر رحم کرے اور ان کی مشکلات اور اضطراب کے حالات ان پر آسان کر دیوے اور ان کے ہم و غم دور فرماوے اور ان کو ہر یک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے اور ان کی مرادات کی راہیں ان پر کھول دیوے اور روز آخرت میں اپنے ان بندوں کے ساتھ ان کو اٹھاوے جن پر اس کا فضل و رحم ہے اور تا اختتام سفر ان کے بعد ان کا خلیفہ ہو۔ اے خدا اے ذوالمجد والعطاء اور رحیم اور مشکل کشا یہ تمام دعائیں قبول کر اور ہمیں ہمارے مخالفوں پر روشن نشانوں کے ساتھ غلبہ عطا فرما۔ کہ ہر یک قوت اور طاقت تجھ ہی کو ہے، آمین ثم آمین“۔

(اشتہار 7 دسمبر 1892ء مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 343)

حضرت مسیح موعودؑ نے جلسہ سالانہ پر آنے والے احباب کا شکر بھرے جذبات کے ساتھ اظہار کرتے ہوئے ان کے آنے پر خوشی، مسرت اور دلی راحت کا اظہار فرمایا اور ان کے رخصت ہونے کا وقت آتا تو آپ فکر و غم میں ڈوب جاتے۔ اپنی ان کیفیات کا اپنے منظوم کلام میں یوں اظہار فرمایا ہے:

یہ دِن چڑھا مبارک مقصود جس میں پائے
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِی
مہماں جو کرکے اُلفت آئے بصد محبت
دِل کو ہوئی ہے فرحت اور جاں کو میری راحت
پر دل کو پہنچے غم جب یاد آئے وقتِ رخصت
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِی

شروع شروع کے جلسہ سالانہ پر مہمانوں کی تواضع کے لئے حضرت مسیح موعودؑ خود اپنی جیب سے خرچ کیا کرتے تھے بعد میں چندہ جمع ہونا شروع ہوا اور پھر لنگر خانہ کا انتظام

ربوہ میں جلسہ سالانہ کے مہمانوں کی آمد کا ایک منظر

عمل میں آیا۔ اُن دنوں کی یاد میں حضرت منشی ظفر احمد کپورتھلویؓ نے ایک ایمان افروز واقعہ یوں بیان فرمایا ہے:

"ایک دفعہ جلسہ سالانہ کے موقع پر خرچ نہ رہا۔ اُن دنوں جلسہ سالانہ کے لئے چندہ جمع ہو کر نہیں جاتا تھا۔ حضور اپنے پاس سے ہی صَرف فرماتے تھے۔ میر ناصر نواب صاحب مرحوم نے آ کر عرض کی کہ رات کو مہمانوں کے لئے کوئی سالن نہیں ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ بیوی صاحبہ سے کوئی زیور لے کر جو کفایت کر سکے فروخت کر کے سامان کر لیں۔ چنانچہ زیور فروخت یا رہن کر کے میر صاحب روپیہ لے آئے اور مہمانوں کے لئے سامان بہم پہنچا دیا۔ دو دن کے بعد پھر میر صاحب نے رات کے وقت میری موجودگی میں کہا کہ کل کے لئے پھر کچھ نہیں۔ فرمایا کہ ہم نے برعایت ظاہری اسباب کے انتظام کر دیا تھا۔ اب ہمیں ضرورت نہیں جس کے مہمان ہیں وہ خود کرے گا۔ اگلے دن آٹھ یا نو بجے جب چٹھی رسان آیا تو حضورؑ نے میر صاحب کو اور مجھے بلایا۔ چٹھی رسان کے ہاتھ میں دس یا پندرہ کے قریب منی آرڈر ہوں گے جو مختلف جگہوں سے آئے تھے، سو سو پچاس پچاس روپے کے اور اِن پر لکھا تھا کہ ہم حاضری سے معذور ہیں مہمانوں کے صَرف کے لئے یہ روپے بھیجے جاتے ہیں۔ آپ نے وصول فرما کر توکّل پر تقریر فرمائی کہ جیسا کہ ایک دنیادار کو اپنے صندوق میں رکھے ہوئے روپوں پر بھروسہ ہوتا ہے کہ جب چاہوں گا نکال لوں گا۔ اس سے زیادہ ان لوگوں کو جو اللہ تعالیٰ پر پورا توکّل کرتے ہیں اللہ تعالیٰ پر یقین ہوتا ہے اور ایسا ہی ہوتا ہے کہ جب ضرورت ہوتی ہے تو فوراً خدا تعالیٰ بھیج دیتا ہے"۔

(تاریخ احمدیت جلد اوّل صفحہ 444-445)

خدا تعالیٰ نے پھر ہر بار اپنی قدرت کے نظارے دکھائے اور لنگر خانہ جاری ہوا اور ایسا سلسلہ چلا کہ وَسِّعْ مَکَانَکَ کی پیشگوئی پوری ہوتی چلی گئی اور پوری ہوتی چلی جائے گی۔ مہمانوں کی آمد بھی ہر سال بڑھتی رہی اور لنگر خانہ کا انتظام بھی بڑھتا چلا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو اس میں ہر لحاظ سے برکت پڑنے کی الہاماً خوشخبری پہلے سے عطا فرمائی تھی۔

"میں نے خواب میں ایک فرشتہ ایک لڑکے کی صورت میں دیکھا جو ایک اونچے چبوترے پر بیٹھا ہوا تھا اور اس کے ہاتھ میں ایک پاکیزہ نان تھا جو نہایت چمکیلا تھا۔ وہ نان اس نے مجھے دیا اور کہا

یہ (یعنی نان) تیرے لئے اور تیرے ساتھ کے درویشوں کے لئے ہے۔ (تذکرہ ایڈیشن پنجم صفحہ 14)

اُس ابتدائی زمانہ میں حضرت مسیح موعودؑ کی اس محبت بھری میزبانی میں حضرت اماں جانؓ نصرت جہاں بیگمؓ صاحبہ کا حُسنِ تدبّر بھی شامل تھا بلکہ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ پہلی خاتون افسر لنگر خانہ حضرت اماں جانؓ تھیں اور لنگر کے انتظامات کے لئے اپنے زیور کی سب سے پہلی قربانی حضرت اماں جانؓ نے ہی دی تھی۔

حضرت مسیح موعودؑ کا جاری فرمودہ یہ لنگر خانہ مختلف ادوار میں ترقیات کی منازل طے کرتا چلا گیا اور اس کی مزید ترقیات کے بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے پیشگوئی بھی فرمائی کہ "اگر احمدی اپنے ایمان پر قائم رہے تو یہ لنگر خانہ ہمیشہ قائم رہے گا اور کبھی نہیں مٹے گا کیونکہ اس کی بنیاد خدا تعالیٰ کے مسیحؑ نے قائم کی ہے۔ جس کو خدا تعالیٰ نے یہ خبر دی کہ تین سو سال کے اندر تیری جماعت ساری دنیا پر غالب آ جائے گی اور تین سو سال یہ لنگر ربوہ میں نہیں رہے گا بلکہ تین سو سال کے بعد ایک لنگر خانہ امریکہ میں ہوگا۔ ایک انڈیا میں ہوگا۔ ایک جرمنی میں ہوگا۔ ایک روس میں ہوگا۔ ایک چین میں ہوگا۔ ایک انڈونیشیا میں ہوگا۔ ایک سیلون میں ہوگا۔ ایک برما میں

ربوہ میں جلسہ گاہ کا ایک منظر

جلسہ سالانہ کے ایّام میں لنگرخانہ کا ایک منظر

ہوگا۔ ایک لبنان میں ہوگا۔ ایک ہالینڈ میں بھی ہوگا۔
غرض دنیا کے ہر بڑے ملک میں یہ لنگر ہوگا۔

(سیر روحانی جلد سوم صفحہ 126)

چنانچہ آج ہم اپنی آنکھوں سے یہ پیشگوئی پوری ہوتے دیکھ رہے ہیں اور 70 کے قریب ممالک میں جلسہ ہائے سالانہ ہو رہے ہیں جہاں حضرت مسیح موعودؑ کے جاری فرمودہ اس لنگر کے ذریعہ مہمانانِ کرام کی ضیافت کا بے مثال انتظام کیا جاتا ہے۔

جلسہ سالانہ میں شامل ہونے والوں کی تعداد جوں جوں بڑھتی چلی گئی اسی طرح مختلف شعبہ جات کا قیام اور ان میں کام کی نوعیت بھی بڑھتی چلی گئی۔ جونہی جلسہ سالانہ کا اختتام ہوتا ہے،اگلے جلسہ کی تیاری شروع ہوجاتی ہے جو اگلے جلسہ سالانہ کے انعقاد تک جاری رہتی ہے۔لنگرخانہ کی ضروریات مثلاً گندم، چاول، دالیں، مصالحہ جات کی خریداری کے لئے باقاعدہ منصوبہ بندی ہوتی ہے۔مختلف جگہوں سے قیمتوں کا اندازہ لگایا جاتا ہے اور جہاں سے کم خرچ بالانشین کے مطابق چیزیں میّسر آتی ہیں،خرید کر سٹور کرلی جاتی ہیں اور گذشتہ جلسہ سالانہ سے زیادہ تعداد میں خریدی جاتی ہیں کیونکہ اس روحانی جلسہ کی برکات ہر سال ترقی کا سفر طے کرتی ہیں۔ اس طرح ہر سال متوقع تعداد کے پیشِ نظر قیام گاہوں میں توسیع کی جاتی ہے۔

مجھے یاد ہے کہ سال گذرتے دیر نہ لگتی تھی اس لئے وقت کے ساتھ ساتھ تمام مراحل طے کیے جاتے تھے۔

پھر ہر قسم کی ضروریات کے لئے مٹی کے برتن بنوائے جاتے تھے۔ آج کے نوجوانوں کو اس کا علم نہیں ہوگا کہ اس وقت مٹی کے آب خورے پانی پینے کے لیے، مٹی کی پیالیاں سالن کے لئے، مٹی کے بڑے مٹکے پانی ذخیرہ کرنے کے لیے مختلف قیام گاہوں پر رکھے جاتے تھے۔ اسی طرح عارضی بیت الخلاء یعنی ٹائلٹ کچی اینٹوں سے بنائی جاتی تھیں اور ان میں مٹی کے لوٹے طہارت کے لئے رکھے جاتے تھے۔

جوں جوں جلسہ قریب آتا گھروں میں اور قیام گاہوں میں مہمانوں کے ٹھہرانے کے لئے ایک تو ان کو خالی کیا جاتا۔مثلاً سکول، کالج، بورڈنگ ہاؤس، دفاتر صدر انجمن احمدیہ وتحریکِ جدید، ایوانِ محمود، کو رہائش گاہوں میں تبدیل کر دیا جاتا اور ایک بڑا چارٹ شائع کیا جاتا جس میں مختلف شہروں کی جماعتوں کی قیام گاہوں کا نقشہ دکھایا جاتا۔ اسی طرح ایک بہت بڑا ڈیوٹی چارٹ بھی شائع کیا جاتا جس میں تمام شعبہ جات کے ناظمین ومعاونین کے نام ہوتے۔ جلسہ سالانہ کی ہدایات کی وسیع پیمانے پر تشہیر کی جاتی۔ احباب کو توجہ دلائی جاتی کہ وہ موسم کے مطابق اپنے بستر ساتھ لائیں۔ چنانچہ مہمانِ کرام ہمیشہ بستر ہمراہ لاتے تھے۔ جلسہ سے قبل چاول کی پرالی دیہات سے منگوالی جاتی اور ضرورت کے مطابق ہر گھر اور اجتماعی رہائش گاہ میں نیچے بچھا کر اوپر بستر لگا دیا جاتا جو نیچے سے نرم اور گرم ہو کر سردی کا احساس کم کر دیتی تھی۔

جلسہ سالانہ کی آمد کے ساتھ ہی شامل ہونے والے اس بابرکت سفر کا بے چینی اور خوشی سے انتظار کرتے اور سفر پر روانہ ہونے پر اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتے ہوئے اور حضرت مسیح موعودؑ کی دعاؤں سے حصہ پاتے ہوئے ایسی روحانی خوشی اور سرور سے سفر طے کرتے جس کو بیان کرنے کے لئے نہ الفاظ ملتے ہیں اور نہ اس خوشی اور مسرت کے لمحات کو بیان کرنا میرے بس میں ہے۔ بس یہ یادیں آنکھوں میں اُمڈے آنسوؤں کی صورت میں یاد رہ گئی ہیں۔مولا پھر یہ دن لائے جب ربوہ کی رونقیں بحال ہوں۔ انہی جذبوں اور روحانی فضاؤں میں جلسہ سالانہ منعقد ہوں اور پیاسی روحیں پھر اپنی آنکھوں سے ایسے روح پرور نظارے دیکھ کر اپنے ایمانوں میں اضافہ کرتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ کی دعاؤں سے فیض یاب ہوں، آمین یا رب العالمین۔

جلسہ سالانہ کے ایّام میں خیموں میں رہائش کا ایک منظر

(مرتبہ: مکرم چودھری حمید اللہ ظفر صاحب)

پہلا جلسہ سالانہ قادیان

(منعقدہ 27 دسمبر 1891ء)

حضرت مسیح موعودؑ نے 1891ء میں جلسہ سالانہ کی بنیاد رکھی اور رسالہ ''آسمانی فیصلہ'' کے نام سے تصنیف فرمایا جس میں آپؑ نے تمام مکفر علماء کو چیلنج دیا کہ وہ آپ سے کامل مومنوں کی قرآنی معلومات مثلاً امورِ غیبیہ کا اظہار، دعاؤں کی قبولیت اور معارفِ قرآن وغیرہ کی روشنی میں مقابلہ کر لیں اور ساتھ ہی یہ تجویز بھی دی کہ اس مقابلہ کو فیصلہ کن حیثیت دینے کے لئے پنجاب کے دار الخلافہ لاہور میں ایک انجمن قائم کی جائے اور اس کے ممبر فریقین کی رضامندی سے مقرر ہوں۔ یہ انجمن ایک سال تک ان علامات کے متعلق فریقین کے کوائف کا ریکارڈ رکھے اور کثرت کی صورت میں اس روحانی معرکہ آرائی میں حق وصداقت کا فیصلہ کیا جائے۔ مجوزہ انجمن کی تشکیل پر مزید غور کرنے کے لئے حضورؑ نے 27 دسمبر 1891ء کو قادیان پہنچنے کی تاکید فرمائی۔ چنانچہ اسی دن مسجد الاقصیٰ میں احباب جمع ہوئے۔ بعد نماز ظہر جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی۔ پہلے حضرت مولانا عبدالکریم صاحبؓ سیالکوٹی نے حضرت اقدس کی تصنیف ''آسمانی فیصلہ'' کا مسودہ پڑھ کر سنایا۔ پھر یہ تجویز رکھی گئی کہ مجوزہ انجمن کے ممبر کون کون صاحبان ہوں گے اور کس طرح اس کی کارروائی کا آغاز ہو۔ حاضرین جلسہ نے بالاتفاق یہ قرار دیا کہ سردست اس رسالہ کو شائع کر دیا جائے اور مخالفین کا عندیہ معلوم کر کے بتراضی فریقین انجمن کے ممبر مقرر کئے جائیں۔ اس کے بعد جلسہ کی کارروائی اختتام پذیر ہوئی اور حضرتِ اقدس سے تمام حاضرین نے مصافحہ کیا۔

30 دسمبر 1891ء کو حضرت مسیح موعودؑ نے بذریعہ اشتہار تمام مبائعین کو اطلاع دی کہ احباب جماعت کی تربیت اور اصلاحِ نفس کی غرض سے نیز ایمان ویقین اور معرفت کو ترقی دینے کے لئے آئندہ ہر سال 27 دسمبر سے 29 دسمبر تک دوستوں کا ایک جلسہ منعقد ہوا کرے گا۔ (تاریخ احمدیت جلد اوّل صفحہ 441-440 مطبوعہ 2007ء)

اس پہلے تاریخی جلسہ سالانہ میں حضور علیہ السلام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے 75 مخلصین جماعت نے شرکت کی سعادت حاصل کی تھی اور حضور علیہ السلام نے ان کے نام اپنی تصنیف ''آسمانی فیصلہ'' میں درج فرما کر ان کا ذکر رہتی دنیا تک محفوظ فرما دیا۔ ان خوش قسمت احباب کی نسلیں چہار دانگِ عالم پھیلی ہوئی ہیں اور ان کے لئے اپنے بزرگوں کے یہ نام یقیناً باعث فخر ہوں گے:

منشی محمد اروڑا صاحب نقشہ نویس محکمہ مجسٹریٹ۔ کپور تھلہ
منشی محمد عبدالرحمن صاحب محرر محکمہ جرنیلی۔ کپور تھلہ
منشی محمد حبیب الرحمن رئیس۔ کپور تھلہ
منشی ظفر احمد صاحب اپیل نویس۔ کپور تھلہ
منشی محمد خان صاحب اہلمد فوجداری۔ کپور تھلہ
منشی سردار خان صاحب کورٹ دفعدار۔ کپور تھلہ
منشی امداد علی خان صاحب محرر سررشتہ تعلیم۔ کپور تھلہ
مولوی محمد حسین صاحب۔ کپور تھلہ
حافظ محمد علی صاحب۔ کپور تھلہ
مرزا خدا بخش صاحب اتالیق نواب صاحب۔ مالیر کوٹلہ
منشی رستم علی صاحب ڈپٹی انسپکٹر پولیس ریلوے۔ لاہور
ڈپٹی حاجی سید فتح علی شاہ صاحب ڈپٹی کلکٹر انہار
حاجی خواجہ محمد الدین صاحب رئیس۔ لاہور
میاں محمد چٹو صاحب رئیس۔ لاہور
خلیفہ رجب الدین صاحب رئیس۔ لاہور
منشی شمس الدین صاحب کلرک دفتر اگزیمنر۔ لاہور
منشی تاج دین صاحب اکونٹنٹ دفتر اگزیمنر۔ لاہور
منشی نبی بخش صاحب کلرک۔ لاہور
حافظ فضل احمد صاحب۔ لاہور
مولوی رحیم اللہ صاحب۔ لاہور
مولوی غلام حسین صاحب امام مسجد گمٹی۔ لاہور
منشی عبدالرحمن صاحب کلارک لوکو آفس۔ لاہور
مولوی عبدالرحمن صاحب مسجد چینیاں۔ لاہور
منشی کرم الٰہی صاحب۔ لاہور
سید ناصر شاہ صاحب سب اوورسیر
حافظ محمد اکبر صاحب۔ لاہور
مولوی غلام قادر صاحب فصیح مالک و مہتمم پنجاب پریس و میونسپل کمشنر۔ سیالکوٹ
مولوی عبدالکریم صاحب۔ سیالکوٹ
میر حامد شاہ صاحب اہلمد معافیات۔ سیالکوٹ
میر محمود شاہ صاحب نقل نویس۔ سیالکوٹ
منشی محمد دین صاحب سابق گرد آور۔ سیالکوٹ
حکیم فضل الدین صاحب رئیس۔ بھیرہ
میاں نجم الدین صاحب رئیس۔ بھیرہ
منشی احمد اللہ صاحب محالدار محکمہ پرمٹ۔ جموں
سید محمد شاہ صاحب رئیس۔ جموں
مستری عمرالدین صاحب۔ جموں
مولوی نورالدین صاحب حکیم خاص۔ ریاست جموں

خلیفہ نورالدین صاحب صحاف۔ جموں
قاضی محمد اکبر صاحب سابق تحصیلدار۔ جموں
شیخ محمد جان صاحب ملازم راجہ امرسنگھ صاحب۔ وزیر آباد
مولوی عبدالقادر صاحب مدرس۔ جمالپور
شیخ رحمت اللہ صاحب میونسپل کمشنر۔ گجرات
شیخ عبدالرحمن صاحب بی اے۔ گجرات
منشی غلام اکبر صاحب یتیم کلرک اگزیمنر آفس۔ لاہور
منشی دوست محمد صاحب سارجنٹ پولیس۔ جموں
مفتی فضل الرحمن صاحب رئیس۔ جموں
منشی غلام محمد صاحب خلف مولوی دین محمد۔ لاہور
سائیں شیر شاہ صاحب مجذوب۔ جموں
صاحبزادہ افتخار احمد صاحب۔ لدھیانہ
قاضی خواجہ علی صاحب ٹھیکیدار شکرم۔ لدھیانہ
حافظ نور احمد صاحب کارخانہ دار پشمینہ۔ لدھیانہ
شہزادہ حاجی عبدالمجید صاحب۔ لدھیانہ
حاجی عبدالرحمٰن صاحب۔ لدھیانہ
شیخ شہاب الدین صاحب۔ لدھیانہ
حاجی نظام الدین صاحب۔ لدھیانہ
شیخ عبدالحق صاحب۔ لدھیانہ
مولوی محکم الدین صاحب مختار۔ امرتسر
شیخ نور احمد صاحب مالک مطبع ریاض ہند
منشی غلام محمد صاحب کاتب۔ امرتسر
میاں جمال الدین صاحب۔ موضع سیکھواں
میاں امام الدین صاحب۔ سیکھواں
میاں خیر الدین صاحب۔ سیکھواں
مولوی محمد عیسیٰ صاحب مدرس۔ نوشہرہ
میاں چراغ علی صاحب۔ تھہ غلام نبی
شیخ شہاب الدین صاحب۔ تھہ غلام نبی
میاں عبداللہ صاحب۔ سوہل
حافظ عبدالرحمن صاحب۔ سوہیاں
داروغہ نعمت علی صاحب ہاشمی عباسی بٹالوی
حافظ حامد علی صاحب ملازم مرزا صاحب
حکیم جان محمد صاحب امام مسجد قادیانی
بابو علی محمد صاحب رئیس۔ بٹالہ
میرزا اسمٰعیل بیگ صاحب قادیانی
میاں بڈھے خاں نمبردار بیری
میرزا محمد علی صاحب رئیس
شیخ محمد عمر صاحب خلف حاجی غلام محمد صاحب

وہ بہاریں جو روٹھ گئیں

(مرتبہ: محمد انیس دیالگڑھی، ممبر تاریخ احمدیت کمیٹی جرمنی)

جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ ”اس جلسہ کی بنیادی اینٹ اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی“۔ (اشتہار 7 دسمبر 1892ء) اس کے ساتھ ہی آپ نے جماعت کو ابتلاؤں اور آزمائشوں کی خبر دیتے ہوئے یہ بھی فرمایا تھا ”پس جو چاہتا ہے خدا تعالیٰ کو پاوے اسے چاہیے کہ وہ ہر ایک ابتلاء کے لیے تیار ہوجاوے۔ جب اللہ تعالیٰ کوئی سلسلہ قائم کرتا ہے جیسا کہ اس وقت اُس نے اس سلسلہ کو قائم کیا ہے تو جو لوگ اوّلاً داخل ہوتے ہیں ان کو قسم قسم کی تکالیف اٹھانی پڑتی ہے“۔
(ملفوظات جلد 6 صفحہ 253)

ان سینکڑوں ہزاروں ابتلاؤں میں سے ایک ابتلاء بعض جلسوں کا ملتوی یا منسوخ ہونا ہے۔ آج ہم ان جلسوں کا ذکر کریں گے جو منعقد نہ ہوسکے۔ یہ تو سارے احمدیوں کو معلوم ہے کہ پہلا جلسہ سالانہ 27 دسمبر 1891ء کو قادیان دارالامان میں منعقد ہوا جس میں 75 خوش نصیب شامل ہوئے جن کے نام قیامت تک ستاروں کی طرح چمکتے رہیں گے۔

پہلے جلسہ کے فوراً بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اعلان فرمایا کہ آئندہ یہ جلسہ ہر سال 27 تا 29 دسمبر منعقد ہوا کرے گا۔ لہٰذا دوسرا جلسہ پروگرام کے مطابق منعقد ہوا۔ مگر اُس سے اگلے برس 1893ء کا جلسہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود ملتوی فرمادیا اور ایک اشتہار کے ذریعے اس کی وجوہات بیان فرمائیں۔

”ہم افسوس سے لکھتے ہیں کہ چند ایسے وجوہ ہم کو پیش آئے جنہوں نے ہماری رائے کو اس طرف مائل کیا کہ اب کی دفعہ اس جلسہ کو ملتوی رکھا جائے اور چونکہ بعض لوگ تعجب کریں گے کہ اس التواء کا موجب کیا ہے لہٰذا بطور اختصار کسی قدر ان وجوہ میں سے لکھا جاتا ہے“۔
(شہادت القرآن جلد 6 صفحہ 400-394)

اس میں حضور علیہ السلام نے اس کی ساری وجوہات تفصیل سے بیان فرمائیں۔ اوّل اور بڑی وجہ تو یہ تھی کہ حضورؑ کا بڑا مقصد یہ تھا کہ لوگ تقویٰ میں ترقی کریں اور دنیا کے لئے نمونہ بن جائیں مگر بعض لوگوں نے جلسہ کے موقع پر کج خلقی ظاہر کی جس کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو تکلیف پہنچی۔ دوسری بڑی وجہ مالی مسائل تھے کہ اُس وقت مہمان نوازی کے سارے وسائل مہیا نہ تھے جبکہ حضور علیہ السلام کی دلی خواہش تھی کہ ہر مہمان کے مناسب حال مکان، بستر اور طعام میسّر ہو۔

اس کے بعد دو جلسے منعقد ہوئے لیکن 1896ء کا جلسہ منعقد نہ ہوسکا۔ اس کی وجہ لاہور میں منعقد ہونے والا ”جلسہ اعظم مذاہب“ تھا جو جلسہ کی ہی تواریخ میں منعقد ہوا۔ اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وہ معرکہ آراء اور شہرۂ آفاق لیکچر ”اسلامی اصول کی فلاسفی“ پڑھا گیا اور حضور علیہ السلام کو ہونے والے الہام کے عین مطابق یہ مضمون سب پر بالا رہا۔

اس کے بعد سال 1898ء کا جلسہ بعض نامعلوم وجوہات کی بنا پر منعقد نہ ہوسکا۔ 1902ء کو ہندوستان کے طول وعرض میں طاعون کی وبا پھیل جانے کی وجہ سے یہ جلسہ منعقد نہ ہوسکا۔ 1971ء کا جلسہ پاک بھارت جنگ کی وجہ سے نہ ہوسکا۔

ربوہ میں 1983ء کا جلسہ سالانہ ہوا تو اس کے بعد ایک فوجی حکمران کے جاری کردہ انتہائی بہیمانہ آرڈیننس کے ذریعہ جماعت احمدیہ پر ہر قسم کی قدغن لگا دی گئی۔ جس کی وجہ سے اب تک وہاں جلسہ سالانہ منعقد نہیں ہوسکا۔ تاہم یہ بابرکت سلسلہ انگلستان میں پہلے سے جاری نہر سے جا ملا اور اُس کے بعد جماعت احمدیہ برطانیہ کا جلسہ سالانہ 1984ء سے خلیفۂ وقت کی وہاں ہجرت کی وجہ سے مرکزی حیثیت اختیار کر گیا اور باقاعدگی سے منعقد ہونے لگا۔

2001ء میں جانوروں کو لاحق ہونے والی ’مُنہ کھر‘ کی بیماری کی وجہ سے یہ جلسہ منعقد نہ ہوسکا تاہم جماعت جرمنی کو مرکزی جلسہ منعقد کرنے کی توفیق ملی۔

2020ء میں کورونا وائرس کی وجہ سے برطانیہ میں جلسہ منعقد نہ ہوسکا جبکہ اس سال 6 تا 8 اگست 2021ء میں برطانیہ میں محدود پیمانے پر احتیاطی تدابیر کے ساتھ یہ جلسہ منعقد ہوگا، ان شاءاللہ۔ جبکہ بہت سی دیگر جماعتوں کی طرح جرمنی میں بھی 2020ء کا جلسہ سالانہ منعقد نہ ہوسکا۔

وہ جلسے جو ملتوی ہوئے

1909ء کا جلسہ سالانہ ریلوے حکام کی جانب سے دی گئی نصف کرایہ کی رعایت ختم کرنے کی وجہ سے ملتوی کر کے ایسٹر کی چھٹیوں میں 25 تا 27 مارچ 1910ء یہ جلسہ قادیان میں منعقد کیا گیا۔ پھر 1910ء کے آخر میں 25 تا 27 دسمبر اس سال کا جلسہ بھی منعقد ہوا۔

1918ء کا جلسہ انفلوئنزا کی عالمگیر وبا کی وجہ سے ملتوی کر دیا گیا اور بعد میں 15 تا 17 مارچ 1919ء کو یہ جلسہ مسجد نور قادیان میں منعقد ہوا جبکہ 1919ء کا جلسہ بھی اس سال کے آخر میں 26 تا 29 دسمبر کو منعقد ہوا۔

1959ء کا جلسہ بھی ملتوی ہوا اور بعد میں 22 تا 23 جنوری 1960ء کو ربوہ میں منعقد ہوا۔ 1966ء کا جلسہ رمضان المبارک کی وجہ سے موٴخر کر کے 26 تا 28 جنوری 1967ء کو ربوہ میں ہوا۔ چونکہ 1967ء کے آخر میں پھر رمضان المبارک تھا لہٰذا 1967ء کا جلسہ بھی ملتوی کر کے 11 تا 13 جنوری 1968ء منعقد کیا گیا۔

جماعت احمدیہ جرمنی کا پہلا جلسہ سالانہ

مرکز سلسلہ احمدیہ میں ہونے والے جلسہ سالانہ کی اتباع میں بیرونی ممالک میں جلسہ سالانہ کی سب سے پرانی تاریخ سری لنکا میں ملتی ہے جہاں 1915ء میں قیام جماعت کے جلد بعد اس کا آغاز ہو گیا تھا۔ اس بارہ میں سابق صدر سری لنکا محترم ظفراللہ صاحب کا ایک غیرمطبوعہ نوٹ ملا ہے جس کے مطابق 1930ء میں سری لنکا کا چودھواں جلسہ سالانہ منعقد ہوا۔ اس کے بعد جماعت احمدیہ غانا کو 1932ء اور جماعت احمدیہ نائجیریا کو 1940ء میں اپنے جلسے منعقد کرنے کی سعادت ملی۔ جماعت احمدیہ امریکہ نے یہ بابرکت سلسلہ 1948ء میں شروع کیا۔ 1949ء میں جماعت احمدیہ برطانیہ نے جلسہ کا انعقاد کیا مگر 1950ء کے جلسہ کے بعد یہ سلسلہ 1964ء سے باقاعدہ جاری ہوا۔ جبکہ جماعت احمدیہ سیرالیون کا پہلا جلسہ سالانہ 1960ء میں ہوا اور ماریشس کا پہلا جلسہ سالانہ 1961ء میں ہوا۔ ستر کی دِہائی کے وسط میں (1975ء) جرمنی میں جلسہ سالانہ کے سفر کا آغاز ہوا، الحمدللہ۔

جماعت احمدیہ جرمنی کا یہ اوّلین جلسہ سالانہ مؤرخہ 28/دسمبر 1975ء بروز اتوار صبح دس بجے سے شام چھ بجے تک مسجد فضل عمر ہمبرگ میں منعقد ہوا۔ اس کا افتتاح اور اختتام اُس وقت کے امیر و مبلغ انچارج جرمنی مکرم مولانا فضل الٰہی انوری صاحب مرحوم نے کیا۔

علاوہ ازیں اس جلسہ سالانہ میں کل چھ تقاریر ہوئیں جن میں سے ایک تقریر ڈنمارک سے تشریف لائے ہوئے مکرم الحاج نوح سوین ہینسن صاحب (Mr. Sven Hansen) نے کی۔ اسی طرح اس جلسہ میں حاضرین کے مابین تلاوت قرآنِ کریم، نظم خوانی، تقریر اور عام دینی معلومات کے مقابلے بھی ہوئے۔ اس جلسہ کے جملہ انتظامات مبلغ سلسلہ ہمبرگ مکرم مولانا حیدر علی ظفر صاحب (حال نائب امیر جماعت جرمنی) کی نگرانی میں حسبِ ذیل مختصر سی انتظامی کمیٹی نے سرانجام دیے:

1۔ مکرم نصیرالدین بٹ صاحب، 2۔ مکرم مختار احمد صاحب، 3۔ مکرم چوہدری رفیق احمد جاوید صاحب

اس جلسہ میں شامل ہونے والے 62 احباب جماعت کی ایک فہرست پرانے ریکارڈ میں سے ملی ہے جس میں زیادہ تر فرانکفرٹ اور ہمبرگ کے احباب جماعت کے نام ہیں۔ بعض احباب جرمنی کے دیگر شہروں کے علاوہ ڈنمارک اور ہالینڈ سے بھی شامل ہوئے تھے جبکہ چند منتظمین کے نام اس کے علاوہ ہیں نیز بعض احباب کا کہنا ہے کہ وہ بھی اس میں شامل تھے مگر کسی وجہ سے ان کا نام فہرست میں نہیں لکھا جا سکا۔ اس اعتبار سے کہا جاسکتا ہے کہ جرمنی کے اس پہلے جلسہ کی مجموعی حاضری بھی جماعت احمدیہ کے اوّلین جلسہ سالانہ 1891ء منعقدہ قادیان کی طرح 75 کے قریب تھی۔ اس تاریخی جلسہ کے شاملین کی فہرست حسب ذیل ہے:

نمبر	نام
01	مکرم نصیرالدین بٹ صاحب
02	مکرم بشارت احمد بٹ صاحب
03	مکرم ممتاز احمد بٹ صاحب
04	مکرم خواجہ حمید احمد صاحب
05	مکرم ابرار احمد شاہد صاحب
06	مکرم مختار احمد صاحب
07	مکرم طاہر سمیع چوہان صاحب
08	مکرم منصور شاہ صاحب
09	مکرم محمود احمد خان صاحب
10	مکرم انصر خان صاحب
11	مکرم ظفراللہ خان صاحب
12	مکرم عبدالغنی صاحب
13	مکرم شاہ جہاں صاحب
14	مکرم شریف احمد صاحب
15	مکرم عبداللطیف صاحب
16	مکرم میر ظہورالدین صاحب
17	مکرم فلاح الدین سیف صاحب
18	مکرم عبدالرشید چیمہ صاحب
19	مکرم شفیق احمد صاحب
20	مکرم ادریس احمد صاحب

مسجد فضل عمر ہمبرگ میں تیسرے جلسہ سالانہ کا ایک منظر (دسمبر 1977ء)

مولانا حیدر علی صاحب ظفر (امیر و مشنری انچارج) کی صدارت میں محترم نواب منصور احمد خان صاحب مبلغ فرانکفرٹ تقریر کر رہے ہیں۔ سامعین میں محترم چودھری عبداللطیف صاحب سابق مبلغ انچارج جرمنی ٹوپی پہنے بیٹھے ہیں

نمبر	نام
21	مکرم بہادر خان کھوکھر صاحب
22	مکرم بشارت علی صاحب
23	مکرم مرزا احسن بیگ صاحب
24	مکرم کلیم احمد صاحب
25	مکرم سلیم احمد صاحب
26	مکرم مبارک صاحب
27	مکرم خواجہ اقبال صاحب
28	مکرم رفیق احمد جاوید صاحب
29	مکرم عبد الرحمٰن صاحب
30	مکرم صوفی عبد اللطیف صاحب
31	مکرم مبشر احمد چیمہ صاحب
32	مکرم اسلام احمد صاحب
33	مکرم شائن ہوئزر صاحب
34	مکرم طارق خان شیروانی صاحب
35	مکرم عبد الجلیل صاحب
36	مکرم اشفاق احمد صاحب
37	مکرم فضل داد صاحب
38	مکرم شوکت صاحب
39	مکرم منور احمد صاحب
40	مکرم عطاء اللہ چودھری صاحب
41	مکرم گلفام صاحب
42	مکرم ماجد صاحب
43	مکرم منصور احمد صاحب
44	مکرم قمر احمد صاحب
45	مکرم نصیر احمد صاحب
46	مکرم محمد اسحٰق صاحب
47	مکرم نذیر احمد صاحب
48	مکرم مودود احمد خان صاحب
49	مکرم سمیع الرحمٰن صاحب
50	مکرم آڈی بایو (ADE BAYO) صاحب
51	مکرم فضل احمد صاحب
52	مکرم نصیر الدین احمد صاحب
53	مکرم حبیب احمد عمر صاحب
54	مکرم فضل الٰہی انوری صاحب
55	مکرم شاہد احمد صاحب
56	مکرم مرزا منصور احمد صاحب
57	مکرم حبیب احمد باجوہ صاحب
58	مکرم ملک نسیم احمد صاحب
59	مکرم شوکت ملک صاحب (ڈنمارک)
60	مکرم Sven Hansen صاحب (کوپن ہیگن)
61	مکرم ادریس احمد صاحب
62	زوجہ آڈی بایو (ADE BAYO) صاحب

اے مسیحا، تیرا آنا زندگی آنے کا نام

سایہ سایہ ایک پرچم دل پہ لہرانے کا نام
اے مسیحا ، تیرا آنا زندگی آنے کا نام
حسن ، اپنے آئینے میں ناز فرمانے کا نام
عشق ، نازِ حسن پر دیوانہ ہوجانے کا نام
ایک ساقی ہے کہ اُس کی آنکھ ہے میخانہ خیز
دم بہ دم اِک تازہ دمِ الہام پیمانے کا نام
ہر گھڑی نشوں میں نہلائے جہاں ابرِ شراب
اس کی محفل خواب جیسے ایک میخانے کا نام
حجرۂ درویش کے موسم سے یہ دل پر کھلا
زندگی ہے زندگی پر رنگ برسانے کا نام
لاکھ فریادی رہے دیوارِ گریہ پر ہجوم
جانے والا اب نہ لے گا لوٹ کر آنے کا نام
جس پہ اترا وہ مسیحا دل منارہ دل دمشق
استعارے پھول میں خوشبو کو سمجھانے کا نام
سب نے رشکِ خاص سے بھیجے اسے کیا کیا سلام
جب بھی آیا اس کے دیوانوں میں دیوانے کا نام
اس کی آنکھیں ہیں شبِ تاریک وعدہ کا چراغ
اس کا چہرہ رات میں اک دن نکل آنے کا نام
وہ اندھیروں میں عجب اک روشنی کا خواب ہے
وہ اجالوں میں چراغِ نور لہرانے کا نام
جب سے وہ آیا ہے دل کی اور دنیا ہو گئی
ورنہ پہلے دل تھا گویا ایک ویرانے کا نام
کیوں نہ وہ قامت قیامت ہو کہ ہے اس کا وجود
رات کے جانے کا نام اک صبح کے آنے کا نام

(مکرم عبید اللہ علیم صاحب مرحوم)

54 واں جلسہ سالانہ برطانیہ 2021ء

اللہ تعالیٰ کی خاص تائید سے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھوں جاری کئے گئے جلسہ سالانہ دنیا بھر میں منعقد ہو رہے ہیں جن میں سے برطانیہ میں ہونے والے جلسہ کو ایک عرصہ سے خلیفہ وقت کی برطانیہ میں موجودگی کی وجہ سے مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ چنانچہ یہ جلسہ 1985ء سے ہر سال قادیان اور پھر ربوہ میں ہونے والے جلسوں کی طرز اور پروگرام کے مطابق منعقد ہورہا ہے جس میں دنیا بھر سے نمائندگان اور احباب جماعت پورے جوش و جذبہ اور شوق و ذوق کے ساتھ شامل ہوتے ہیں۔

گزشتہ سال کورونا وائرس کی وجہ سے مکمل پروگرام کے مطابق تو یہ جلسہ منعقد نہ ہو سکا تھا تاہم حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ کی روایات کے مطابق ایک تفصیلی خطاب فرما کر دنیا بھر میں جماعت احمدیہ پر ہونے والے افضال و برکات کا تذکرہ فرمایا تھا اور اجتماعی دعا کروائی تھی۔ یہ کارروائی مواصلاتی ذرائع پر نشر ہوئی تھی۔ امسال یہ جلسہ سالانہ اپنی روایت کے مطابق حدیقۃ المہدی (آلٹن) میں ہو رہا ہے اور تین روز 6 تا 8 اگست جاری رہے گا۔ کورونا وائرس کی باقیات کے باعث اس جلسہ میں صرف جماعت برطانیہ کے بھی صرف ان احباب جماعت کو شامل ہونے کی اجازت ہوگی جنہیں ویکسین لگ چکی ہے اور وہ بھی تمام احتیاطی تدابیر کے ساتھ شامل ہوسکیں گے۔ تاہم دیگر سب احباب اس جلسہ کی برکات سے اپنے اپنے گھروں میں رہتے ہوئے بھی مستفیض ہوسکیں گے کیونکہ ایم ٹی اے کے ساتھ ساتھ دیگر سوشل میڈیا کے ذریعہ بھی اس کی کارروائی براہ راست نشر کی جائے گی۔

جملہ احباب جماعت کی خدمت میں جلسہ سالانہ کے انعقاد پر مبارکباد پیش کرنے کے ساتھ درخواست بھی ہے کہ ان ایام کے دوران اپنے گھروں کو جلسہ کے ماحول میں ڈھالیں، جملہ پروگرام پورے اہتمام کے ساتھ سنیں اور دعائیں کرتے ہوئے اس کی برکات سمیٹنے کی پوری کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

(محمد انیس دیالگڑھی)

پھول کھلتے ہیں تو ہم سوچتے ہیں
تیرے آنے کے زمانے آئے

کئی ہفتوں کے گرم موسم کے بعد اچانک بادل گِھر آئے اور اَبرِ باراں خوب برسا۔ گرمی کا زور بھی ٹوٹ گیا اور موسم خوشگوار ہوگیا۔ درجہ حرارت 20 ڈگری تھا اور ہلکی ہلکی پُرنم ہوا چل رہی تھی۔ میں باہر بیٹھا موسم کا لُطف اُٹھا رہا تھا کہ اچانک یاد آ گیا کہ اس موسم میں تو ہمارا جلسہ ہوا کرتا تھا۔ جلسہ یاد آنے کی دیر تھی کہ یہی ٹھنڈی ہوا چُبھنے لگی اور موسم اچانک اُداس ہوگیا۔ ایسی ہی کوئی ہوا چلتی ہوگی جو حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا تھا؎

زخم تازہ کر گئی بادِ صبائے قادیاں

جبکہ ہند و پاک میں دسمبر جلسہ کا موسم ہوتا ہے۔ مغرب میں جولائی اگست جلسوں کا موسم ہوتا ہے۔ ایک کے بعد دوسرے ملک کا جلسہ ہوتا ہے اور روحانی طیور جہاں تک اُن کی قدرتِ پرواز ہو وہاں تک پہنچتے اور جلسے کی برکتوں کو سمیٹتے ہیں۔

پچھلے برس سے کورونا وبا نے دنیا کو ایسا جکڑا ہے کہ انسانوں کے میل جول کے ساتھ عبادت میں بھی فاصلے ہوگئے اور بڑے اجتماعات اور جلسوں پر تو مکمل پابندی لگ گئی، گو الیکٹرونک اور ٹیلی فونک ترقی کی وجہ سے آن لائن رابطے موجود ہیں۔ جماعت اور احباب جماعت رابطے میں ہیں۔ مگر مل بیٹھنے اور گلے لگانے کی حسرت بڑھتی جاتی ہے۔

سینے سے لگا لینے کی حسرت نہیں مٹتی
پہلو میں بٹھانے کی تڑپ حد سے سِوا ہے

خلافت اور جماعت کا رابطہ تو کبھی کسی لمحہ بھی منقطع نہیں ہوا اور ''یہ سلسلۂ ربطِ بہم صبح و مَسا ہے'' اور پوری دنیا کی جماعتیں ہمہ وقت خلیفۂ وقت سے مسلسل اور مکمل رابطہ میں ہیں اور براہِ راست خلیفۂ وقت کی دعا اور نگرانی میں دن بدن ترقی کی منازل طے کر رہی ہیں اور ایم ٹی اے کی نعمتِ عظمیٰ اس رابطے کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ مگر کیا کیجیے اس دل کا کہ تصوّرِ جاناں کے ساتھ ساتھ محبوب کو لبِ بام دیکھنے کا بھی آرزو مند ہے۔ جو لُطف، سکون و راحت اور بے خودی کی کیفیت حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے وجود بابرکات کے ہمارے درمیان موجود ہونے اور آپ کے جلوہ کے دیدار میں ہے وہ ایک نشہ ہے اور کیف و نشاط کی ایسی کیفیت ہے جو دل محسوس تو کرتا ہے مگر بیان نہیں کر پاتا۔ دیدار کی لذت اور محبت و وارفتگی کی وہ حالت کہ چہرۂ مبارک سے نظر نہیں ہٹتی۔ بسا اوقات ڈیوٹی دینے والے بھی مجبور و بے اختیار ہو کر ایک چور نظر اُس رشک ماہ تاب پر ڈال لیتے ہیں (کم از کم ہمارا تو یہی حال تھا کہ جوانی میں ڈیوٹی دیتے تھے تو مکرم و محترم محمود احمد بنگالی صاحب مرحوم و مغفور کی ڈانٹ کے باوجود، لَوٹ جاتی ہے ادھر کو بھی نظر کیا کیجیے والی کیفیت ہو جاتی تھی)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی جادو بھری نگاہیں، پیاری موہنی اور پُرکشش شخصیت جو ''گلاب کے کٹوروں میں شراب ناب بھر دے''۔ دل یہی چاہتا ہے کہ ان آنکھوں کا میکدہ میسّر رہے اور کیف و نشاط اور بے خودی کی یہ حالت طاری رہے اور یہ لمحے تھم جائیں کہ ؏

آسودگی کی جان تیری انجمن میں تھی

ویسے تو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی موجودگی میں دل ہر لمحہ نماز پڑھتا اور درود و سلام بھیجتا ہے مگر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اقتداء میں نماز کی تو کیفیت ہی اَور ہے۔ دل بے خود ہو کر آستانۂ اُلٰہی پر پگھلنے لگتا ہے۔

دو برس گذر گئے، نہ جلسہ ہوا نہ وہ رشکِ چمن آیا نہ گل کھلے اور نہ دیدار کی مَے پی۔ ہر ملک و دیار میں درد و کرب کی یہی حالت ہے اور یہی ایک ہی خواہش ہے کہ کب وہ رشکِ بہار آئے اور ''چمن چمن اس کا اندازِ رنگ وبُو بولے''، ہجر زَدوں کی عجیب حالت ہے۔ ''حیراں ہیں لب بستہ ہیں دل گیر ہیں غنچے'' کیا مزے تھے۔ سال میں عموماً دو مرتبہ محبوب کے دیدار کی مَے سے شاد کام ہوتے تھے اور دل وجاں معطر کرتے تھے اب کیا ہوا کہ وہ بہار روٹھ گئی جبکہ ہم اس جانِ بہار کے عادی ہو گئے تھے۔ ابھی یہی سوچ رہا تھا کہ ان احمدیوں کا خیال آیا جنہوں نے خلیفۂ وقت کو کبھی دیکھا ہی نہیں۔ ہم کتنے خوش قسمت ہیں کہ ایک نہیں کئی بہاریں دیکھیں۔ جبکہ بہت سے احمدی دنیا میں ایسے ہیں جن کی روح اور نگاہیں اس رشکِ ماہتاب کے دیدار کو ترس بلکہ تڑپ رہی ہیں۔ وہ صرف ٹی وی پر ہی وہ چہرہ دیکھتے ہیں اور دل کی لگی بجھالیتے ہیں اور ایم ٹی اے کی بلائیں لیتے ہیں کہ اس کی بدولت دیدار نصیب ہوا۔ پہلے تو یہ بھی نہیں تھا۔

اب اُن تشنہ لبوں اور بے قراروں اور دید کے پیاسوں کی سمجھ آئی کہ جب ایک بار حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ افریقہ کے دورے پر تشریف لے گئے تو فرمایا کہ خلیفہ وقت کو دیکھ لو کہ اس دَور میں خدا کی سب سے بڑی نعمت ہے بعد میں ان لمحوں کو یاد کرو گے۔ پھر کیا تھا پیاسے تو پہلے ہی اس انتظار میں تھے خم پر خم چڑھانے لگے اور صحرا، سمندر کو پینے کی کوشش کرنے لگا۔ ان دیوانوں کے درمیان ایک ایسا بھی تھا کہ جس کی روحانی آنکھیں تو دو چند تھیں مگر جسمانی آنکھوں سے محروم تھا۔ اُس نے ڈرتے ڈرتے پوچھا کہ میں اس حسنِ بے پناہ کو جسمانی آنکھوں سے دیکھ نہیں سکتا۔ کیا مجھے اجازت ہے کہ میں اس مبارک چہرہ اور حسن کے سُچے موتی کو چھُو سکوں تا میری روح اندر تک سیراب ہو جائے تو شمعِ حُسن نے اپنے اس پروانے کو اجازت دے دی۔ محبت کے اس گھنے شجر نے اس کو اپنے سائے میں لے لیا اور اپنے آپ کو پیش کر دیا اور وہ شخص اپنے ہاتھوں کو اس مبارک چہرہ پر پھیرنے لگا اور اس بہارِ حُسن کو اپنی روح و جاں میں اُتارنے لگا۔ کیا خوش قسمت تھا وہ دیوانہ، آنکھوں والے اس پر رشک کرتے ہوں گے اور ہزاروں آنکھیں اس محبت بھرے نظارے پر قربان ہونے کے لئے تڑپ رہی ہوں گی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا دورۂ انڈونیشیا یاد آیا اور ان ماؤں کی بے قراری سمجھ آئی جو اپنے بچوں کو اُٹھا اُٹھا کر کہتی تھیں کہ خلیفۂ وقت کو دیکھ لو۔ ساری زندگی ان لمحوں اور ان آنکھوں پر فخر کرو گے۔ افریقہ کی وہ دیوانی یاد آئی جو بچے کو گود میں اُٹھائے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی گاڑی کے ساتھ ساتھ بھاگتی رہی اور جب بچہ کی نظر اُس شبیہ مبارک پر پڑ گئی تو نہال ہو گئی گویا دونوں جہان کی نعمتیں اس کو اور اس کے بچے کو مل گئیں۔

جب خود زخم لگا تو سب زخم خوردہ یاد آ گئے۔ پہلے ان کا خیال آتا تھا مگر اس قدر نہیں۔ قادیان اور ربوہ کے باسیوں کے ہجر کا خیال کر کے تو دل سے ہوک سی اٹھتی ہے کہ ان کا کیا حال ہو گا کہ یہ بہار وہیں سے تو پھوٹی تھی۔ یہ آبِ جُو وہیں سے تو چلی تھی جس سے آج ساری دنیا سیراب ہو رہی ہے۔

وہ تو ہر وقت اس نہرِ خوشگوار کے کنارے موجیں کرتے تھے۔ وہاں تو صبح و شام پھول کھلتے تھے اور گل وگلزار اور بہار کا سماں ہوتا تھا اور ماحول ہمہ وقت مہکتا تھا اور وہ یہی سمجھتے تھے کہ موسمِ گُل ان کے آنگن میں ہی ٹھہرا رہے گا۔ اب ان کا کیا حال ہو گا وہ تو سب سے زیادہ اس بہار کو ترس رہے ہوں گے۔ وہ بھی ہماری طرح دل کو تسلی دیتے ہوں گے کہ یہ جدائی عارضی ہے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ یہ رت اور سماں ضرور بدلے گا۔

''بس دیر ہے کل یا پرسوں کی''

غزل

جو تم نہیں تو ہزاروں میں جی نہیں لگتا
خزاں تو دور، بہاروں میں جی نہیں لگتا

ہمیں کوئی نہ ملا آج تک جو کہتا ہو
ہمارا ان دنوں یاروں میں جی نہیں لگتا

یہ ہم جو ہجرتوں کے تجربے سے گزرے ہیں
نہیں یہ بات کہ پیاروں میں جی نہیں لگتا

لپٹ کے لہر سے دریا میں جو بڑھیں آگے
وہ لاکھ چاہیں کناروں میں جی نہیں لگتا

جنہیں یقین ہو زندہ خدا کے ہونے کا
کبھی پھر ان کا مزاروں میں جی نہیں لگتا

اگر فساد ہی ڈالا گیا ہو گھٹی میں
تو عافیت کے حصاروں میں جی نہیں لگتا

سخن شناس ہی آتے ہیں تیری محفل میں
وہ جن کا عقل کے ماروں میں جی نہیں لگتا

اب آ ہی جائے نظر میں ہماری منزل بھی
ہمارا راہ گزاروں میں جی نہیں لگتا

کہیں سے تم بھی سواری کا انتظام کرو
پیادہ پا کا سواروں میں جی نہیں لگتا

رہی ہے گردشِ شام و سحر یونہی طارق
تمہارا کیسے مداروں میں جی نہیں لگتا

(ڈاکٹر طارق انور باجوہ۔ لندن)

هُوَ سَمّٰكُمُ الۡمُسۡلِمِيۡنَ مِنۡ قَبۡلُ وَفِيۡ هٰذَا

(مکرم نصیر احمد قمر صاحب۔ ایڈیشنل وکیل الاشاعت لندن)

کچھ ناموں کے بارہ میں

سال 1979ء میں انڈونیشیا سے جو طالب علم دینی تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے جامعہ احمدیہ ربوہ میں آئے ایک ملاقات میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان میں سے بعض کے نام تبدیل فرمائے مثلاً ایک طالبعلم کا نام تھا مشتری رؤوف تھا۔ اس کا نام عبدالستار رکھا۔ اوّل سکندر کو عبدالوہاب اور مرزوقی باروس کو عطاالرزاق کا نام دیا۔ احمد سپرجا حسن کا نام سبط احمد اور سکامتو کا نام عطاءالرب رکھا۔ اسی طرح حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے بعض کے ناموں کے ساتھ کچھ اضافہ کیا۔ ایک کا نام ہدایت تھا حضور نے اس کا نام خالد ہدایت رکھا اور ظفراللہ کے نام کے ساتھ ناصر کا تخلص بڑھا دیا اور وہ ظفراللہ ناصر بنا۔

جہاں تک نام رکھنے کا تعلق ہے تو جو شخص بھی اس دنیا میں آتا ہے اسے کوئی نہ کوئی نام دیا جاتا ہے جس سے وہ لوگوں میں معروف ہوتا ہے۔ بعض لوگ بڑے عجیب وغریب نام رکھتے ہیں۔ اسلام سے قبل عربوں کے نام بہت ہی عجیب ہوتے تھے۔ چند نام ملاحظہ ہوں۔ ثَعْلَبٌ (لومڑ) ذِئْبٌ (بھیڑیا) حَيَّةٌ (سانپ) سِنَانٌ (نیزہ) حَرْبٌ (دشمن، جنگجو) مُرّةٌ (کنجوس، بخیل، تلخ) تَأَبَّطَ شَرًّا (شر کو بغل میں رکھنے والا) غَاوِی (سرکش، ظالم)، عبدُالحجرِ (پتھر کا بندہ)۔ عبدُالکعْبَةِ (کعبہ کا بندہ) عبدُالعُزّی (عزّیٰ بت کا بندہ)

الغرض ان کے نام اسی قسم کے ہوتے تھے جو یا تو مشرکانہ تھے یا وہ انسانیت کی توہین کے مترادف تھے۔ جیسے ثَعْلَبٌ (لومڑ)، ذِئْبٌ (بھیڑیا)، کِلَابٌ (کتے) وغیرہ جیسے نام۔ یا بعض ایسے نام تھے جو انسان کو تہذیب واخلاق سے عاری ظاہر کرنے والے تھے۔ لیکن قربان جاؤں موحّد کامل، محسنِ انسانیت اور معلم اخلاق حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جنہوں نے اس لحاظ سے بھی ایک عظیم الشان تغیر اور انقلاب پیدا فرمایا۔ آپؐ نے مشرکانہ ناموں کو بدل ڈالا اور خوبصورت، حسین اور بامعنی ناموں کو رواج بخشا اور ایسے نام رکھے جو انسانیت کے شرف کے عین مطابق تھے۔

اس ضمن میں خاکسار ذیل میں چند روایات درج کرتا ہے۔ ان روایات سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاقِ عالیہ کے کئی پہلوؤں پر روشنی پڑتی ہے۔ ناموں کی نسبت سے آپ کو علم ہوگا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ نفسی وابی وامی) کا ذوق کس قدر اعلیٰ اور کتنا لطیف تھا اور حقیقی توحید کے قیام کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح مستعد تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پہلو سے بھی شرک کی راہ مسدود کرنے میں اور اس کے خاتمے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ یہ خیال رکھتے کہ کوئی نام اللہ تعالیٰ کی توحید، اس کی ذات وصفات کے منافی نہ ہو۔ اس سے کسی قسم کے شرک کی بو نہ آتی ہو۔ اور ناموں میں ایک عزت، ایک وقار، ایک شرف، ایک عظمت کا اظہار ہو۔ وہ نام انسانیت کے مقام کے عین مطابق ہوں۔ ظاہری لحاظ سے بھی ناموں میں ایک حسن اور خوبصورتی ہو۔ ایک جذب اور کشش ہو۔ لیکن بےمعنی اور فضول نہ ہوں۔ ان میں معنویت پائی جاتی ہو۔ ظاہری حسن کے ساتھ ساتھ معنوی اعتبار سے بھی وہ حسن وخوبی سے آراستہ ہو کیونکہ نام بھی انسانی طبائع اور اخلاق کی تشکیل میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ یا یوں کہیے کہ بعض اوقات نام بھی کسی کی شخصیت کا آئینہ دار ہوتا ہے اور اس سے پتہ چل سکتا ہے کہ یہ شخص کس قسم کی طبیعت

یا اخلاق کا مالک ہے۔ اس مختصر سی تمہید کے بعد اب میں ذیل میں چند روایات درج کرتا ہوں۔

حضرت ہانی بن یزید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب وہ اپنی قوم کے لوگوں کے ساتھ ایک وفد کی صورت میں حضور ﷺ سے ملاقات کے لیے حاضر ہوئے تو حضور ﷺ نے سنا کہ لوگ انہیں ''اَبُو الْحَکَم'' کی کنیت سے پکارتے ہیں۔ اس پر حضور ﷺ نے انہیں بلایا اور فرمایا کہ 'اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ الْحَکَمُ وَ اِلَیْہِ الْحُکْمُ فَلِمَ تَکَنَّیْتَ بِأَبِی الْحَکَمِ۔ کہ حَکَم تو صرف اللہ تعالیٰ ہے اور ہر فیصلہ اسی کے ہاتھ میں ہے۔ پھر تم نے اپنی کنیت ابوالحکم کیوں رکھی ہے؟ حضرت ہانی کہتے ہیں میں نے عرض کی۔ نہیں حضور! یہ کنیت خود میں نے نہیں رکھی بلکہ بات یہ ہے کہ جب میری قوم کے لوگ کسی معاملہ میں اختلاف کرتے تو میرے پاس آجایا کرتے تھے۔ میں ان کے درمیان فیصلہ کر دیتا تھا۔ جس سے دونوں فریق راضی ہوجاتے تھے۔ اس وجہ سے انہوں نے مجھے اس کنیت سے پکارنا شروع کر دیا۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا۔ کیا خوب ہے۔ پھر فرمایا۔ تمہارے بچے کون کون سے ہیں۔ حضرت ہانی رضی اللہ عنہ نے بتلایا کہ شُرَیح، عبداللہ اور مسلم ان کے بیٹے ہیں۔ اس پر حضور ﷺ نے دریافت فرمایا۔ ان میں سب سے بڑا کون ہے؟ حضرت ہانی رضی اللہ عنہ نے بتلایا کہ شریح سب سے بڑا ہے۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا پھر تم ابو شُرَیح ہو۔

اسی طرح حضور ﷺ نے سنا کہ لوگ ایک شخص کو عبدالحجر کے نام سے پکارتے ہیں۔ آپ ﷺ نے اسے بلایا اور اسے پوچھا تمہارا نام کیا ہے؟ اس نے عرض کی ''عبدالحجر''۔ فرمایا: ''نہیں۔ تم عبداللہ ہو''۔

محمد بن عمرو بن عطاء کہتے ہیں کہ ایک دفعہ وہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنت ابی سلمہ کے پاس آئے۔ ان کی ایک بہن ان کے پاس رہا کرتی تھی۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنت ابی سلمہ نے ان سے ان کا نام دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ اس کا نام برّہ ہے۔ (برّہ کے معنی ہیں نیک، پاک باز) حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنت ابی سلمہ نے فرمایا اس کا نام بدل دو۔ نبی اکرم ﷺ نے جب حضرت زینب بنت جحش سے نکاح فرمایا پہلے ان کا نام برّہ تھا۔ حضور ﷺ نے ان کا نام بدل کر زینب رکھا اور جب حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے حضور ﷺ کی شادی ہوئی اس وقت میرا نام برّہ تھا۔ حضورؐ نے میری والدہ کو مجھے برّہ کہہ کر پکارتے ہوئے سنا تو فرمایا: اپنے آپ کو پاک مت قرار دو۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ کون تم میں سے برّہ (نیک، پاکباز) ہے اور کون فاجرہ۔ تم اس کا نام زینب رکھو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جویریہ کا نام پہلے برّہ تھا حضور ﷺ نے ان کا نام جویریہ رکھا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میمونہ کا نام پہلے برّہ تھا۔ حضور ﷺ نے ان کا نام میمونہؓ رکھا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے عاصیہ کا نام تبدیل کیا اور فرمایا: ''تم جمیلہ ہو'' (عاصیہ کے معنے ہیں نافرمان)۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جب حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی تو میں نے ان کا نام حرب رکھا۔ حضور ﷺ کو بچے کی ولادت کی خبر ہوئی۔ آپؐ تشریف لائے اور فرمایا: ''أَرُوْنِی اِبْنِیَ'' مجھے میرا بیٹا دکھاؤ۔ تم نے اس کا نام کیا رکھا ہے؟ ہم نے کہا حرب۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ حَسَن ہے''... پھر جب حسین رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے میں نے ان کا نام حرب رکھا۔ حضور ﷺ تشریف لائے فرمایا مجھے میرا بیٹا دکھاؤ۔ تم نے اس کا کیا نام رکھا ہے؟ ہم نے کہا حرب۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ حُسَین ہے''۔ جب تیسرا بیٹا پیدا ہوا میں نے اس کا نام حرب رکھا۔ حضور ﷺ تشریف لائے فرمایا مجھے میرا بیٹا دکھاؤ تم نے اس کا کیا نام رکھا ہے؟ ہم نے کہا حرب۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ محسن ہے'' (حرب کے معنی شدید جنگجو، دشمن کے ہیں)۔

عبداللہ بن الحارث بیان کرتے ہیں کہ میری والدہ رائطہ بنت مسلمؓ نے بتلایا کہ ان کے والد (یعنی عبداللہ بن حارث کے نانا) کہتے تھے کہ میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ حنین کی جنگ میں شامل ہوا۔ حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''تمہارا نام کیا ہے؟'' میں نے کہا ''غراب''۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں بلکہ تمہارا نام مسلم ہے''۔ (غراب کے معنے کوّے کے ہیں)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ آپؐ کے سامنے ایک شخص کا ذکر ہوا اسے شہاب کہتے تھے۔ حضور ﷺ نے اسے فرمایا: ''تم ہشام ہو''۔ (شہاب کے معنے ہیں بھڑکتی ہوئی، روشن آگ کا شعلہ اور ہشام کے معنی سخی کے ہیں)

زید بن حباب کہتے ہیں کہ مجھے حضرت ابوعبدالرحمٰن بن سعید المخزومی رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ حضرت سعید المخزومی رضی اللہ عنہ کا نام پہلے ''اَلصَّرم'' تھا۔ حضور ﷺ نے ان کا نام سعید رکھا۔ (صرم کے معنی مقطوع کے ہیں جو ہر قسم کی خیر سے کاٹا گیا ہو، محروم کر دیا گیا ہو اور سعید کے معنی خوش بخت، سعادت مند کے ہیں)

عبداللہ بن مطیع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ان کے والد محترم نے انہیں بتایا کہ ان کا نام پہلے ''عاص'' تھا۔ حضور ﷺ نے ان کا نام مطیع رکھا۔ (عاص کے معنے نافرمان کے ہیں اور مطیع کے معنے فرماں بردار)۔

ایک اور صحابی حضرت بشیرؓ بن نہیک تھے۔ پہلے ان کا نام زحم تھا۔ حضور ﷺ نے ان کا نام بشیر رکھا۔ (زحم کے معنی ہیں تنگ کرنے والا اور بشیر کے معنے ہیں بشارت دینے والا)

مغنی اللبیب میں ایک نہایت ہی دلچسپ روایت بیان ہے کہ بنوثعلبہ کے ایک شخص جس کا نام غاوی بن ظالم تھا۔ اس کا ایک بت تھا۔ یہ روزانہ اپنے بت کے لئے روٹی اور مکھن وغیرہ لاتا اور اس کے سر پر رکھ دیتا تاکہ وہ بت یہ کھانا کھالے۔ ایک دفعہ اس نے دیکھا وہاں ایک لومڑ آیا۔ اس نے وہ روٹی اور مکھن وغیرہ کھانے کے بعد اپنی ٹانگ اٹھائی اور اس بت کے سر پر پیشاب کر دیا۔ اس پر غاوی نے یہ کہتے ہوئے بت توڑ دیا۔

أَ رَبٌّ یَبُوْلُ الثُّعْلُبَانُ بِرَأْسِهٖ
لَقَدْ ھَانَ مَنْ بَالَتْ عَلَیْهِ الثَّعَالِبُ

ترجمہ: ''کیا وہ رب ہوسکتا ہے جس کے سر پر لومڑ پیشاب کر رہا ہو یقیناً جس پر لومڑ پیشاب کریں وہ بہت ہی ذلیل اور رسوا ہوا''۔

اس کے بعد وہ اللہ ربّ العالمین پر ایمان لانے اور اسلام قبول کرنے کی غرض سے آنحضرت ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا۔ حضورؐ نے اس سے اس کا نام دریافت فرمایا۔ اس نے بتلایا کہ اس کا نام غاوی بن ظالم ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا تمہارا نام راشد بن عبداللہ ہے۔

حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ان کے دادا ''حَزَن''، حضور ﷺ کے پاس آئے۔ حضور ﷺ نے ان سے ان کا نام دریافت فرمایا۔ انہوں نے کہا میرا نام ''حَزَن'' ہے۔ حضور ﷺ نے ان سے فرمایا بلکہ تمہارا نام سہل ہے۔ اس پر انہوں نے کہا میرے والد صاحب نے میرا جو نام رکھا ہے میں اسے ہرگز تبدیل نہیں کروں گا۔ حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''فَمَا زَالَتْ فِيْنَا الْحَزُوْنَةُ'' بس جب سے ہم میں حزونت جاری ہے۔ (حَزَن کے معنے ہیں غمگین، سخت و درشت اور سہل کے معنی مسرور اور نرم خو کے ہیں)

اس واقعہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے پیاروں کی بات ماننے میں ہی خیر اور برکت ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''تیرے رب کی قسم ہے کہ جب تک وہ (ہر) اس بات میں جس کے متعلق ان میں جھگڑا ہو جائے تجھے حکم نہ بنائیں (اور) پھر جو فیصلہ تو کرے اس سے اپنے نفوس میں کسی قسم کی تنگی نہ پائیں اور پورے طور پر فرمانبردار (نہ) ہو جائیں ہرگز ایماندار نہ ہوں گے۔ (سورۃ النساء:66)

یہ کوئی معمولی بات نہیں اور اس کے جواب میں یہ کہہ دینا درست نہیں ہوگا کہ نام ہی رکھنا تھا۔ حضور ﷺ نے جو نام رکھا تھا اس کے بجائے اور رکھ لیا کیونکہ اپنے مطاع امام سے نام رکھوانے سے پہلے آپ کو اختیار تھا آپ خود نام رکھ سکتے تھے۔ یا کسی اور سے رکھوا سکتے تھے۔ لیکن جب آپ خود ہی اپنی مرضی سے اپنے امام کی خدمتِ اقدس میں برکت اور دعا کے حصول کی نیت سے سے بچے کا نام رکھنے کے لیے درخواست کرتے ہیں اور اس بات کا فیصلہ حضور پر چھوڑتے ہیں اور ازراہِ شفقت حضور بچے کا نام رکھ دیتے ہیں تو اب اس کے خلاف عمل کرنا نامناسب اور ادب کے اعلیٰ مقام کے منافی ہے۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہمارے یہ اونٹ کون ہانکے گا؟ مجلس میں سے ایک شخص نے کہا: ''مَیں''۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ''تمہارا نام کیا ہے؟'' اس نے اپنا نام بتایا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ''بیٹھ جاؤ'' اور پھر دوسرا کھڑا ہوا۔ آپ ﷺ نے اس سے بھی اس کا نام دریافت فرمایا۔ اس نے بھی اپنا نام بتایا۔ آپؐ نے فرمایا: ''بیٹھ جاؤ'' اور پھر ایک اور شخص کھڑا ہوا۔ آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: ''تمہارا نام کیا ہے؟'' اس نے کہا جی میرا نام ناجیہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اَنْتَ لَهَا فَسُقْهَا'' تم ان کے لیے مناسب ہو تم ان اونٹوں کو چلاؤ۔ (ناجیہ کے معنے تیز چلنے والی اونٹنی کے ہیں)

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''تم انبیاء کے نام رکھو۔ اللہ تعالیٰ کو عبداللہ اور عبدالرحمٰن نام بہت پسند ہیں۔ ناموں میں سے سب سے زیادہ سچے نام حارث اور ہمام ہیں اور ان میں سے سب سے زیادہ قبیح حرب اور مرّہ ہیں۔

حضرت یوسف رضی اللہ عنہ بن عبداللہ بن سلام کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے میرا نام یوسف رکھا تھا اور مجھے اپنی گود میں بٹھایا اور میرے سر پر ہاتھ پھیرا تھا۔

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میرے ہاں لڑکا ہوا تو میں اسے لے کر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضور ﷺ نے اس کا نام ابراہیم رکھا اور اسے کھجور کی گھٹی دی اور اس کے لئے برکت کی دعا فرمائی۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تم میرے نام پر نام تو رکھو لیکن میری کنیت دوسروں کو نہ دو۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بن عبداللہ کہتے ہیں کہ ہمارے ایک انصاری بھائی کے ہاں بچہ پیدا ہوا۔ اس نے اس کا نام محمد رکھنا چاہا اور ایک روایت میں ہے کہ وہ انصاری خود بچے کو لے کر حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں آئے اور عرض کی کہ میں اس کا نام محمد رکھنا چاہتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا: ''میرے نام پر نام تو رکھو مگر میری کنیت کسی کو نہ دو''۔ (حضور ﷺ کی کنیت ابوالقاسم تھی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے زیادہ فحش نام اس شخص کا ہے جس نے اپنا نام ''ملک الاملاک'' (شہنشاہ) رکھا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور ﷺ نے فرمایا: ''اگر میں زندہ رہا تو ان شاءاللہ اپنی اُمّت کو اس بات سے روکوں گا کہ وہ اپنے میں سے کسی کا نام برکت، نافع اور افلح رکھیں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے یاد نہیں حضور ﷺ نے نافع بھی فرمایا تھا یا نہیں۔

حضور ﷺ نے فرمایا: ''کوئی کہے گا یہاں برکت تھی؟ تو دوسرا کہے گا نہیں یہاں نہیں تھی۔ یا وہ کہے گا یہاں برکت ہے؟ دوسرا کہے گا نہیں یہاں برکت نہیں ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور یعلیٰ، برکت، نافع، یسار اور افلح وغیرہ نام رکھنے سے منع کرنا چاہتے تھے مگر خاموش رہے اور اس بارے میں کچھ نہیں فرمایا یہاں تک کہ آپ ﷺ کی وفات ہوگئی۔

ناموں سے متعلق اور بھی کئی روایات اور واقعات ہیں جن کا مطالعہ دلچسپی سے خالی نہیں۔ مضمون کی طوالت کے باعث اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔ احباب جماعت کو چاہیے کہ وہ اپنے بچوں کے نام رکھتے وقت اسلامی تعلیم کی روح کو ہمیشہ مدنظر رکھیں اور نبی اکرم ﷺ کے اسوۂ حسنہ اور آپ ﷺ کی حیاتِ طیبہ اور پاکیزہ ارشادات کا مطالعہ کر کے اس کے مطابق زندگیوں میں ایک پاک تغیر پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

(نوٹ: مغنی اللبیب کے حوالے کے علاوہ اس مضمون میں شامل دیگر روایات حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''الأدب المفرد'' سے لی گئی ہیں)

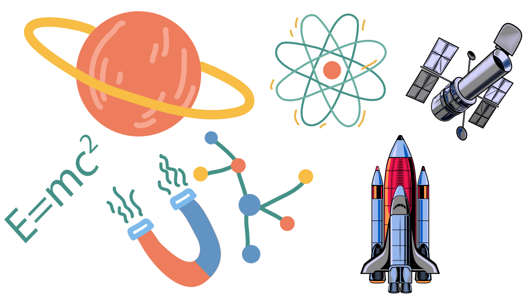

دلچسپ سائنسی خبریں

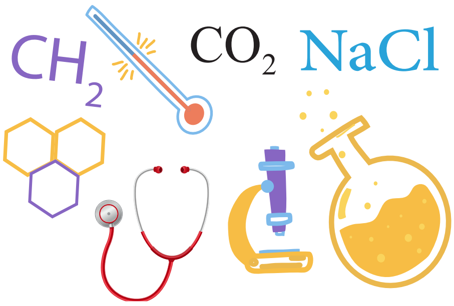

(مرتّبہ: مکرم زاہد ندیم بھٹی صاحب)

چھوٹے میاں سبحان اللہ!

مورخہ 14 جولائی 2021ء کو Proceedings of the Royal society میں Froghoppers (''تیلے'' کی قسم کا پھدکنے والا چھوٹا سا کیڑا) سے متعلق ایک دلچسپ تحقیق شائع ہوئی۔ اس تحقیق کے مطابق موصوف جو سائز میں تو اس قدر چھوٹے ہیں کہ پنسل کے سکے کی نوک پر تشریف رکھ سکتے ہیں لیکن پودے سے رَس چوسنے کیلئے جو پریشر یا زور لگاتے ہیں (Sucking Pressure) وہ کسی بھی معلوم مخلوق سے زیادہ طاقتور ہوتا ہے۔اس پریشر کی مثال یوں سمجھیں کہ اگر انسان 100 میٹر لمبے Straw کی مدد سے کچھ پینا چاہے تو اس سے کھینچنے کے لئے جس قدر قوت کی ضرورت ہو گی اتنی قوت سے یہ چھوٹا سا کیڑا اپنی خوراک پودوں سے چوس سکتا ہے۔ یہ بات اتنی خارج از امکان اور محالات میں سے نظر آتی تھی کہ سائنسدانوں کے کئی گروپس نے اس کی کھوج لگانے کی کوشش کی اتنا پریشر آخر یہ معمولی سا کیڑا پیدا کیسے کرتا ہے۔ کئی پہلوؤں سے جائزہ لینے اور تحقیق سے یہ بات سامنے آئی کہ اس پریشر کو Froghoppers اپنے سر میں موجود پمپ کی طرز کے پٹھوں کی مدد سے پیدا کر پاتا ہے۔تحققیاتی ٹیم کے سامنے یہ بات بھی آئی کہ اس پمپ نما ساخت

Photo_ PHILIP G.D. MATTHEWS

Froghoppers

کے muscle سے یہ کیڑا 1.06 تا 1.57 میگا پاسکل تک پریشر پیدا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

https://www.sciencenews.org/article/froghoppers-suction-insects-biophysics

پسینہ زحمت نہیں رحمت ہے

سائنسی موضوعات پر لکھنے والی صحافی محترمہ Sarah Everts کی ایک دلچسپ کتاب "The Joy of Sweat" منظر عام پر آئی ہے جس میں انہوں نے پسینہ بہنے کو ایک بہت بڑی نعمت ثابت کرتے ہوئے لکھا کہ یہ باعث شرمندگی نہیں بلکہ باعث اطمینان ہونا چاہیے کہ آپ کو مناسب مقدار میں پسینہ آتا ہے۔ پسینہ آنے کے عمل کو جسم کے سانس لینے یا تبخیر سے تشبیہ دیتے ہوئے موصوفہ لکھتی ہیں کہ پسینہ آنا تو جسم کے درجہ حرارت کو اعتدال پر رکھنے کا ایک ایسا عمل ہے جو چند ہی species میں دکھائی دیتا ہے اور جس پر وہ بجا طور پر فخر کرسکتی ہیں۔ پسینہ کا ہر قطرہ حیاتیاتی ارتقاء کے نہایت طویل اور پیچیدہ عمل پر دلیل ہے کہ کیسے اس عمل نے ہمارے جسموں کو مناسب درجہ حرارت پر قائم رکھا اور ہم زندہ رہ سکے، ہماری نسل باقی رہ سکی۔ پسینہ کا ایک قطرہ یہ بتا سکتا ہے کہ ہم نے کون سی ادویات استعمال کر رکھی ہیں، ہماری شخصیت کیسی ہے، ہم کس طرح کی خوراک استعمال میں رکھتے ہیں گویا پسینے کا ایک قطرہ ہمارا سچا عکاس ہے، ہمارا آئینہ ہے۔ محترمہ Everts

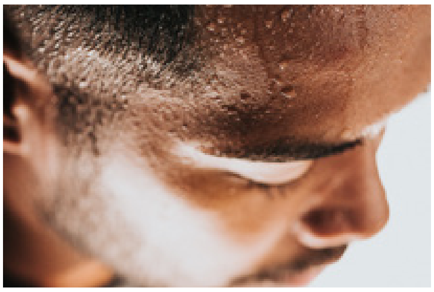

کے مطابق پسینے کو صرف بدبودار اور بُرا ثابت کرنے میں اس منفی پروپیگنڈہ کا بہت بڑا حصہ ہے جو زیادہ تر deodorant بیچنے والی کمپنیوں کی طرف سے میڈیا میں کیا جاتا ہے ورنہ یہ کوئی قابل شرم نہیں بلکہ قابل فخر بات ہے کہ ہمارے جسم میں ایسا حیرت انگیز نظام موجود ہے۔

آخر AIDS کی ویکسین کیوں تیار نہیں کی جاسکی

ایڈز کی بیماری بھی ایک وائرس کے سبب ہی ہوتی ہے جیسا کہ کرونا یا پولیو تو آخر کیا وجہ ہے کہ 1920ء (معین معلوم نہیں لیکن غالب خیال ہے کہ اس بیماری کا آغاز اسی سن میں ہوا تھا) سے لے کر 2021ء تک اس مرض کی کوئی کامیاب ویکسین نہیں بنائی جا سکی۔

مضمون نویس نے اس کی چند وجوہات بیان کی ہیں جن میں سے ایک نہایت عجیب اور دلچسپ وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ یہ وائرس جسم میں داخل ہو جائے تو اس تیزی سے پھیلتا ہے کہ ایک دن میں بلا مبالغہ لاکھوں بچے دے دیتا ہے (Replication)۔ بات یہاں ختم نہیں ہوتی بلکہ ان میں سے ہر کاپی یا بچے میں کم از کم ایک جینیاتی تبدیلی (mutation) ضرور ہوتی ہے۔ جو بچے کو اپنے آباء سے مختلف بنا دیتی ہے اور یوں دقت یہ پیش آتی ہے کہ ویکسین جسم میں داخل ہونے والے جس وائرس کے خلاف بنائی گئی تھی وہ گویا اور تھا اور یہ لاکھوں نقول جو جسم میں ایک ہی دن میں بن جاتی ہیں یہ اور ہوتی ہیں۔ اور ویکسین ان کے خلاف کارآمد ثابت نہیں ہوتی۔ یہاں یہ واضح رہے کہ یہ عمل دیگر وائرسز میں بھی ہوتا ہے لیکن خدا تعالیٰ کی عجیب قدرت ہے کہ ایسے وسیع پیمانے پر نہیں ہوتا کہ ویکسین کو ہی بے اثر کر دے۔

https://www.sciencenews.org/article/aids-hiv-vaccine-anniversary-immunity-antibodies

جرمن ترجمہ قرآن کریم کی نظرثانی شدہ طباعت

(مکرم محمد لقمان مجوکہ صاحب۔ نیشنل سیکرٹری اشاعت جرمنی)

ایک لمبے عرصہ کے بعد جماعت احمدیہ جرمنی کے اشاعتی ادارہ Verlag der Islam کے زیر اہتمام جرمن زبان میں قرآن کریم کے ترجمہ کا نیا ایڈیشن شائع ہو کر اب احباب جماعت کے لئے دستیاب ہے، الحمدللہ۔ گزرتے وقت کے ساتھ ساتھ ہر زبان کے محاورہ میں کچھ نہ کچھ تبدیلی آتی رہتی ہے، اسی اعتبار سے اس ایڈیشن میں بھی پہلے ترجمہ کی نسبت بہت زیادہ بہتری لائی گئی ہے، علاوہ ازیں اس ضمن میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے اردو ترجمہ قرآن کو بھی مدنظر رکھا گیا ہے۔

جرمن زبان میں ترجمہ قرآن کی تاریخ سولہویں صدی عیسوی سے ملتی ہے۔ اُس وقت قرآن کریم کی بعض منتخب آیات کا ترجمہ شائع ہوا تھا جس کا ایک نسخہ جامعہ احمدیہ جرمنی کی لائبریری میں بھی محفوظ ہے۔ اس کے بعد متعدد مستشرقین نے تراجم کے ساتھ ساتھ تفاسیر قرآن بھی لکھیں۔ جماعت احمدیہ کے ذریعہ قرآن کریم کی اشاعت کی بنیاد بیسویں صدی میں پڑی۔ 1923ء میں جب حضرت ملک غلام فرید صاحب رضی اللہ عنہ جرمنی میں بطور مبلغ متعین ہوئے تو آپ نے سفر سے پہلے قادیان میں ہی ایک رؤیا میں دیکھا جس کی تفصیل آپ کے ہی الفاظ میں اس طرح سے ہے:

’’جرمنی آنے سے کچھ دن قبل ایک دن میں نے رؤیا میں دیکھا کہ میں مسجد نور میں ہوں۔ وہاں دوستوں کا حلقہ ہے۔ حضرت خلیفہ ثانی درمیان (میں) تشریف فرما ہیں۔ مَیں نے سورہ یوسف نہایت خوش الحانی سے تلاوت کی اور اس کی تشریح تفصیل سے کی۔ برادرم فیض الحق خان صاحب (فیض اللہ چکوی) نے کہا کہ باباصاحب! آپ جرمنی جاتے ہیں وہاں کے لوگ تو بڑے فیشن ایبل ہیں۔ آپ کا قرآن پرانا ہے وہ اس کو ناپسند کریں گے۔ میں نے کہا کہ مَیں نے جو قرآن کریم جرمنی کے لئے خوبصورت جلد بنوا کر رکھا ہے وہ جرمنوں کو حیران کر دے گا‘‘۔

(مبشرین احمدیت مرتبہ ملک صلاح الدین صاحب صفحہ 89)

گویا ایک خدائی تقدیر اس جرمن ترجمہ قرآن کی تائید میں شروع سے ہی چل رہی تھی۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ اس جرمن ترجمہ قرآن کو حقیقتاً جرمنی میں بے حد مقبولیت حاصل ہوئی اور جرمن کتب فروشوں کے ذریعہ اس کی وسیع پیمانہ پر فروخت اس کا مُنہ بولتا ثبوت ہے۔

جرمن قرآن کریم پر باقاعدہ کام کا آغاز جنگِ عظیم دوم کے دوران ہی حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی ہدایت پر ہو گیا تھا۔ اس ضمن میں حضرت مولانا جلال الدین شمس رضی اللہ عنہ نے ایک کلیدی رول ادا کیا۔ آپ نے 1945ء میں لندن میں تراجم کی مشہور کمپنی Berlitz کو جرمن قرآن کریم کے ترجمہ کا کام دیا۔ ترجمہ تو مکمل ہو گیا مگر اس میں ابھی کافی تصحیح اور نظرِثانی کی ضرورت باقی تھی۔ یہ کام 1948ء کے

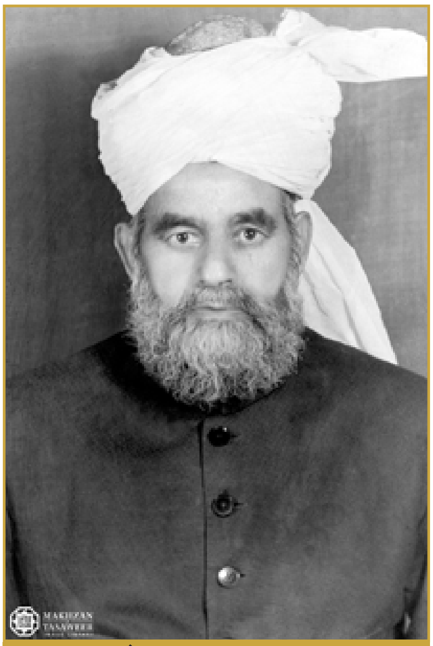

حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس رضی اللہ عنہ

بعد سے مکرم شیخ ناصر احمد صاحب مبلغ سلسلہ سوئٹزرلینڈ نے شروع کیا۔ ابتداء میں ایک نو مبائع مکرم عبداللہ Kuhne صاحب بھی اس عظیم کام میں شامل رہے مگر یہ صاحب کچھ عرصہ بعد جماعت سے علیحدہ ہو گئے اور محترم شیخ ناصر احمد صاحب مرحوم ہی اس کام کو آگے چلاتے رہے۔ کئی سال کی محنت کے بعد 1954ء میں جرمن ترجمہ قرآن پہلی دفعہ شائع ہو کر منظر عام پر آیا۔ اس وقت یہ ربوہ میں قائم جماعت کے اشاعتی ادارہ ORPCO
The Oriental and Religious Publishing Company
اور مشہور جرمن اشاعتی ادارہ Otto Harrazowitz کے اشتراک سے شائع ہوا اور اس کو بہت پذیرائی ملی۔ اور اب تک خدائی تصرف کے تحت یہ ترجمہ جرمنی میں مقبول ترین تراجم میں سے ایک ہے۔ اس کے بعد اب تک اس کے لاکھوں نسخے مختلف طباعتوں کی صورت میں شائع ہو چکے ہیں۔ اس کی مقبولیت کا اندازہ اس امر سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ انفرادی طور پر بھی بہت سے جرمن اسے قیمتاً منگواتے ہیں اور اس کے علاوہ جرمن کتب فروش دکانوں کی طرف سے ہمیں سینکڑوں کی تعداد میں آرڈر موصول ہوتے ہیں۔ جسے دیکھ کر حضرت ملک غلام فرید صاحبؓ کا خواب یاد آجاتا ہے کہ میں اس کی بہت خوبصورت جلد بنواؤں گا جسے جرمن لوگ پسند کریں گے۔

اس نئے ایڈیشن کی تیاری کا کام دراصل 1997ء میں شروع ہوا تھا جب حضرت مولانا شیر علی صاحبؓ کے انگریزی ترجمہ قرآن کے ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کا کیا ہوا بعض آیات کا متبادل ترجمہ بطور ضمیمہ شائع ہوا تھا۔ مرکز کی ہدایت پر ان آیات کے متبادل ترجمہ کو جرمن ترجمہ قرآن میں ضم کرنے کے لئے امیر صاحب جرمنی کی منظوری سے شعبہ اشاعت میں ایک کمیٹی نے کام شروع کیا تھا جس کے سربراہ محترم ہدایت اللہ ہیوبش صاحب اور ممبران میں مکرم محمد داؤد مجوکہ صاحب اور مکرم نوید حمید صاحب شامل تھے۔ اس ضمن میں محترم شیخ ناصر احمد صاحب امیر جماعت سوئٹزرلینڈ کی خدمات بھی لی گئیں۔ موصوف شیخ صاحب نے انتہائی مختصر

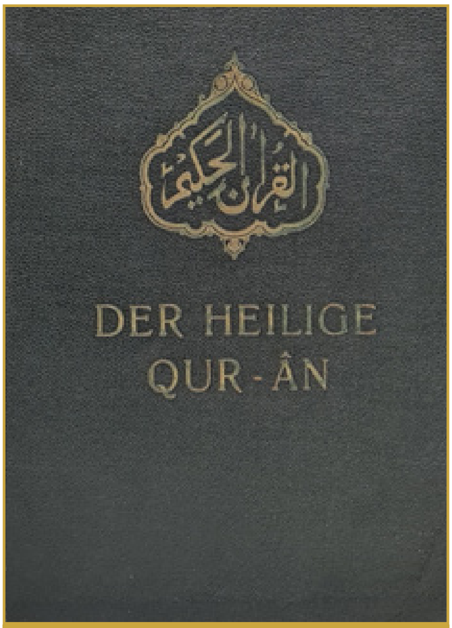

جرمن ترجمہ قرآن کریم طبع اوّل (1954ء) کا سرورق

وقت میں بے حد عرق ریزی کر کے مذکورہ بالا انگریزی ترجمہ قرآن کے مذکورہ ضمیمہ کا جرمن میں ترجمہ کر کے شعبہ اشاعت کو بھجوا دیا تھا، فجزاہ اللہ خیر الجزاء۔ اس کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا اردو ترجمہ قرآن کریم شائع ہو گیا تو تجویز ہوا کہ جرمن ترجمہ کو بھی اسی نئے اردو ترجمہ کے مطابق کیا جائے۔ پھر خلافتِ خامسہ کے بابرکت دور میں شعبہ تصنیف کے تحت اس پر نئے جوش و جذبہ کے ساتھ کام شروع ہوا اور امیر جماعت جرمنی مکرم عبداللہ واگس ہاوزر صاحب کی سرپرستی میں کمیٹی نے طویل عرصہ تک انتہائی گہرائی اور عرق ریزی کے ساتھ کام کیا جس

محترم شیخ ناصر احمد صاحب مربی سلسلہ و سابق امیر جماعت سوئٹزرلینڈ

کے نتیجہ میں قرآن کریم کے جرمن ترجمہ کا حالیہ ایڈیشن منظر عام پر آسکا ہے، الحمدللہ۔ اس نئے ایڈیشن میں کئی لحاظ سے بہتری لائی گئی ہے۔ سب سے پہلے تو یہ کہ اس میں جرمن زبان کے محاورہ کو آجکل کے طرز کلام کے مطابق ڈھالا گیا ہے۔ 1954ء کے وقت مستعمل کئی الفاظ اور محاورے آج کل کی جرمن زبان میں متروک ہو چکے ہیں جس کی وجہ سے قارئین کی آسانی کے لیے جرمن محاورے کی بہتری کی ضرورت کافی عرصہ سے محسوس ہو رہی تھی۔ اس کے علاوہ پڑھنے والوں کی سہولت کے لیے تشریحی نوٹس کے اضافے کی بھی اشد ضرورت تھی تا کہ مشکل مقامات کو سمجھنے میں آسانی ہو۔ اس کے متعلق مکرم حسنات احمد صاحب، نائب امیر جماعت جرمنی لکھتے ہیں:

خدا تعالیٰ کا بے حد احسان ہے کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی راہنمائی اور دعاؤں کے ساتھ ہمیں قرآن کریم کے جرمن ترجمہ کی نظر ثانی اور نیا computerized version تیار کرنے کی توفیق ملی۔ الحمدللہ علیٰ ذلک۔ جرمن ترجمہ کی نظر ثانی پر کام کچھ عرصہ سے ہو رہا تھا۔ 2012ء میں شعبہ تصنیف کے تحت ''قرآن کریم ترجمہ کمیٹی'' تشکیل دی گئی جس کے ممبران مندرجہ ذیل ہیں:

مکرم مبارک احمد تنویر صاحب مربی سلسلہ وانچارج شعبہ تصنیف
مکرم طارق ہیوبش صاحب
مکرم سعید گیسلر صاحب

مکرم نوید حمید صاحب
مکرم طارق ظفر صاحب (مربی سلسلہ)
خاکسار حسنات احمد (واقف زندگی)

بعد ازاں اس کام میں شعبہ تصنیف کی ٹیم کے مندرجہ ذیل مربیان سلسلہ بھی شامل ہوئے:

مکرم افتخار احمد صاحب، مکرم سفیر الرحمٰن ناصر صاحب، مکرم نبیل احمد شاد صاحب، مکرم مصور احمد گوندل صاحب

اسی طرح خاکسار کے ساتھ مکرم انتصار احمد بنگوی صاحب نے layout کے کام میں خدمت کی۔

موجودہ جرمن ترجمہ پر نظر ثانی کا کام تقریباً چار سال سے ہو رہا تھا۔ اس سے پہلے کمیٹی نئے جرمن ترجمہ پر کام شروع کر چکی تھی۔ تقریباً ایک سال قبل (2020ء میں) خاکسار کو ذمہ داری دی گئی کہ جو کام نظرِ ثانی کا ہوا ہے اس کو مکمل طور پر چیک کر کے، اصلاحات کر کے اور ایڈیشن تیار کر کے تمام منسلکہ امور کے ساتھ مکمل کیا جائے۔ چنانچہ تمام ٹیم کی مدد سے رمضان المبارک 2021ء کے آخری ایّام میں مکمل فائل تیار کر کے شعبہ اشاعت کو پرنٹنگ کے لئے مہیا کرنے کی توفیق ملی، الحمدللہ۔ اس دوران مندرجہ ذیل امور کو خاص طور پر پیشِ نظر رکھا گیا:

جرمن ترجمہ کے پرانے ایڈیشنز میں متعدد جگہوں پر کمزوریاں رہ گئی تھیں۔ چنانچہ شروع سے لے کر آخر تک لفظ بہ لفظ ترجمہ چیک کیا گیا۔ جرمن ترجمہ کو خلفائے سلسلہ کے تراجم کے مطابق ڈھالا گیا۔ لغوی، اصطلاحی اور صرف و نحو کے اعتبار سے جرمن ترجمہ میں اصلاحات کی گئیں۔ اس کام میں تصنیف کی پوری ٹیم کی آراء شامل رہیں۔

عربی متن computerized printing quality کے ساتھ نئی فائل میں سیٹ کیا گیا۔

قرآن کریم کا اوّلین جرمن ترجمہ اصولی طور پر تفسیرِ صغیر کے اردو ترجمہ کی بنیاد پر تیار کیا گیا تھا۔ چنانچہ موجودہ کام میں نظر ثانی کے وقت بھی تفسیرِ صغیر کو ہی فوقیت دی گئی۔ بعض جگہوں پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے اردو ترجمہ سے بھی کیا گیا ہے۔

جرمن املاء کے نئے قواعد، جو 1996ء اور پھر 2006ء میں لاگو ہوئے تھے، کے اعتبار سے اصلاحات کی گئیں۔

پرانے حواشی پر تفسیرِ صغیر کے مطابق مکمل طور پر نظر ثانی کی گئی اور نئے حواشی اپنی اصل جگہ پر ہر صفحہ کے آخر پر سیٹ کئے گئے۔

ترجمہ میں موجود عربی اصطلاحات نیز سورتوں کے عربی ناموں کو شروع سے لے کر آخر تک جرمنی میں رائج

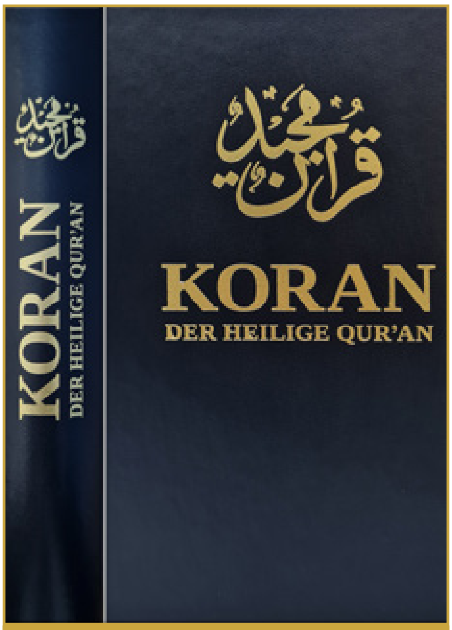

جرمن ترجمہ قرآن کریم طبع جدید (2021ء) کا سرورق

سائنٹفک Transliteration کے مطابق ڈھالا گیا۔

اس سسٹم کی تفصیل سہولت کے لئے ضمیمہ میں دی گئی۔

قرآنی اصطلاحات کی جرمن زبان میں تشریح ایک Glossary کی شکل میں ضمیمہ میں دی گئی۔

سہولت کی خاطر قرآنی سورتوں کے ناموں کا جرمن ترجمہ بھی شروع میں ساتھ لکھا گیا۔

ایک تفصیلی فہرست مضامین تیار کی گئی جس میں تقریباً 292 عناوین کے تحت قرآن کریم کے موضوعات کے متعدد حوالے دیئے گئے ہیں۔ اس کے لئے انگریزی ترجمہ سے بھی استفادہ کیا گیا۔ پورے Index کو اچھی طرح چیک کر کے حوالوں کو درست کیا گیا۔ اسی طرح Index میں بھی تمام اصطلاحات کو Transliteration کے مطابق ڈھالا گیا۔

Layout کے اعتبار سے نئی فائل مارکیٹ کے موجودہ standard کے مطابق تیار کرنے کی کوشش کی گئی۔"

جماعت احمدیہ کی طرف سے شائع کئے جانے والے ہر ترجمہ قرآن کی خصوصیت ہے کہ اسے قرآن کریم کے اصل متن کے ساتھ شائع کیا جاتا ہے۔ اس طرح سے ترجمہ کا اصل متن سے موازنہ کرنا ممکن ہوتا ہے اور تفسیری تحریف کا دروازہ بند ہوتا ہے۔ ابتدائی جرمن ترجمہ قرآن کے ساتھ عربی متن کچھ زیادہ واضح نہ تھا اور اس میں بھی بہتری لائی جانی ضروری تھی چنانچہ 1998ء میں شعبہ اشاعت میں اس پر بھی کام کا آغاز ہوا تھا۔ اس بارہ میں اُس وقت کے انچارج شعبہ اشاعت مکرم محمد الیاس منیر صاحب مربی سلسلہ نے بتایا:

"اس وقت کمپیوٹر میں اردو عربی کتابت کا آغاز ہو چکا تھا۔ چنانچہ خاکسار کو خیال آیا کیوں نہ ہم قرآن کریم کا متن بھی کمپیوٹرائز کر لیں تا کہ اسے ہر جگہ استعمال کیا جا سکے۔ اس کے لئے خاکسار نے کمپیوٹر سائنس کے ایک طالب علم مکرم محمد الیاس مجوکہ صاحب (حال جنرل سیکرٹری جرمنی) کے ساتھ بات کی۔ انہوں نے اپنے ایک جاننے والے کمپیوٹر پروگرامنگ کے ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ اور ماہر مکرم محمود منور صاحب (جماعت Mülheim an der Ruhr) حال پاکستان سے خاکسار کی ملاقات کرائی۔ انہوں نے بتایا کہ وہ خود تو اس میدان کے کھلاڑی نہیں تاہم وہ اس کارِ خیر میں ہماری ہر طرح سے مدد ضرور کریں گے۔ چنانچہ ان کے ذریعہ اردو سافٹ وئیر کی مشہور فرم Concept Software بنگلور (بھارت) سے رابطہ ہوا۔ ہماری خواہش تھی کہ کمپیوٹر فونٹ بطرزِ یسرنا القرآن تیار ہو۔ چنانچہ ہم نے مذکورہ فرم کی ہدایت کے مطابق ربوہ کے مشہور کاتب مکرم حمید الدین صاحب ابن مکرم نور الدین صاحب کاتب سے حروف تہجی کے مختلف لیجرز کی کتابت کروا کر اس فرم کو بھجوائی۔ اس پر

انہوں نے ہمیں یسرناالقرآن کی طرز پر فونٹ تیار کر کے بھجوایا۔ لیکن وہ فونٹ مناسب طور پر تیار نہ ہوسکا تھا۔ اس پر اس فرم کے کسی ذمہ دار نے ہمیں بتایا کہ لاہور کی ایک فرم نے انہی سے قرآن کریم کے لئے ایک فونٹ تیار کروایا ہے اور وہ آپ کے مطلوبہ فونٹ سے ملتا جلتا ہے۔ انہوں نے ہمیں لاہور کی اس فرم کا اتہ پتہ بھی دیا۔ اس پر خاکسار نے مناسب سمجھا کہ ان کے ساتھ معاملات ناظر اشاعت ربوہ مکرم سید عبدالحی صاحب کے ذریعہ طے کئے جائیں۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی منظوری سے مکرم شاہ صاحب سے درخواست کی تو انہوں نے لاہور کی فرم قرآن پبلیکیشنز سسٹم (QPS) کے ساتھ رابطہ کیا اور ان سے اس فونٹ میں تیار کئے گئے قرآنی متن کے نمونے منگوائے جن کی لکھائی ہماری خواہش کے عین مطابق یسرناالقرآن کے بہت قریب تھی۔ اس پر ہم نے اسے خریدنے کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ محترم شاہ صاحب مرحوم نے جماعت جرمنی کی نمائندگی میں اس فرم کے ساتھ معاملات طے کئے۔ مذکورہ فرم کے بورڈ آف ڈائریکٹرز میں سے بعض عناصر نے جماعت کو یہ سسٹم فروخت کرنے کی مخالفت بھی کی مگر بورڈ کے چیئرمین نے اسے رد کر دیا۔ چنانچہ فرم نے ہماری ضرورت کے مطابق آیات کے نمبر میں بسم اللہ کو بھی شامل کیا اور اِملاء کے بعض دیگر امور میں اصلاح کرنے کے بعد 2001ء میں قرآن کریم کا متن لائسنس کے ساتھ ایک سی ڈی کی شکل میں ہمارے سپرد کر دیا۔ اس کے بعد اس متن کی پروف ریڈنگ کی گئی۔ ربوہ پاکستان میں ہماری درخواست پر استاذی المحترم قاری محمد عاشق صاحب نے اسے پڑھا جبکہ یہاں جرمنی میں خاکسار کے ساتھ محترم سید افتخار احمد صاحب نے اس کی پروف ریڈنگ مکمل کی۔ بعد ازاں کمپوزنگ کی اغلاط درست کرنے کا کام مکرم طارق محمود صاحب نے پوری ذمہ داری اور تکنیکی مہارت کے ساتھ متعلقہ کمپنی سے کروایا۔ اس متن کی یہ خوبی بھی ہے کہ متعلقہ کمپنی نے اسے اس طرح تیار کیا ہے کہ اس کے متن کو کسی دوسرے کے لئے تبدیل کرنا ممکن نہیں، اس لئے جو بھی درستی مقصود ہو، اس کے لئے متعلقہ کمپنی سے ہی رابطہ کیا جاتا ہے۔

ایسا چمکا ہے کہ صد نَیّرِ بَیضا نکلا

نورِ فرقاں ہے جو سب نوروں سے اَجلیٰ نکلا
پاک وہ جس سے یہ اَنوار کا دریا نکلا

حق کی توحید کا مرجھا ہی چلا تھا پودا
ناگہاں غیب سے یہ چشمۂ اَصفیٰ نکلا

یا الٰہی! تیرا فرقاں ہے کہ اِک عالَم ہے
جو ضروری تھا وہ سب اِس میں مہیا نکلا

سب جہاں چھان چکے ساری دُکانیں دیکھیں
مئے عرفاں کا یہی ایک ہی شیشہ نکلا

کس سے اُس نور کی ممکن ہو جہاں میں تشبیہ
وہ تو ہر بات میں ہر وصف میں یکتا نکلا

پہلے سمجھے تھے کہ مُوسیٰ کا عصا ہے فرقاں
پھر جو سوچا تو ہر اِک لفظ مسیحا نکلا

ہے قصور اپنا ہی اندھوں کا وگرنہ وہ نور
ایسا چمکا ہے کہ صد نَیّرِ بَیضا نکلا

زندگی ایسوں کی کیا خاک ہے اِس دنیا میں
جن کا اِس نور کے ہوتے بھی دلِ اَعمیٰ نکلا

جلنے سے آگے ہی یہ لوگ تو جل جاتے ہیں
جن کی ہر بات فقط جھوٹ کا پُتلا نکلا

(براہین احمدیہ حصہ سوم صفحہ 274۔مطبوعہ 1882ء)

یہ خصوصیت اس لحاظ سے بہت اہم ہے کہ قرآنی متن میں غلطی کا امکان کم سے کم رہ گیا ہے۔ ان تمام مراحل میں محترم سید عبدالحیٰ صاحب مرحوم نے نہایت ذمہ داری کے ساتھ بنیادی کردار ادا کیا اور اس کے جملہ اخراجات (قریباً چھ ہزار ڈالر) مکرم محمود منور صاحب نے ادا کئے تھے، فجزاہم اللہ احسن الجزاء

قرآن کریم کے اس نئے کمپیوٹرائزڈ متن کے ساتھ سب سے پہلے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا اردو ترجمہ قرآن (طبع ثانی) لندن سے سن 2002ء میں شائع ہوا۔ اس کے بعد شعبہ اشاعت جرمنی کے تحت 2003ء میں البانین ترجمہ، قرآن کریم کے اس متن کے ساتھ شائع ہوا۔ اس کے لئے شعبہ اشاعت کے کارکن مکرم طارق محمود صاحب نے مکرم مولانا زکریا خان صاحب (حال امیر و مبلغ انچارج ڈنمارک) کی نگرانی میں اَن تھک محنت کر کے اس کا Layout تیار کیا، فجزاہم اللہ احسن الجزاء۔"

اس کے بعد اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ جرمنی کو تصحیح شدہ نیا جرمن ترجمہ اس کمپیوٹرائزڈ متن کے ساتھ شائع کرنے کی توفیق ملی ہے۔ احباب جماعت اس نئے ایڈیشن سے بھرپور فائدہ اٹھائیں۔ یہ ایڈیشن شعبہ اشاعت سے دستیاب ہے اور ishaat@ahmadiyya.de پر بھی طلب کیا جاسکتا ہے۔

جرمنی میں عیدالاضحیہ

ابراہیمیؑ قربانیوں کی یاد میں جماعت احمدیہ جرمنی نے بھی امسال مؤرخہ 21 جولائی کو عیدالاضحیہ پوری مذہبی عقیدت و احترام کے ساتھ منائی۔ جرمنی کی تمام احمدیہ مساجد و مراکز کے علاوہ کرائے پر ہال لے کر نمازِ عید ادا کی گئی اور اس کے بعد خطبہ عید میں اسلام کے اہم رکن حج کا مقصد اور پس منظر بیان کیا گیا۔ اس موقع پر حالیہ وَبا کے پیشِ نظر حکومتی ہدایات کی پابندی کرتے ہوئے محدود تعداد میں ہی احباب جماعت شامل ہوسکے۔

اس روز جن احباب کے لئے ممکن تھا انہوں نے اپنے ہاتھ سے جانور ذبح کر کے سنت ابراہیمی کی یاد تازہ کی۔ علاوہ ازیں بہت سے احباب نے اپنی طرف سے قادیان اور ربوہ میں قربانی کا انتظام کروایا۔ اسی طرح ہیومینیٹی فرسٹ اور النصرت کے انتظامات کے تحت کی جانے والی قربانیوں میں بھی احباب جماعت نے بکثرت شمولیت کی۔

سیدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں نمازِ عید ادا فرمائی اور اس کے بعد خطبہ عید ارشاد فرمایا جسے احباب جماعت عالمگیر کی طرح جرمنی میں بھی احباب جماعت نے پورے اہتمام کے ساتھ اپنے اپنے گھروں میں ایم ٹی اے اور دیگر ذرائع مواصلات پر سنا اور دیکھا۔

نمازِ عید اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ کے بعد بہت سے احباب جماعت نے اپنے اپنے اعزہ واقربا کے ساتھ عید ملن پروگراموں میں شرکت کی اور بچوں کے لئے تفریحی پروگراموں کا انتظام کیا۔

ماہ اگست میں ہونے والے
بعض الہاماتِ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

26 اگست 1894ء:

یَوْمَئِذٍ یَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ۔ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ وَ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِیْنَ۔

ترجمہ: اس دن مومن خوش ہوں گے۔ ایک گروہ پہلوں میں سے اور ایک گروہ پچھلوں میں سے۔

(انجام آتھم۔ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 61)

26 اگست 1901ء:

فرمایا: ’تقویٰ کے مضمون پر ہم کچھ شعر لکھ رہے تھے۔ اس میں ایک مصرع الہامی درج ہوا۔ وہ شعر یہ ہے۔

ہر اک نیکی کی جڑ یہ اِتّقا ہے
اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے

(الحکم جلد 5 نمبر 32 مؤرخہ 31 اگست 1901ء صفحہ 13)

21 اگست 1906ء:

’’شب گزشتہ کو مَیں نے خواب میں دیکھا کہ اِس قدر زنبور ہیں (جن سے مُراد کمینہ دشمن ہیں) کہ تمام سطحِ زمین اُن سے پُر ہے اور ٹڈی دَل سے زیادہ ان کی کثرت ہے۔ اس قدر ہیں کہ زمین کو قریباً ڈھانک دیا ہے اور تھوڑے ان میں سے پرواز بھی کر رہے ہیں جو نیش زنی کا ارادہ رکھتے ہیں مگر نامُراد رہے اور مَیں اپنے لڑکوں شریف اور بشیر کو کہتا ہوں کہ قُرآن شریف کی یہ آیت پڑھو اور بدن پر پھونک لو۔ کچھ نقصان نہیں کریں گے اور وہ آیت یہ ہے:

وَاِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِیْنَ۔ (الشعراء:13)

اور جب تم کسی کو پکڑتے ہو تو جابر ہو کر پکڑتے ہو۔ پھر بعد اس کے آنکھ کُھل گئی‘‘۔

2) الہام ہوا:

نُصِرْتَ بِالرُّعْبِ۔ وَ قَالُوْا لَاتَ حِیْنَ مَنَاصٍ

ترجمہ: رُعب کے ساتھ تیری نصرت کی گئی اور مخالفوں نے کہا اب کوئی جائے پناہ نہیں۔

3) قریباً نصف رات کے بعد الہام ہوا:

صبر کر، خدا تیرے دشمن کو ہلاک کرے گا‘‘

(بدر جلد 2 نمبر 34 مؤرخہ 23 اگست 1906ء صفحہ 2)

قسط ہشتم، آخری

اپنی کہانی
اپنی زبانی

ایک مخلص و باوفا مربی سلسلہ

مکرم محمد امداد الرحمٰن صدیقی صاحب کی ایمان افروز باتیں

جماعت کُھلنا میں مسجد رحمان کی تعمیر

اس کے بعد خاکسار اور احباب جماعت سوچنے لگے کہ ہماری مسجد اور مرکز کی حفاظت کے لئے کیا کیا جائے۔ خاکسار نے تجویز دی کہ ہم احمدیہ ہوسٹل قائم کریں اور ارد گرد کی احمدی جماعتوں میں اعلان کریں کہ وہ اپنے بچوں کو اعلیٰ تعلیم کے لئے کُھلنا جماعت کے ہوسٹل میں بھجوائیں۔ میٹرک کے بعد کُھلنا میں آ کر کالجوں میں داخلہ لیں۔ طلباء یہاں رہ کر اعلیٰ تعلیم حاصل کریں اور ہوسٹل میں صبح شام جماعتی ماحول میسر آ سکے۔ ہماری جماعت کی طرف سے یہ تجویز محترم نیشنل امیر صاحب کی خدمت میں بھجوائی گئی۔

ہماری مسجد کے ساتھ ایک مخلص احمدی برادرم سعید صاحب کی زمین خالی پڑی تھی۔ ہم نے مشورہ کیا اور سب نے لبیک کہا کہ سندربان کے آسودہ حال لوگ سعید صاحب کی زمین خریدیں اور مکان بنائیں تا کہ آبادی ہو اور رونق بڑھے اور مسجد کی حفاظت بھی ہو۔ عید الفطر بہت قریب تھی۔ مَیں نے بہت دعا کی۔ دل میں جوش پیدا ہوگیا اور مَیں نے عید کے روز خطبہ میں نئی مسجد تعمیر کرنے کا منصوبہ پیش کیا۔ مَیں اپنی جماعت کے اخلاص پر بہت حیران ہوا۔ عید کے بعد فوری طور پر تمام دوستوں نے بیٹھ کر منصوبہ بنالیا کہ ہم سب غریب لوگ ہیں۔ دو ماہ بعد جو عید الاضحیٰ آئے گی اُس میں ملازمت پیشہ احباب کو عید بونس ملیں گے اور ہم سب وہ روپے مسجد فنڈ میں دینے کا وعدہ کرتے ہیں۔ مجھے خوب یاد ہے کہ اسی دن پچیس ہزار روپوں (TK-/25,000) کے وعدے لکھوائے گئے تھے۔ خاکسار نے حضور انور کی خدمت میں بھی دعا کے لئے لکھا۔ چنانچہ بہت سی مشکلات کے باوجود اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت جلد مسجد کی تعمیر مکمل ہوگئی۔ فالحمد للہ علیٰ ذٰلک۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اس مسجد کا نام مسجد بیت الرحمٰن عطا فرمایا، الحمد للہ۔

جلسہ سالانہ یوکے 1991ء میں شمولیت

اللہ تعالیٰ کے فضل سے مسجد کی تعمیر کا کام چل ہی رہا تھا کہ میرا جلسہ سالانہ یوکے پر جانے کا موقع پیدا ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ نے بہت بڑا فضل فرمایا کہ اس طرح سے حضورؒ سے ملاقات کا موقع بھی مل گیا۔ جلسہ سالانہ یوکے کے بعد ابھی خاکسار لندن میں ہی تھا کہ ہماری کُھلنا کی مسجد کی تعمیر مکمل ہوگئی۔ جماعت کی طرف سے مجھے نئی مسجد کی تصویر بھجوائی گئی اور مَیں نے حضور انور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی خدمت میں پیش کی۔ حضورؒ نے بہت دعا دی۔

کُھلنا میں 1988ء سے 1991ء تک مسلسل ہنگامے اور مخالفت اور مخالفین کے حملے ہوتے رہے، میری صحت بہت خراب ہوگئی تھی۔ جلسہ کے بعد حضور انور نے ازراہِ شفقت فرمایا کہ کچھ دن اَور یہاں لندن میں ٹھہر جائیں۔ چنانچہ خاکسار اکتوبر 1991ء کو ڈھاکہ واپس آیا۔ محترم نیشنل امیر صاحب مجھے کُھلنا جماعت سے تبدیل کر کے چٹاگانگ میں جانے کا حکم پہلے ہی دے چکے تھے۔

چٹاگانگ میں قیام

ہم کُھلنا چھوڑ کر براستہ ڈھاکہ 2 جنوری 1992ء کو چٹاگانگ پہنچ گئے۔ یہاں پر الگ کوئی مربی کوارٹر نہیں تھا۔ مسجد کے ساتھ شمال کی طرف ٹین شیڈ برآمدہ کی طرح کمرے بنا کر مربی کوارٹر بنایا گیا تھا۔

چٹاگانگ Port City ہے۔ اس کے ساتھ Rangamati, Bandarban, Khagrachari, Cox's Bazar وغیرہ پہاڑی علاقے ہیں۔ ساحل سمندر کے اضلاع بھی شامل ہیں۔ چٹاگانگ بنیادی طور پر تجارت اور کاروباری مرکز ہے۔ ملک کے دوسرے علاقوں کے بہت سے لوگ روزگار کی تلاش میں آتے رہتے ہیں۔ یہاں بہت سے مذاہب کے لوگ رہتے ہیں۔ ہماری مسجد چٹاگانگ شہر کے مرکز میں واقع ہے اور اس کے ارد گرد ہندو مندر بھی اور سکھوں کے گوردوارے بھی ہیں اور عیسائی گرجے بھی جبکہ یہ شہر بدھ مذہب کا بڑا مرکز ہے۔ لیکن تمام مذاہب کے لوگ امن سے رہتے ہیں۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ لوگ کاروبار میں روپیہ کمانے میں مصروف رہتے ہیں۔ چند سال پہلے بنگلہ دیش میں ہمارے خلاف ملک گیر فساد برپا کیا گیا تھا۔ اُس وقت چند دن یہاں بھی بہت شدید مخالفت رہی تھی۔ وہ اس لیے کہ باہر سے بہت زیادہ مولوی روپیہ دے کر بھجوائے گئے تھے۔ ورنہ چٹاگانگ کے لوگ ہنگامہ میں شامل نہیں ہوتے۔ 1905ء میں حضرت سید احمد کبیر نور محمد صاحبؓ قادیان جا کر حضرت مسیح موعودؑ

کے ہاتھ پر بیعت کر کے آئے تھے۔ وہ پہلے بنگالی صحابی تھے۔ چٹاگانگ کے اکثر لوگ جمعہ پر آتے تھے۔ جماعتی کاموں میں حصہ لیتے رہے۔ حلقہ جات میں میٹنگز ہوتی تھیں۔محترم چوہدری حمید اللہ صاحب مرحوم وکیلِ اعلیٰ تحریکِ جدید بھی یہاں تشریف لائے۔ اس زمانہ میں ہماری مسجد زیرِتعمیر تھی۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اس مسجد کی تعمیر میں ایک خطیر رقم عطا فرمائی تھی۔ جزاھم اللہ۔ حضور انورؒ نے مسجد کا نام ''مسجد بیت الباسط'' عطا فرمایا، الحمدللہ۔

خاکسار کو اخبارات سے رابطہ کا بہت شوق تھا۔ اخبارات سے رابطہ شروع کر دیا اور سب سے پہلے چٹاگانگ کے روزنامہ 'آزادی' میں مَیں نے جماعت کے عقائد شائع کروائے۔ اس کے بعد جماعتی مصروفیت کی خبریں شائع ہوتی رہی۔ علاوہ ازیں مختلف طبقات کے لوگوں سے ملاقاتیں کر کے روابط بڑھاتا رہا۔

نومبر 1998ء میں میری تقرری دوبارہ کُھلنا میں ہوگئی۔ خاکسار نے فوراً کُھلنا کا چارج لے لیا تاہم بعض انتظامی وجوہات کی بناء پر دو ہفتہ رہ کر واپس چٹاگانگ آجاتا رہا۔ یہاں کچھ عرصہ سے مخالفت میں تیزی آگئی تھی اور 8 اکتوبر 1999ء کی بات ہے کہ حسبِ معمول پندرہ روز کے لئے کُھلنا آیا ہوا تھا کہ 8 اکتوبر کو جمعہ کے خطبہ کے دوران مسجد کے اندر پہلے سے نصب کیا ہوا بم (Bomb) پھٹ گیا جس سے ساری مسجد میں بہت زوردار دھماکہ ہوا۔ پہلے تو میں نے سمجھا کہ شاید بجلی کے نظام میں کچھ ہوا ہوگا۔ پھر مجھے کچھ یاد نہیں تاہم جب ہوش آیا تو مَیں نے اپنے آپ کو گرا ہوا پایا۔ میں پورے زور سے چلّایا مگر مدد کے لئے کوئی تھا ہی نہیں۔ اس پر سینہ کے بل تیزی سے گھسٹتا ہوا مسجد سے باہر آیا۔ مسجد خون سے بھری ہوئی تھی۔ جب مسجد کی سیڑھی سے اسی طرح سینہ کے بل پھسل کر اُترنے لگا، تب دیکھا کہ میرا ایک پاؤں ٹانگ کے ساتھ لٹک رہا ہے۔ یعنی کٹا ہوا حصہ صرف جلد کے ساتھ لگا ہوا تھا۔ جب میں باہر آیا تو دو خدام مجھے اُٹھا کر مسجد سے باہر اور پھر سائیکل رکشہ پر بٹھا کر بڑی سڑک پر لائے۔ یہاں ایک موٹر کار کھڑی تھی، ان سے کہا کہ مجھے ہسپتال پہنچائیں۔ لیکن موٹر والا راضی نہ ہوا۔ پھر ایک van گاڑی ملی جس میں مجھے لے کر بس اڈے کی طرف روانہ ہوئے۔ بس کے اندر فرش پر مجھے لٹا دیا گیا۔ بَس اسٹینڈ سے ایک قسم کی موٹر گاڑی کے ذریعہ جنرل ہسپتال پہنچ گئے۔ ہسپتال میں کوئی بھی نہیں ملا جو مجھے ہسپتال میں داخل کرے اور ابتدائی طبی امداد یا کوئی دوا دے۔ ہمارے خدام کو بھی واپس مسجد جانا تھا کیونکہ انہیں اتنے بڑے واقعہ کے بعد مسجد کی فکر تھی۔

بعد میں علم ہوا کہ اس بم دھماکہ میں دو نوجوان (1) جہانگیر حسین صاحب اور (2) نورالدین صاحب موقع پر ہی شہید ہوگئے ہیں۔ بعد میں مکرم عبدالسبحان موڑل صاحب، مکرم محب اللہ، مکرم ڈاکٹر عبدالماجد، مکرم جی ایم اکبر علی صاحب بھی شہید ہوگئے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مَیں ہسپتال کے برآمدے میں ننگے فرش پر پڑا تھا اور مغرب تک اسی طرح پڑا رہا اور بے ہوش نہیں ہوا۔ کوئی یقین کرے یا نہ کرے مجھے کوئی درد یا تکلیف نہیں ہو رہی تھی۔ عام طور پر ذرا سا زخم آجائے تو جسم میں ضرور درد ہوتا ہے۔ لیکن میرا ایک پاؤں کٹا ہوا جسم کے ساتھ لٹک رہا تھا۔ پیٹھ پر دو زخم تھے۔ بائیں پاؤں پر زخم تھے۔ خون بھی ضرور بہتا رہا ہوگا، مجھے یاد نہیں۔ لیکن کوئی پریشانی نہیں ہو رہی تھی۔ مجھے پوری طرح اطمینان تھا۔ یوں لگ رہا تھا کہ یہ تو ہونا ہی تھا۔ بس دعائیں کرتا رہا، درود شریف بہت پڑھ رہا تھا۔

سورج غروب ہونے سے پہلے ہماری ایک واقف بہن (ہیرون صاحب کی بیوی) دیکھنے کے لئے آئی۔ کہنے لگی کہ کیا مدد کرسکتی ہوں۔ مَیں نے Arnica (ایک لاکھ طاقت) لانے کو کہا۔ پھر ایسی غشی طاری ہوئی کہ اس کے بعد کیا ہوا؟ معلوم نہیں کہ کب اس بہن نے دوا لا کر میرے منہ میں ڈالی۔ رات بارہ، ایک بجے مجھے ہوش آئی تو دیکھا کہ ہم سب زخمی ایک بڑے ہال میں ہیں۔ مؤذن ممتاز صاحب بہت چلاّ رہے تھے۔ مَیں نے پوچھا کہ کیا بات ہے۔ کہنے لگے مربی صاحب بہت درد ہو رہا ہے۔ تھوڑی دیر بعد پھر مَیں سو گیا۔ اگلے روز دوپہر کو سب زخمیوں کو ڈھاکہ لانے کا انتظام کیا گیا تھا تا کہ ڈھاکہ کے فوجی ہسپتال میں داخل کرنا تھا۔ باقی چھ کو تو C.M.H. لے گئے تاہم میں نے مشہور Orthopedic Surgeon ڈاکٹر روح الحق صاحب کے پرائیویٹ ہسپتال Trauma Center میں لے جانے کو کہا۔ دو سال پہلے میرا ایک آپریشن اسی ہسپتال میں ہوا تھا۔ چنانچہ انہوں نے آپریشن کیا اور میرا دایاں پاؤں کاٹ کر پھینکنا پڑا۔ شروع میں جب ایک دو دفعہ زخم میں دوائی لگائی گئی تو سخت تکلیف ہوئی بلکہ ایسا معلوم ہوا کہ آگ لگا دی گئی ہے۔ پھر آہستہ آہستہ صبر آ گیا۔ بہرحال خدا نے فضل فرمایا آہستہ آہستہ آرام آتا گیا۔ 33 روز کے بعد ہسپتال سے فارغ ہو کر چٹاگانگ مشن ہاؤس یعنی مربی کوارٹر میں آیا، الحمدللہ۔

میرے کمرے (Cabin) میں کسی کو جانے کی اجازت نہیں تھی۔ لیکن پھر بھی جماعت کے ہزاروں احباب دیکھنے کے لئے آتے رہے۔ شیشہ کی کھڑکی سے دیکھ کر چلے جاتے تھے۔ احباب جماعت نے اس قدر محبت کا اظہار کیا کہ بیان سے باہر ہے۔ مَیں ہمیشہ شکر گزار ہوں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ بہت توجہ فرماتے رہے۔ ہومیوپیتھی دوائی باقاعدگی سے دی جاتی رہی۔ بعد میں علم ہوا کہ میرے ساتھ میری بیوی اور چھوٹا بیٹا نوید الرحمٰن اس وقت بہت چھوٹا تھا ہسپتال میں رہے۔ ڈاکٹر خالہ صادقہ حق صاحبہ کا چھوٹا بیٹا بلال احمد ہمہ وقت خدمت پر مامور رہا۔ احمدی گھروں سے کھانا آتا تھا، جزاھم اللہ۔

گھر واپس آنے کے بعد بھی شروع میں بہت تکلیف ہوتی رہی۔ آہستہ آہستہ عادت بن گئی اور معاملہ آسان ہوتا گیا۔ شروع میں بیساکھی (Crutches) استعمال کرتا رہا۔ بعد میں مصنوعی ٹانگ لگائی گئی۔ پہلے چار، پانچ مہینہ بہت کمزوری رہی۔ اب یاد آ کر تعجب کرتا ہوں کہ دونوں ہاتھوں میں Crutches لے کر مسجد کی دوسری منزل پر سیڑھی چڑھ کر جاتا رہا۔ اس حادثہ کے صرف تین ماہ بعد ڈھاکہ کے جلسہ سالانہ پر دونوں بازو یعنی بغل میں Crutches پر سہارا لے کر تقریر کرنے کا موقعہ ملا۔ ذٰلِکَ فَضۡلُ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ۔

دوسری یہ بات بھی پہلی دفعہ دیکھی گئی کہ بم دھماکہ کے واقعہ کو فوری طور پر یورپ، امریکہ کے اور دنیا کے ریڈیو اور TV پر نشر کیا جانے لگا۔ اخبارات میں شائع کیا گیا اور کافی تشہیر ہوئی۔ گویا اس واقعہ سے ساری دنیا میں احمدیت کا نام روشن ہوا۔ جماعت احمدیہ بنگلہ دیش کا نام بہت روشن ہوا۔ اس کے بعد خاکسار کے ایک خط کے جواب میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے 29/11/1999 کو ایک بہت پیارے خط میں تحریر فرمایا:

"آپ کا خط پڑھ کر تسلی ہوئی۔ شہادتوں کا ہونا کوئی معمولی واقعہ نہیں ہے۔ قرونِ اولیٰ کے صحابہؓ کی یاد تازہ ہوگئی ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کا احسان ہے کہ انہوں نے اس زمانہ میں احمدیوں میں محبت اور اتفاق کا پھر جذبہ اُجاگر فرما دیا ہے۔ آپ نے اس کا پاک نمونہ دکھایا ہے اور خود مشاہدہ کیا ہے۔ میں تو پل پل کی خبر سے آگاہ تھا اور خدا کے حضور آپ لوگوں کے لئے دعا کر رہا تھا۔ اللہ نے توفیق دی احمدیوں نے پاک نمونہ پیش کیا۔ مبارک ہیں وہ جو خدا کی راہ میں شہید ہوئے۔ اللہ ان شہید زندوں کے صدقہ دنیا کے مردے زندہ کرے اور آپ کا علاقہ احمدیت کے نور سے مہک اٹھے۔ میری طرف سے اپنے گھر والوں اور شہیدوں کے ورثاء کو بے حد سلام کہیں۔ اللہ ان سب کا حامی و ناصر ہو اور سب خدا کے محبوب ٹھہریں"۔

دایاں پاؤں کاٹے جانے کے بعد شروع میں کئی مہینہ تک بہت تکلیف ہوتی رہی۔ جسمانی کمزوریاں بھی بہت زیادہ تھیں اور کئی قسم کی تکالیف بھی تھیں۔ پیٹ خراب رہتا تھا۔ دو ماہ تک گھر سے باہر کہیں نہ جاسکا۔ قریباً سال بعد نقلی پاؤں یعنی مصنوعی ٹانگ لگائی گئی۔ جس کے بعد نماز پڑھ سکتا تھا بلکہ دوستوں کے کہنے پر نماز پڑھانا بھی شروع کر دی۔

جلسہ سالانہ یوکے 2002ء کے موقع پر خاکسار کو لندن جانے کا موقع ملا۔ اس موقع پر محترم ڈاکٹر حمید الرحمٰن صاحب امیر جماعت لاس اینجلیس نے میرا معائنہ کیا لندن کے کوئین میری ہسپتال (Queen Mary's Hospital) میں میرے لئے بہت اچھی Below Knee Prosthetic leg لگوانے کا انتظام کروا دیا۔ ہمارے اصرار کے باوجود انہوں نے خود ہی payment کر دی تھی۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی رحلت اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا انتخاب

19 اپریل 2003ء ہفتہ کے روز ایم ٹی اے کے ذریعہ یہ ہولناک خبر ملی کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا انتقال ہوگیا ہے، انا للہ و انا الیہ راجعون۔ سخت صدمہ ہوا۔ یقین نہیں آرہا تھا۔ ابھی گزشتہ شام کو یعنی جمعہ کی شام کو حضور مسجد فضل لندن میں احباب جماعت سے اردو میں سوالات کے جوابات ارشاد فرما رہے تھے۔ بہت خوش و خرم معلوم ہو رہے تھے۔ بہت مطمئن نظر آ رہے تھے۔ سخت خوف محسوس ہونے لگا کہ اب کیا ہوگا۔ پہلے جب ایسا واقعہ پیش آتا تھا تو خلیفۃ المسیح مرکزِ احمدیت میں قیام فرما ہوتے تھے۔ اب دیارِ غیر میں یہ حادثہ پیش آ گیا۔ لیکن یہ تو بہت پکا یقین تھا کہ خلیفہ وقت کا انتخاب خدا نے اپنے ہاتھ میں لے رکھا ہے۔ اب ضرور خدا تعالیٰ کا نشان ظاہر ہوگا۔ ساری دنیا کے احمدی ایم ٹی اے کے سامنے انتظار میں بیٹھے اور دعاؤں میں مصروف رہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے 22 اپریل بعد نماز مغرب وعشاء مسجد فضل میں مجلس انتخاب خلافت کا اجلاس منعقد ہوا اور حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب کو خلیفۃ المسیح الخامس منتخب کیا گیا۔ نئے خلیفۃ المسیح کا اعلان ہونے تک قریباً 25 ہزار احمدی مسجد فضل سے باہر سڑک کے کنارے بیٹھے انتظار کر رہے تھے۔ تمام دنیا کے اکثر احمدیوں نے ایم ٹی اے پر اوّل وقت پر بیعت کرنے کی سعادت حاصل کی اور یہ حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کا زبردست نشان ساری دنیا نے دیکھا۔

محترم مبشر الرحمٰن صاحب امیر جماعت احمدیہ بنگلہ دیش مجلس انتخابِ خلافت کے ممبر تھے۔ جب امیر صاحب واپس آئے تو چٹاگانگ کے دورہ کے دوران خاکسار کی درخواست پر تقریر کی اور بتایا کہ اَور بھی بہت دوست ایسے تھے کہ انتخاب کے وقت جن کے نام تجویز ہوئے ان کو کبھی دیکھا بھی نہیں تھا۔ کسی نے ووٹ سے پہلے صدر مجلس سے درخواست کی کہ جن کے نام تجویز ہوئے ہیں ان کو کھڑے ہونے کے لئے کہا جائے تا کہ ہم ان کو دیکھ لیں۔ چنانچہ صدر مجلس نے ایک ایک کر کے نام کا اعلان کیا اور ان کو کھڑا ہونے کو کہا۔ نام کے اعلان کے ساتھ وہ کھڑے ہوتے گئے۔ جو کھڑا ہوتا تھا مَیں سوچتا تھا کہ ان کو ووٹ دوں؟ مگر دل میں آتا تھا نہیں۔ جب حضرت مرزا مسرور احمد صاحب کھڑے ہوئے تو فوراً میرے دل میں آیا "یہ ٹھیک ہے" اور ہم نے ہاتھ اٹھا دیا۔ نتیجے کا اعلان ہوا تو دیکھا کہ حضرت مرزا مسرور احمد صاحب کو سب سے زیادہ ووٹ ملے اور آپ خلیفۃ المسیح الخامس منتخب ہو گئے ہیں، الحمدللہ۔

اللہ تعالیٰ حضورانور کو لمبی فعّال عمر دے اور اپنی حفظ و امان میں رکھے۔ بڑی بڑی کامیابیاں عطا فرماتا جائے۔ اور ہمیں اللہ تعالیٰ توفیق دے کہ ہم بڑی محبت سے حضور کے خطبات اور خطابات کو سنیں نمازیں پڑھیں اور حضورانور کے لئے دعائیں کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی حفاظت میں رکھے، آمین۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے انتقال کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے میرے ساتھ مہربانیاں اور خاص عنایات فرمانے لگے۔ بلکہ یہ کہنا چاہئے کہ حضورانور کی مہربانیاں پہلے سے زیادہ ہوگئی ہیں۔ مجھے شروع میں کچھ ڈر تھا کہ میری موجودہ حضور سے پہلے سے واقفیت نہیں تھی۔ معلوم نہیں حضور کیا سلوک فرمائیں گے۔ لیکن آہستہ آہستہ ایسا معلوم ہونے لگا کہ جیسے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ آپ کو پیغام دے گئے ہیں کہ امداد الرحمٰن بہت کمزور ہے۔ اس کا خیال رکھنا۔ حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 2010ء میں لندن جانے کی اجازت عطا فرمائی تھی۔ لیکن ویزا 2014ء میں ملا۔ حضورانور کی خدمت میں حاضر ہونے کا موقعہ ملا۔ پہلی ملاقات میں ہی حضورانور نے میرے پاؤں کے بارہ میں استفسار فرمایا۔ مَیں نے عرض کی کہ میرے پاؤں میں کچھ تکلیف ہے، نقلی پاؤں ٹھیک ہے۔ جس پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے لندن سے اچھا نقلی پاؤں بنوانے

کا انتظام فرما دیا۔ اسی طرح حضور انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہِ شفقت لندن میں میری رہائش کے ساتھ انگلستان کے تمام بڑے بڑے مشن ہاؤسز دیکھنے کو فرمایا جس سے مجھے بہت خوشی اور ایمان میں نئی تازگی حاصل ہوئی۔ 1991ء میں بھی حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے انگلینڈ کے مشن ہاؤسز کا دورہ کروایا تھا۔ اب جب 2014ء میں دورہ کیا تو مَیں دیکھ کر بہت حیران رہ گیا کہ اللہ تعالیٰ جماعت کو کتنی بڑی بڑی ترقیات عطافرمارہا ہے۔

جامعہ احمدیہ بنگلہ دیش کا آغاز

جلسہ سالانہ فروری 2000ء پر محترم مولانا راجہ نصیر احمد صاحب ناظر اصلاح و ارشاد مرحوم بنگلہ دیش تشریف لائے تھے۔ واپس جا کر آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی خدمت میں یہاں جامعہ احمدیہ شروع کرنے کی درخواست کی اور ساتھ ہی پرنسپل کے طور پر خاکسار کا نام تجویز کیا۔ حضور رحمہ اللہ نے منظوری فرمادی۔ چنانچہ 2002ء میں جامعہ کی ابتدا کے طور پر پہلی کلاس کے لئے 14 طلباء کو داخل کیا گیا اور فیصلہ کیا گیا کہ پہلی کلاس جب شاہد پاس کرے گی تب مزید طلباء اگلی کلاس کے لئے داخل کئے جائیں گے۔ اس صورت میں اساتذہ کی کمی محسوس نہیں ہوگی۔ پہلی کلاس کے شاہدین میں سے قابل نوجوان مبلغین استاد بنائے جائیں گے۔ لیکن پہلی کلاس کو تین سال تک مولانا صالح احمد صاحب پڑھاتے رہے۔ اس کے بعد اُن سب طلباء کو مبشر مربی بنادیا گیا، یہ کلاس شاہد تک نہیں پہنچائی گئی۔ پھر ستمبر 2006ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایت پر دوبارہ جامعہ کا آغاز ہوا۔ خاکسار کو 2019ء تک بطور پرنسپل اس عظیم ادارہ کی خدمت کی توفیق ملی اور جون 2018ء تک کل 47 مبلغین تیار ہو کر میدانِ عمل میں آچکے تھے، الحمدللہ۔

رمضان المبارک قادیان میں

نومبر 2006ء میں حضور انور کی اجازت سے خاکسار ماہ رمضان گزارنے کے لئے قادیان چلا گیا۔ اللہ تعالیٰ کے غیر معمولی فضل اور رحمت سے مجھے وافر حصہ ملا۔ قادیان میں ماہ رمضان کا لطف ہی اَور ہے۔ اعتکاف کے لئے مسجد مبارک میں بہت مقدس جگہ مل گئی۔ حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے اپنے لئے 1883ء میں مسجد مبارک کا جو حصہ تعمیر فرمایا تھا اور ابتدا میں چند صحابہ کے ساتھ نماز پڑھتے تھے اس حصہ میں اعتکاف کے لئے جگہ مل گئی۔ الحمدللہ۔ وہ میری زندگی کے سب سے زیادہ پُرلطف اور بہترین ایام تھے، الحمدللہ۔

مضمون کے آخر میں عرض ہے کہ احمدیت میں ہر شخص خدا سے ذاتی تعلق بنا سکتا ہے اور خدا تعالیٰ کی ہستی کا ثبوت اور نشان دیکھ سکتا ہے۔ جو لوگ احمدیت سے باہر ہیں ان کو خدا کا نشان ملنا بہت مشکل ہے۔ ہر انسان کے لئے ضروری ہے کہ خدا پر زندہ ایمان پیدا کرے۔ خدا کو کچھ بھی ضرورت نہیں کہ کوئی خدا پر ایمان لاتا ہے یا نہیں۔ اس لئے مَیں کہتا ہوں کہ آپ احمدیت میں اللہ کو پانے کے لئے داخل ہوں۔ اگر خدا سے تعلق پیدا کرنا مقصود نہ ہو تو احمدیت میں داخل ہونا بے فائدہ ہے۔ دوسری بات یہ کہ دعوت الی اللہ ہر احمدی کا فرض ہے۔ دعوت الی اللہ سب سے زیادہ مقدس فریضہ ہے۔ تبلیغ یعنی دعوت الی اللہ خدا کی نظر میں قبولیت پانے کا آسان طریق ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو داعیانِ الی اللہ میں شامل ہونے کی توفیق دے اور میرا انجام بخیر ہو۔

خاکسار کو اللہ تعالیٰ نے چار بیٹیوں اور تین بیٹوں سے نوازا، سب بچوں کے نام خلفائے وقت نے تجویز فرمائے ہیں۔

پہلی بیٹی قرّۃ العین سعدیہ، دوسری عطیۃ العزیز فائزہ جبکہ پہلا بیٹا لطف الرحمٰن MSC کر کے نصرت جہاں سکیم کے تحت وقف کر کے سیرالیون میں جماعتی خدمت کی توفیق پا رہا ہے۔ دوسرے بیٹے انعام الرحمٰن ناصر نے زندگی وقف کر کے جامعہ احمدیہ کینیڈا سے تعلیم حاصل کی اور کینیڈا میں ہی مربی سلسلہ ہے۔ اس کے بعد تیسری بیٹی ہبۃ الودود اور چوتھی واقفہ نَو بیٹی عزیزہ بریرہ نصرت ہے، الحمدللہ۔ اس کے بعد تیسرے بیٹے عزیزم نوید الرحمٰن کی پیدائش ہوئی۔ یہ بیٹا بھی شروع سے وقفِ نَو تھا اور جامعہ احمدیہ بنگلہ دیش سے کامیابی کی سند حاصل کرنے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے جامعہ احمدیہ بنگلہ دیش میں بطور استاد خدمت کر رہا ہے، الحمدللہ۔

سب بچے اپنے اپنے گھروں میں خوش باش ہیں۔ بچوں کے حق میں ہم وہی دعائیں کرتے رہے اور کر رہے ہیں جو حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے۔ حضور کی دعائیں عنداللہ قبولیت کا درجہ رکھتی ہیں۔ اس سے اچھی دعائیں اور کیا ہوسکتی ہیں۔ درثمین میں محمود کی آمین میں سے دعائیہ چند اشعار یاد رکھنا کیا مشکل ہے!

اہلِ وقار ہوویں فخرِ دیار ہوویں

اللہ تعالیٰ کے بے پایاں فضل و کرم سے حضور انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہِ شفقت و احسان، مؤرخہ 10 جولائی بروز ہفتہ بعد از نماز عصر مسجد مبارک اسلام آباد یوکے میں ہمارے پیارے بیٹے سید رمیض طاہر بخاری متعلم جامعہ احمدیہ جرمنی اور عزیزہ صبیحہ خان بنت مکرم و محترم فضل الرحمٰن ناصر صاحب مربّی سلسلہ، استاذ جامعہ احمدیہ یوکے، کے نکاح کا اعلان فرمایا، الحمدللہ ثم الحمدللہ۔ عزیزم رمیض مکرم و محترم سید خورشید بخاری صاحب مرحوم سابق خوش نویس الفضل ربوہ کا پوتا، حضرت حکیم سید محمد ابراہیم بخاری صاحب صحابی حضرت مسیح موعودؑ کی نسل سے ہے اور مکرم و محترم سید عاشق احمد طاہر صاحب دار العلوم ربوہ کا نواسہ ہے۔ جبکہ عزیزہ صبیحہ خان مکرم و محترم محمد الطاف خان صاحب مرحوم سابق کارکن نظارت دیوان کی پوتی اور مکرم و محترم قریشی مظفر احمد صاحب مرحوم کی نواسی اور والدہ کی طرف سے برادر زاد حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل، حضرت سردار محمد صاحب یکے از 313 اصحاب احمد کی نسل سے ہے۔ نکاح کے ہر لحاظ سے باعث برکت وسکینت ومودّت و رحمت ہونے کے لئے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔

(سید حسن طاہر بخاری۔ مربّی سلسلہ Dietzenbach جرمنی)

جرمنی میں سیلاب اور مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کی خدمات

(رپورٹ: مکرم اُسامہ تفہیم صاحب مربی سلسلہ)

گذشتہ دنوں جرمنی کے بعض علاقوں اور بیلجیم میں طوفانی بارشوں اور سیلاب نے تباہی مچا دی۔ دریاؤں اور ندی نالوں میں طغیانی آنے سے سینکڑوں مکان تباہ، سڑکیں، شاہراہیں اور کئی علاقے مکمل طور پر زیرِ آب آگئے اور 170 افراد ہلاک ہوگئے جبکہ لاپتہ افراد کی تعداد 200 سے زائد بتائی گئی ہے، صرف کولون کے جنوب میں واقع ڈسٹرکٹ آہروائیلر Ahrweiler میں 98 افراد کی ہلاکت کی تصدیق ہوئی ہے۔ پولیس رپورٹس کے مطابق صوبہ فالز میں ابھی بھی 150 افراد لاپتہ ہیں۔ ذرائع ابلاغ کے مطابق صوبہ رائن لینڈ اور نورڈ رائن ویسٹ فالن کے سینکڑوں دیہات اور قصبے سیلابی صورتِ حال اور مٹی کے تودے گرنے کے باعث بیرونی دنیا سے کٹ گئے تھے اور وہاں صرف فضائی راستے سے ہیلی کاپٹروں کی مدد سے امدادی کارروائیاں ممکن ہوسکیں۔ امدادی ٹیمیں علاقوں میں پہنچ چکی ہیں اور ہزاروں متاثرہ افراد کو محفوظ مقامات پر منتقل کرنے کا کام جاری ہے۔ جرمن چانسلر، صوبائی وزرائے اعلیٰ اور وفاقی وزیر داخلہ کے علاوہ وفاقی جمہوریہ جرمنی کے صدر نے ان علاقوں کا دورہ کیا ہے اور مکینوں کو ہر قسم کی مدد کی یقین دہانی کروائی ہے۔ انہوں نے مقامی افراد سے ان کے جانی اور مالی نقصان پر گہری ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ ایک بڑی قدرتی آفت ہے جو ایک قومی سانحہ ہے۔ متاثرین کی فوری مدد اور نئے سرے سے آباد کاری اوّل ترجیح ہوگی۔ اس موقع پر ماحولیاتی تبدیلی اور موسمیاتی تغیر کی حقیقت کا بھی ذکر کیا گیا جس کے خطرات سے نپٹنے کے لئے منصوبہ بندی کی یقین دہانی کروائی گئی۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے سیلاب اور دوسری آفتوں میں مدد کو مجلس خدام الاحمدیہ کے بنیادی کاموں میں سے بیان فرمایا ہے۔ آپؓ بیان فرماتے ہیں:

”جس وقت خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی عذاب آتا ہے اس وقت وہ نہ دن دیکھتا ہے نہ رات اور لوگوں کا بھی فرض ہوتا ہے کہ قطع نظر اس سے کہ اس وقت رات ہو یا دن ایک دوسرے کی مدد کے لئے اٹھ کھڑے ہوں اور درحقیقت خدام الاحمدیہ کا قیام اسی لئے کیا گیا تھا۔“
(مشعل راہ جلد اول صفحہ 299)

چنانچہ وقارِ عمل کے تحت خدمت خلق کی روح حضرت مصلح موعودؓ نے خدام احمدیت کے اندر پیدا کر دی ہے۔ اسی جذبہ کے تحت جرمنی میں حالیہ سیلاب میں مصیبت زدہ لوگوں کی مدد کرنے کی مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کو توفیق مل رہی ہے جس کا مختصر ترین تذکرہ کچھ اس طرح سے ہے:

مؤرخہ 16 جولائی 2021ء کو ان خدمتِ خلق کے کاموں کا آغاز ہوا اور خدام متاثرہ علاقوں تک پہنچے۔ روزانہ سینکڑوں کی تعداد میں متاثرہ علاقوں تک خدام پہنچ رہے ہیں۔ اب تک تقریباً 500 خدام نے 41 مختلف متاثرہ مقامات پر اپنی خدمات پیش کیں ہیں۔ ان مقامات میں Aachen, Ahrweiler, Altena, Altenahr, Bad-Neuenahr, Berchtesgaden, Bergisch Gladbach,

Bischofswiesen, Breisig, Prüm, Cell, Dernau, Erftstadt, Essen, Euskirchen, Flamersheim, Gemünd, Gerolsheim, Hagen, Heimerzheim, Iller, Leverkusen, Ludendorf, Mayschoß, Meckenheim, Münstereifel, Neuss, Ramsau, Rech, Rheinbach, Remagen, Rheinbach, Rieden, Salzbach, Schleiden, Schönau, Schuld, Simbach, Stolberg, Trier, Wittlich شامل ہیں۔

خدام کو جو مختلف خدمات سرانجام دینے کی توفیق مل رہی ہے اُن میں کھانا تقسیم کرنا، کپڑے مہیا کرنا، ضرورت کی دیگر اشیاء جمع کر کے تقسیم کرنا، لوگوں کے گھروں کے ساتھ ساتھ سکولوں اور دیگر عمارات سے تباہ شدہ سامان، پانی اور کیچڑ نکالنا اور صفائی کرنے میں مدد کرنا، سیلاب سے محفوظ رہ جانے والا سامان ذرائع آمدورفت کے ذریعہ منتقل کرنا، عارضی ہسپتال کے قیام میں مدد کرنا شامل ہے۔

اس خدمت کا مقامی لوگوں پر بہت مثبت اثر پڑ رہا ہے۔ پہلے تو لوگ غیر ملکیوں کو دیکھ کر حیران ہوتے ہیں پھر ان کی مدد کی جائے تو بہت خوش ہوتے ہیں اور جذبات تشکر کا اظہار کرتے ہیں۔ ایک انٹرویو کے دوران ایک جرمن شخص نے یہ بھی کہا کہ پہلے اسے غیرملکیوں سے بہت نفرت تھی لیکن اب اس کی رائے اس کے برعکس ہے۔ اب اس نے دیکھا ہے کہ غیر ملکی مدد کر رہے ہیں۔ علاوہ ازیں خدام سے لوگ خود پوچھتے ہیں کہ تم کون لوگ ہو اور اس طرح جماعت کے تعارف کا موقع بھی مل رہا ہے، الحمدللہ۔

جلسہ سالانہ جرمنی 2021ء

احباب جماعت کو یہ پڑھ کر یقیناً خوشی ہوگی کہ سیّدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعت احمدیہ جرمنی کو یکم و دو اکتوبر 2021ء اپنا جلسہ سالانہ منعقد کرنے کی منظوری عطا فرمائی ہے، الحمدللہ۔ تاہم یہ جلسہ محدود پیمانہ پر بعض ضروری احتیاطوں کے ساتھ مئی مارکیٹ من ہائیم میں منعقد ہوگا، اِنْ شَاءَاللّٰہُ العَزِیزُ۔

(امیر جماعت احمدیہ جرمنی)

ایک خصوصی کمیٹی کا اہم اجلاس

(نامہ نگار خصوصی) کورونا وائرس کی وجہ سے بہت سے دیگر پروگراموں کی طرح جماعت احمدیہ جرمنی کی مجلس شوریٰ بھی منعقد نہیں ہوسکی۔ تاہم مجلس شوریٰ کے اہم ترین حصہ یعنی سالانہ بجٹ پر غور کرنے کے لیے حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایت پر ایک خصوصی کمیٹی کا اجلاس مؤرخہ 27 جون 2021ء کو جماعت جرمنی کے ہیڈکوارٹر بیت السبوح فرانکفرٹ میں زیرِصدارت محترم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب امیر جماعت جرمنی منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں مبلغ انچارج، نیشنل عاملہ میں سے بعض شعبوں کے سیکرٹریان، چند لوکل و ریجنل امراء اور چند منتخب مقامی جماعتوں کے صدران کے ساتھ مالی سوجھ بوجھ رکھنے والے بعض احباب جن کی کل تعداد 30 تھی، شامل ہوئے۔ علاوہ ازیں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خصوصی ہدایت پر صدر و سیکرٹری مال لجنہ اماء اللہ جرمنی بھی اس کمیٹی میں شامل تھیں۔ اس کمیٹی کا سیکرٹری حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نیشنل سیکرٹری صاحب مال کو مقرر فرمایا تھا۔ شعبہ مال کی طرف سے تیار کئے گئے سالانہ بجٹ برائے مالی سال 22-2021ء پر صبح دس بجے سے شام چھ بجے تک تفصیل سے غور کیا اور اسے حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں منظوری کے لیے پیش کرنے کی سفارش کی۔ شاملین کے نام درج ذیل ہیں۔

نام	عہدہ
مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب	امیر جماعت جرمنی
مکرم طارق محمود صاحب	سیکرٹری
مکرم صداقت احمد صاحب	مبلغ انچارج جرمنی
مکرم ماجد احمد صاحب	آڈیٹر
مکرم عمران ذکاء صاحب	محاسب
مکرم حسنات احمد صاحب	نائب امیر جماعت جرمنی
مکرم محمد الیاس مجوکہ صاحب	جنرل سیکرٹری
مکرم حافظ مظفر عمران صاحب	ایڈیشنل سیکرٹری جائیداد برائے سو مساجد
مکرم فرزان خان صاحب	سیکرٹری جائیداد
مکرم شاہد محمود صاحب	لوکل امیر ہمبرگ
مکرم گلفام احمد صاحب	لوکل امیر رُسلز ہائم
مکرم خواجہ مبشر احمد صاحب	لوکل امیر فرانکفرٹ
مکرم رفیع احمد کامران صاحب	لوکل امیر ریڈ شٹڈ
مکرم داؤد احمد قمر صاحب	ریجنل امیر ہیسن زوڈ ویسٹ
مکرم طارق محمود صاحب	ریجنل امیر نارڈ رائن
مکرم نصیر احمد صاحب	ریجنل امیر بائرن

نام	عہدہ
مکرم ذیشان احمد عزیز صاحب	صدر جماعت آلن
مکرم مبشر احمد صاحب	صدر جماعت روڈ گاؤ
ڈاکٹر مرزا نعمان احمد صاحب	صدر جماعت فریڈ برگ
مکرم عارف احمد خان صاحب	صدر جماعت ہانوفر
مکرم چودھری فصیح الدین صاحب	صدر جماعت کولون
مکرم منصور احمد صاحب	صدر جماعت کیل
مکرم سجاد بٹ صاحب	صدر جماعت ایسلنگن
مکرم ڈاکٹر مبارک چودھری صاحب	صدر جماعت ہائیڈل برگ
مکرم عمر سعید صاحب	صدر جماعت نیورن برگ
مکرم مجیب عطاء صاحب	صدر جماعت بریمن
مکرم شاہد عمران احمد صاحب	سیکرٹری مال فلورس ہائم
مکرم شیخ محمد عمران صاحب	قائد مال مجلس انصاراللہ
مکرم سجاد حیدر عتیق صاحب	نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی
مکرم مظفر احمد خواجہ صاحب	باڈمارین برگ
مکرمہ عطیۃالنور ہیوبش صاحبہ	صدر لجنہ اماءاللہ جرمنی
مکرمہ قرۃالعین گردیزی صاحبہ	سیکرٹری مال لجنہ اماءاللہ جرمنی

مجلس صحت جرمنی کے زیرِ اہتمام

دوسرا سائیکل سفر

(مرتبہ مکرم محمد لقمان شاہد صاحب، مکرم انصر بلال انور صاحب مربی سلسلہ)

امسال کے سائیکل سفر کی ابتداء گزشتہ سال کے برعکس جرمنی کے جنوبی علاقہ والڈز ہوٹ (Waldshut) میں واقع احمدیہ مسجد بیت العافیت سے ہوئی۔سفر کے آغاز سے ایک روز قبل 9 سائیکل سواروں کا ایک گروپ ناصر باغ گروس گیراؤ میں جمع ہوا جہاں مکرم ملک ابرار الحق صاحب صدر مجلس صحت بھی انہیں الوداع کرنے کیلئے اپنی ٹیم کے ساتھ موجود تھے۔ اجتماعی دُعا مکرم نیشنل امیر جماعت احمدیہ جرمنی محترم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب نے کروائی جن کی قیادت میں قافلہ شام پانچ بجے اپنی پہلی منزل کی طرف بڑی گاڑیوں کے ذریعہ روانہ ہوا۔

کورونا وبا کے پیش نظر اس سفر کو ایک ماہ مؤخّر کیا گیا تھا۔ چنانچہ سفر سے قبل یقینی بنایا گیا کہ سب شاملین کورونا وبا کا حفاظتی ٹیکا لگوا چکے ہیں یا پھر منفی کورونا ٹیسٹ دکھا کر پروگرام میں شامل ہوں۔ مساجد میں نمازوں کے دوران اپنا جائے نماز ساتھ رکھنے اور ماسکس پہننے کی پابندی بھی کی گئی۔

اس چھ روزہ سفر میں جنوب سے شمال تک واقع کل گیارہ احمدیہ مساجد میں قیام کیا گیا اور جرمنی کے 5 صوبوں سے گزرتے ہوئے تقریباً ایک ہزار پچاس کلومیٹر کی مسافت تقریباً چوالیس گھنٹوں اور 25 منٹ میں طے کی۔ اس سفر میں مجموعی طور پر 30 سائیکل سواروں نے شرکت کی۔ ان میں سے کثیر تعداد شروع سے آخر تک ساتھ شامل رہی جب کہ گیارہ سائیکل سوار مختلف مراحل میں صرف ایک روزہ سفر میں ساتھ شامل ہوتے رہے۔

شہید عبدالوحید وڑائچ کو سلام

اس سائیکل سفر کی ایک خصوصیت یہ بھی تھی کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس سائیکل سفر کو مکرم عبدالوحید وڑائچ صاحب شہید کے اعزاز میں رکھنے کی منظوری عنایت فرمائی تھی جو ایورسٹ پہاڑ کو کامیابی سے سر کرنے اور اس کی چوٹی پر لوائے احمدیت لہرانے والے پہلے احمدی کوہ پیما ہیں اور جو اس نیک سفر سے واپسی پر جام شہادت نوش کر گئے تھے۔شہادت سے قبل شہید موصوف بطور صدر جماعت والڈز ہوٹ دینی خدمات کی توفیق پا رہے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ اس سفر کا آغاز بھی ان کے شہر سے کیا گیا۔سائیکل سفر کی ابتداء سے قبل مکرم نیشنل امیر صاحب کے ہمراہ سائیکل سوار مرحوم کے گھر تعزیت کے لیے گئے اور مرحوم کے والد محترم اور بچوں

سے ملاقات کی۔مرحوم نے جہاں اپنے گھر میں مختلف ورزشی آلات جسمانی صحت اور کوہ پیمائی کی تیاری کے لیے رکھے ہوئے تھے وہیں بالائی منزل پر نمازوں کی ادائیگی کے لیے اپنے وسیع گھر میں ایک نماز کا کمرہ بھی مختص کیا ہوا تھا جہاں نماز مغرب وعشاء باجماعت ادا کی گئیں۔ بعد ازاں مسجد بیت العافیت گئے جہاں ہمبرگ سے سائیکل سواروں کا دوسرا گروپ بھی پہنچ چکا تھا۔

اس سفر کا پیغام محبّت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں اور اُس کے باثمر نتائج:

جسمانی صحت کے ساتھ ساتھ اس سفر کا ایک بنیادی مقصد دُنیا میں بڑھتی ہوئی نسل پرستی کے خلاف ایک پُر امن مظاہرہ بھی تھا۔ اس کے پیش نظر اس سائیکل سفر کا ماٹو Kilometer against hatred تھا۔ ہر منزل پر نیشنل شعبہ تبلیغ کی کاوشوں سے مقامی پریس اور میڈیا کو مدعو کیا گیا تھا جنہیں مکرم نیشنل امیر صاحب اور مقامی مربّی سلسلہ سائیکل سفر کے مقاصد سے آگاہ کرتے اور اسلام احمدیت کے پُر امن پیغام سے متعارف کرواتے۔ دو مقامات پر شہر کے میئر نے بھی شرکت کی۔ جماعت کاسل اور ہنوفر میں مقامی ٹی وی چینلز نے بھی اس سفر اور جماعت کے پُر امن پیغام کے بارے میں بتایا۔ اس کے علاوہ مقامی اخباروں نے اس سفر اور جماعت کے پُر امن پیغام کی رپورٹس شائع کیں۔ نیز نیشنل شعبہ تبلیغ کی طرف سے مکرم احسن فہیم بھٹی صاحب مربیٔ سلسلہ اور مکرم شیراز محمود صاحب بھی ٹور کے دوران ساتھ رہے اور شعبہ تبلیغ کے سوشل میڈیا چینلز پر اس سفر کی مسلسل تشہیر کرتے رہے۔ سفر کے دوران چند دن مکرم نیشنل امیر صاحب اور سائیکل سواروں کے براہ راست انٹرویو بھی Instagram پر نشر ہوئے جو مذکورہ چینل (instagram.com/ahmadiyyade) پر دیکھے جاسکتے ہیں۔ اسی طرح دوران سفر ایم ٹی اے انٹرنیشنل جرمن اسٹوڈیوز کے دو کارکنان مکرم منیب احمد صاحب اور مکرم یاسر اقبال گوندل صاحب شامل رہے اور ساتھ ساتھ تازہ رپورٹس تیار کرتے رہے جو MTA world news پر دکھائی جاتی رہیں جو MTA News کے یوٹیوب چینل (youtube.com/user/NewsMTA) پر دیکھی بھی جاسکتی ہیں۔

اس سفر میں مکرم نیشنل امیر صاحب کے چھوٹے بھائی مکرم کارسٹن واگس ہاؤزر (Karsten Wagishauser) صاحب کے علاوہ ایک دوسرے جرمن دوست مکرم شٹیفان شمک صاحب (Stefan Schmuck) بھی شامل ہوئے۔ مؤخر الذکر گزشتہ سال کے سفر میں بھی ساتھ تھے اور قبل ازیں جلسہ سالانہ جرمنی میں بھی ہمبرگ سے آنے والے سائیکل سواروں کے ہمراہ آچکے ہیں۔ اس ٹور میں ایک 14 سالہ طفل (عزیزم ثمر احمد صاحب) بھی شامل ہوا اور مختلف دنوں میں وقفہ کے ساتھ سفر کرتا رہا۔ ہر ایک جماعت میں جہاں رات کو قیام ہوتا وہاں نمازوں کی ادائیگی کے بعد مکرم نیشنل امیر صاحب حاضرین سے مختصر خطاب فرماتے جس میں سائیکل سفر کے مقاصد سے مطلع کرتے کہ جس طرح ایک سائیکل سوار مختلف دشواریوں کا سامنا کرنے کے باوجود اپنی منزل پر پہنچنے کی کوشش جاری رکھتا ہے اسی طرح انسان کو اپنی زندگی میں بھی مختلف روحانی منازل طے کرنے کے لیے مجاہدات کرنے پڑتے ہیں۔

پہلا روز: والڈزہوٹ تا فورس ہائم

پہلے روز سفر کی ابتداء سے پہلے والڈزہوٹ کے میئر Herr Joachim Baumert نے حاضرین سے مختصر خطاب کیا اور جماعت والڈزہوٹ کی طرف سے تیار کردہ کیک کاٹا۔ ٹھیک ساڑھے نو بجے کل 16 سائیکل سوار مسجد بیت العافیت سے مسجد بیت الباقی بمقام Pforzheim روانہ ہوئے۔ مقامی جماعت کے چند سائیکل سوار بھی سفر کے ابتدائی حصہ میں ساتھ شامل ہوئے۔ یہ پہلی منزل سب سے لمبی، مشکل ترین ہونے کے ساتھ ساتھ دل کش نظاروں سے معمور تھی جس میں کل 2300 میٹر کی بلندی اور 204 کلومیٹر کی مسافت طے کی گئی۔ اس کٹھن بلند چڑھائیوں نے ہمیں مکرم عبدالوحید وڑائچ صاحب شہید کی یاد دلا دی اور دل سے ان کی مغفرت اور بلندیٔ درجات کے لئے دعائیں نکلیں۔

اس سفر کے دوران چند کلومیٹر کا سفر طے کرنے کے بعد ہی ایک سخت ڈھلوان سے نیچے جاتے ہوئے دو سائیکل سوار ایک دوسرے سے ٹکرا گئے۔ مگر اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے اور ہیلمٹ کے استعمال کے نتیجہ میں دونوں سائیکل سوار محفوظ رہے جن میں سے ایک نے تو سفر جاری رکھا جبکہ دوسرے نوجوان کچھ وقفہ کے بعد دوپہر کے کھانے کے بعد سفر جاری رکھ سکے اور آخر تک ہمت نہیں ہاری۔ لمبے سفروں کو با آسانی طے کرنے کیلئے خاص ریسنگ سائیکل اور لباس کا استعمال کیا جاتا ہے۔ سفر کے دوران خاص طور پر جب بڑی تعداد میں سائیکل سوار اکٹھے سفر کر رہے ہوں تو مکمل توجہ اور احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے کیونکہ اکثر سفر بڑی شاہراہوں پر ہی کیا جاتا ہے جہاں گاڑیاں بھی بکثرت گزر رہی ہوتی ہیں اور معمولی بے احتیاطی سے بڑا نقصان بھی ہوسکتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے کہ سب سائیکل سوار سفر وحضر میں خیریت سے رہے، الحمد للہ علیٰ ذلک۔

مسجد بیت العافیت Waldshut-Tiengen

مسجد بیت الباقی Pforzheim

ہر منزل کے نصف پر وقفہ برائے طعام وصلوٰۃ کیا جاتا رہا۔ دوران سفر ضیافت اور ریفریشمنٹ کا انتظام مکرم قمرالزماں بٹ صاحب آف ہمبرگ کرتے رہے۔ تقریباً آٹھ گھنٹے کے سفر کے بعد قافلہ شام تقریباً 9:45 بجے اپنی پہلی منزل پر بخیر وعافیت پہنچا۔

دوسرا روز: فورس ہائم تا ہاناؤ

دوسرے روز مزید پانچ سائیکل سوار مکرم طلعت حفیظ صاحب مربیٔ سلسلہ اور مکرم طارق احمد ظفر صاحب مربیٔ سلسلہ، مکرم احمد ندیم صاحب، مکرم سمیع میاں صاحب اور مکرم کاشف صاحب گروپ میں ہاناؤ تک ایک روزہ سفر میں شامل ہوئے جبکہ مکرم ماہر تاثیر صاحب اس مقام سے ٹور کے آخر تک ساتھ شامل رہے۔ اس کے علاوہ ایک مقامی خادم نے بھی سفر کا کچھ حصہ ساتھ طے کیا۔

سفر کے دوران بعض سائیکل سواروں کے سائیکل پنکچر بھی ہوتے رہے۔ اس صورت میں مکرم شٹیفان شمک صاحب جرمن دوست پیچھے رہ کر سائیکل کو پنکچر لگانے میں معاونت کرتے اور اس سائیکل سوار کو پھر قافلہ کے ساتھ ملا دیتے۔ اگر کوئی قافلہ کے ساتھ شامل نہ رہ سکتا تو ایسی صورت میں وہ اکیلا سفر جاری رکھتے ہوئے قافلہ کے ساتھ کسی نہ کسی جگہ مل جاتا کیونکہ ہر دن کا روٹ سب کے ساتھ شیئر کر دیا جاتا اور ہر کوئی خود بھی ایک ایپ کو استعمال کرتے ہوئے منزل مقصود تک پہنچ سکتا تھا تاہم قافلہ کے ساتھ سفر کرنے میں ایک تو سفر نسبتاً آسانی اور جلدی طے ہوتا ہے کیونکہ ایک دوسرے کے پیچھے سائیکل چلانے میں بہرحال کم طاقت لگتی ہے۔ نیز اگر کسی میں اتنا لمبا سفر طے کرنے کی ہمت نہ رہتی تو وہ پھر کسی گاڑی میں سوار ہو کر آرام کر لیتا اور اسی دن یا پھر اگلے دن سائیکل چلا لیتا۔ یوں گاڑی چلانے والوں کو پھر سائیکل چلانے کا موقع مل جاتا۔

اس روز ہاناؤ آمد سے قبل راستہ میں لانگن جماعت نے اپنے نماز سینٹر میں ریفریشمنٹ کا انتظام کیا ہوا تھا۔ 169 کلومیٹر کی مسافت اندھیرا چھانے سے پہلے پہلے مکمل ہوگئی۔ اس سفر میں ہاناؤ میں قیام کی وجہ ماضی میں ہونے والا ایک شدت پسندانہ واقعہ تھا جب کہ ایک انتہا پسند جرمن نے فروری 2020ء میں حملہ کرکے آبائی طور پر غیرملکوں سے تعلق رکھنے والے نو افراد کو ہلاک کر دیا تھا۔ اسی مناسبت سے ایک پریس کے نمائندہ نے اس سائیکل سفر کے متعلق اخبار میں مضمون بھی شائع کیا۔

تیسرا روز: ہاناؤ تا کاسل

اگلے روز چھ نئے سائیکل سواروں نے سفر میں کاسل تک شمولیت کی (مکرم محمد جری اللہ خان صاحب مربیٔ سلسلہ، مکرم امتیاز شاہین صاحب مربیٔ سلسلہ، مکرم سکندر حیات صاحب، مکرم عثمان غیاث صاحب) جن میں سے مکرم دانیال اظہر طارق صاحب سفر کے آخر تک شامل رہے۔ پہلا وقفہ Nidda میں واقع مسجد بیت الامن میں کیا۔ سفر کو جاری رکھتے ہوئے کاسل سے 30 کلومیٹر پہلے وابرن (Wabern) واقع مسجد بیت المقیت میں کچھ دیر کے لیے وقفہ کیا۔ اس مسجد کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ وہ واحد مسجد ہے جو مٹی سے بنی ہوئی ہے اور اس کی طرز تعمیر بھی نہایت خوبصورت ہے۔

کاسل پہنچنے سے قبل موسلہ دھار بارش شروع ہوگئی تاہم درختوں کے نیچے کچھ دیر رُکنے کے بعد سفر کو جاری رکھا اور بخیر وعافیت کاسل پہنچ گئے جہاں کثیر تعداد میں مقامی احباب جماعت نے سائیکل سواروں کا استقبال کیا اور اُن کی حوصلہ افزائی کی۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد مقامی جماعت نے تازہ کھانے کا انتظام کر رکھا تھا۔

چوتھا روز: کاسل تا ہنوفر

کاسل میں صبح ناشتہ کے وقت ایک ریجنل ٹی وی چینل HR کے نمائندہ نے ایک ویڈیو رپورٹ تیار کی جو اسی روز شائع ہوئی۔ صبح سے بعد دوپہر تک مسلسل بارش ہوتی رہی جس کی وجہ سے سفر آہستہ آہستہ طے کرنا پڑا۔ یہ وہی دن تھا جس دن جرمنی کے مختلف علاقوں میں شدید بارشوں کے نتیجہ میں سیلاب آیا اور کئی اموات واقع ہوئیں۔ راستے میں ٹرین کی پٹڑیوں سے گزرتے ہوئے چار سائیکل سوار سائیکل کے پھسلنے کی وجہ سے گر گئے مگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے انہوں نے سفر جاری رکھا۔ 80 کلومیٹر سفر جاری رکھنے کے بعد قافلہ اتفاقاً ایک چرچ کے قریب دوپہر کے کھانے اور نمازوں کے لئے رُکا۔ یہاں چرچ کے دو نمائندوں سے بات کرنے کا موقع ملا اور انہیں جماعت کا ایک تعارفی فلائیر بھی دیا گیا۔ بارش کے پیش نظر جب ان سے چرچ میں نمازوں کی ادائیگی کے حوالہ سے بات کی گئی تو چرچ کے ایک خادم نے ہمیں چرچ کے عقب میں ایک ہال میں نماز ادا کرنے کے لیے جگہ مہیا کی کیونکہ چرچ میں بچوں کی عبادت کا پروگرام ہو رہا تھا۔ اُس کا کہنا تھا کہ اگر مذہب کو ماننے والے ایک دوسرے کے ساتھ امن اور بھائی چارے کے ساتھ نہیں رہ سکتے تو اور کون رہ سکتا ہے۔ وہاں سے روانگی سے قبل مکرم نیشنل امیر صاحب نے اس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اسے ایک یادگاری شیلڈ بھی دی۔ اس دلچسپ تجربہ کے بعد سفر ہنوفر کی طرف جاری رکھا۔

اب موسم بھی کچھ بہتر ہو چکا تھا۔ بالآخر قافلہ پونے آٹھ گھنٹے سفر کرتے ہوئے 178 کلومیٹر طے کر کے شام 9:45 بجے مغرب اور عشاء کی نماز پر ہنوفر مسجد بیت السمیع پہنچا جہاں روحانی غذا کے بعد گرم گرم دال چاول اور کھیر نے سائیکل سواروں کی تھکاوٹ کو دُور کر دیا۔

پانچواں روز: ہنوفر تا ہمبرگ

حسبِ معمول اس دن کا آغاز بھی مقامی ٹی وی چینل H1 Hannover کے ساتھ پریس کانفرنس کے ساتھ ہوا۔ ایک صحافی نے اس سفر کے مقاصد کے بارہ میں مقامی مربیٔ سلسلہ کا انٹرویو بھی لیا۔ مقامی جماعت کے یہاں کے سیاست دانوں کے ساتھ اچھے تعلقات ہیں چنانچہ یہاں کے لوکل میئر کے نائب Herr Bernd Janischowsky نے سائیکل سواروں کو اپنی اگلی منزل کی جانب نیک تمناؤں کے ساتھ روانہ کیا۔ معمول سے ہٹ کر اس روز دوپہر کے کھانے کا انتظام Soltau میں ایک ٹرکش ریسٹورانٹ میں کیا گیا جس کے بعد سائیکل سواروں اور مقامی احباب جماعت نے کھلے میدان میں نماز ظہر وعصر ادا کیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد ہمبرگ پہنچنے سے پہلے سہ پہر کے وقت Buchholz کے مقام پر جماعت Jesteburg کے چند احباب بھی وقفہ کے دوران سائیکل سواروں کا استقبال کرنے کیلئے آگئے۔ ان چھوٹی جماعتوں کو مکرم امیر صاحب نے مسجد کے لئے جگہ تلاش کرنے کی ترغیب دلائی۔ اس روز کا سفر بلندی اور دُشواری کے اعتبار سے نسبتاً بہت آسان رہا جس سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے ہمبرگ کے سائیکل سواروں نے اپنے آبائی شہر کی مرکزی جگہوں کی سیر بھی کروادی۔

ہمبرگ جیسے بڑے شہر سے سائیکل سواروں کا ایسا بڑا قافلہ تبلیغ کا بھی ایک ذریعہ بنا کہ بہت سے راہ گیروں نے ہمارے لباس پر لکھے ہوئے پُرامن پیغام محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں کو بہت پسند کیا۔ تقریباً 7 گھنٹے کا سفر کر کے قافلہ 175 کلومیٹر کی مسافت طے کرتے ہوئے جرمنی کی قدیم ترین مسجد فضل عمر میں پہنچا جہاں

مسجد بیت الواحد Hanau

اس مرتبہ رہائش کا انتظام کیا گیا تھا۔ وہاں مقامی احباب جماعت نے سب کا استقبال کیا۔

چھٹا اور آخری روز: ہمبرگ تا کیل

جمعہ کے روز مکرم مجیب عطاء صاحب بھی ٹور میں شامل ہوئے۔ پہلا وقفہ 40 کلومیٹر کے بعد مہدی آباد میں واقع مسجد بیت البصیر میں کیا جہاں جماعت کی نئی مسجد اور نئے مکانات کو دیکھنے کا موقع ملا۔ بعد ازاں قریباً 40 کلومیٹر کے فاصلے پر شہر Lübeck میں واقع مسجد بیت العافیت میں سب نے مل کر حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطبہ جمعہ سنا۔ اپنی آخری منزل کیل پہنچنے سے قبل سہ پہر کے وقت خوب چمکتی دھوپ میں Plön شہر میں واقع جھیل پر وقفہ کیا جہاں بعض سائیکل سواروں نے تیراکی بھی کی۔ 150 کلومیٹر طے کرتے ہوئے شام ساڑھے نو بجے تقریباً 6 گھنٹے سفر کے بعد سائیکل سوار اپنی آخری منزل کیل کی مسجد بیت الحبیب پہنچے جہاں لوکل جماعت کے کثیر احباب نے پُرجوش استقبال کیا۔ مقامی جماعت نے ایک یادگاری کیک تیار کر رکھا تھا۔ یہاں تمام سائیکل سواروں اور منتظمین کو اعزازی شیلڈز اور ٹی شرٹس دی گئیں جن پر طے کردہ سائیکل سفر کا روٹ بنا ہوا تھا۔ اسی طرح ہر مقامی جماعت جہاں عارضی یا رات قیام کیا گیا وہاں کے صدران جماعت کو بھی یہ یادگار شیلڈز دی گئیں۔

اس یادگاری سفر میں بھی کئی ایسے بلند ہمت سائیکل سوار تھے جنہوں نے پہلی مرتبہ اتنا لمبا اور کٹھن سفر اختیار کیا جن میں سے چند ایک تو مسلسل آخر تک بلا وقفہ ساتھ رہے اور تھکاوٹ کی وجہ سے دردوں کے باوجود سفر جاری رکھا بلکہ سائیکل سے گرنے اور چوٹیں لگنے سے بھی ان کی ہمت پست نہیں ہوئی۔

سائیکل سفر میں شمولیت کے بعد سب شاملین کے تأثرات بہت اچھے تھے اور سب نے خوشگوار ماحول اور عمدہ انتظامات کو سراہا۔ اس سفر کے ذریعہ شاملین کو ایک دوسرے سے ملنے اور تعارف حاصل کرنے کا موقع ملا۔ اللہ تعالیٰ سب شاملین کو صحت و سلامتی سے رکھے اور سب جماعتوں میں عمدہ انتظامات کرنے والے احباب جماعت کو جزائے خیر سے نوازے، آمین۔

مندرجہ ذیل شاملین کو شروع سے آخر تک سائیکل سفر مکمل کرنے کی توفیق ملی:

مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب امیر جماعت احمدیہ جرمنی۔ مکرم دانیال احمد صاحب۔ مکرم فیضان تنویر صاحب۔ مکرم اذان ناصر صاحب۔ مکرم رضا احمد صاحب۔ مکرم خالد چیمہ صاحب۔ مکرم فرحان مبارک صاحب۔ خاکسار انصر بلال انور۔ مکرم شٹیفان شمک صاحب۔

مندرجہ ذیل شاملین اگرچہ شروع سے آخر تک شاملِ سفر رہے تاہم کسی کسی دن وقفہ بھی کرتے رہے:

مکرم عمیر کمال صاحب۔ مکرم لقمان شاہد صاحب، مربیٔ سلسلہ۔ مکرم اخلاق ملک صاحب، صدر سائیکل گروپ۔ مکرم عمران ارشد صاحب۔ مکرم احسن چیمہ صاحب۔ مکرم عمران احمد مبارک صاحب۔ مکرم ثمر احمد صاحب۔ مکرم کارسٹن واگس ہاؤزر صاحب

(مکرم قمر عطاء صاحب)

ملکی و عالمی خبریں

1۔ جرمنی کے آبادی کے لحاظ سے سب سے بڑے صوبہ نارڈ رائن ویسٹ فالن کے وزیر اعلیٰ نے کورونا لاک ڈاؤن سے ہونے والے نقصانات پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ اس سے ہماری معیشت اور سماجی زندگی مفلوج ہو کر رہ گئی ہے۔ انہوں نے مکمل شٹ ڈاؤن، لاک ڈاؤن، لائیٹ اور سخت لاک ڈاؤن کے نتیجہ میں ہونے والے مجموعی نقصانات کے اندازوں کو قبل از وقت قرار دیا۔صوبائی وزیر اعلیٰ نے کورونا سے نپٹنے کے لئے دانشور، ذہین اور اعلیٰ تعلیم کے شعبہ سے تعلق رکھنے والے افراد کو اپنی تجاویز اور مشورہ دینے کی درخواست کی ہے۔

2۔ جرمنی کے وفاقی صدر فرانک والٹر شٹائن مائر نے اُمید ظاہر کی ہے کہ کورونا وائرس ہماری روزمرہ کی زندگی پر مستقل حاوی نہیں رہے گا۔ اُنہوں نے میڈیکل ریسرچ کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے کہ ان مثبت نتائج سے ہمارے اعتماد میں اضافہ ہو رہا ہے اور توقع ہے کہ کورونا سے بیمار ہونے والے افراد کے لئے بھی جلد دوا تیار کر لی جائے گی۔

3۔ کورونا وائرس انفیکشن SARS-COV-2 سے بچاؤ کے لئے حفاظتی ویکسین کی تیاری کے سلسلہ میں ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن کے مطابق آٹھ ممالک میں 233 ویکسین پروجیکٹس پر کام ہو رہا ہے۔ ان ممالک میں جرمنی، آسٹریا، امریکہ، سوئٹزرلینڈ، ایران، جنوبی کوریا، اسرائیل اور بھارت شامل ہیں۔ روس اور چین پہلے سے ہی یہ ویکسین تیار کر چکے ہیں۔حفاظتی ویکسین کی تیاری سات مراحل میں مکمل ہوتی ہے جس میں وائرس کا تجزیہ۔ ویکسین ڈیزائن(وائرس اور اضافی مادوں کا ملاپ)،جانوروں پر تجربات، آزمائشی طور پر انسانوں پر تجربات(گنے چنے افراد جو رضا کارانہ طور پر ویکسین لگواتے ہیں تا کہ دوا کی مقدار اور اس کے اثر کا اندازہ لگایا جا سکے)،بڑے پیمانے پر دوا کی تیاری کا آغاز، متعلقہ سرکاری ادارہ سے استعمال کی اجازت کی کارروائی اور انفرادی و اجتماعی تحفظ کے لئے رسائی شامل ہیں۔

4۔ جرمن کنٹرول اتھارٹی Paul-Ehrlich-Institute نے فرم بائیون ٹیک اینڈ فائزر کی کورونا وائرس حفاظتی ویکسین کے جرمنی میں استعمال کی منظوری دے دی ہے۔ آغاز میں 4.1 ملین مقدار دوا دستیاب ہوگی۔ یورپین میڈیسنز ایجنسی EMA کی صدر نے صرف ایک برس کے عرصہ میں ویکسین کو تیار کر لینے کے عمل کو ایک تاریخی سائنسی پیش رفت قرار دیا ہے۔

5۔ وفاقی وزیر صحت نے اس امر پر اطمینان کا اظہار کیا ہے کہ ویکسین کی باقاعدہ منظوری کے لئے قواعد کے مطابق نرسنگ ہوم، متعلقہ ادارہ EMA نے تفصیلی تجزیہ کے بعد اجازت نامہ جاری کیا ہے۔ وزارت صحت کے اعلان کے مطابق سب سے پہلے اولڈ ہومز کے رہائشی اور وہاں کے ملازمین، 80 برس سے بڑی عمر کے افراد اور اس کے بعد ایمرجنسی نگہداشت سے منسلک افراد، فوری طبی امداد، ایمرجنسی وارڈ شعبہ کے ملازمین کو یہ ویکسین لگائی جائے گی۔ جنوری 2022ء میں ویکسین کی مزید چھ لاکھ ستر ہزار خوراکیں بھی دستیاب ہوجائیں گی۔

6۔ برطانیہ اور یورپین یونین کے مابین Brexit کے بعد تجارتی تعلقات کے لئے آئندہ سال کے آغاز سے قبل ایک معاہدہ طے پا گیا ہے۔ جرمن چانسلر اور جرمنی کے تجارتی حلقوں نے اس کا خیر مقدم کرتے ہوئے برطانیہ کے ساتھ ای یو ممالک کے آئندہ کے تعلقات کے لئے انتہائی اہم اور خوش آئند قرار دیا ہے۔اس معاہدہ کے تحت مستقبل میں برطانیہ میں رہنے اور کام کے لئے باقاعدہ ویزہ کا حصول لازمی ہوگا۔ کم مدّت کے لئے وزٹ ویزہ کی ضرورت نہ ہوگی۔

7۔ جرمنی میں فیملی ڈاکٹر کی اکثریت نے سولہ برس سے بڑی عمر کے افراد کو حفاظتی ویکسین لگوانے کا مشورہ دیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ Biontech کمپنی کی حفاظتی دوا کو 21 ہزار افراد پر ٹیسٹ کرنے کے بعد لائسنس حاصل ہوا ہے۔ سائنسی تجزیاتی رپورٹ نے بتایا ہے کہ اس کے مضر اثرات بہت معمولی ہیں جو عام افراد کے لئے قابل برداشت ہیں نیز یہ کہ یہ ویکسین جینوم یعنی لونیت، لونی مادہ کو تبدیل نہیں کرتی۔

8۔ کورونا لاک ڈاؤن کی مدّت میں مزید ایک ماہ کا اضافہ کرنے کے لئے مختلف سیاسی حلقوں کی جانب سے بیانات سامنے آ رہے ہیں۔ حکومت کی کورونا کیبنٹ صوبائی وزرائے اعلیٰ کے ساتھ اس بارے میں مشاورت کے لئے جنوری 2022ء کے آغاز میں خصوصی اجلاس منعقد کرے گی۔ جرمن چانسلر میرکل نے انفیکشن سے متاثر افراد کی تعداد کم نہ ہونے پر لاک ڈاؤن جاری رکھنے کی تجویز دی ہے۔ دسمبر کے آخری ہفتہ کے دوران یہ اعداد و شمار کسی بھی طرح حوصلہ افزا نہ تھے۔ اوسطاً نئے کسیز کی تعداد 27 ہزار یومیہ رجسٹر ہو رہی ہے اور کورونا وائرس روزانہ لگ بھگ 500 انسانوں کی جان نگل رہا ہے۔ اب تک ہونے والی ریکارڈ اموات ایک دن میں 952 رہی ہے۔ کورونا انفیکشن سے اب تک جرمنی میں مجموعی طور پر سولہ لاکھ 12 ہزار سے زائد افراد متاثر ہو چکے ہیں۔ بارہ لاکھ صحت یاب اور 29 ہزار موت کا شکار ہو چکے ہیں۔ حفاظتی ویکسین لگانے کا کام 27 دسمبر سے شروع کرنے کے تمام انتظامات مکمل کئے جا چکے ہیں۔ ایک سروے کے مطابق دو تہائی جرمنی شہری ویکسین لگوانا چاہتے ہیں۔

9۔ جرمن زبان کے مقتدر ادارہ نے سال 2020ء کے لئے جملہ ’کورونا وبا Corona Pandemic‘ کو

کیچ فریز یعنی سب سے زیادہ مستعمل جملہ کے طور پر منتخب کیا ہے۔

10۔ روس نے اپوزیشن راہنما نالونی کے معاملہ پر جرمنی اور یورپین یونین کی اپنے ملک کے خلاف لگائی جانے والی پابندیوں کے جواب میں یورپین یونین ممالک کے بعض سفارتکاروں کے روس میں داخلہ پر پابندی لگانے کا اعلان کیا ہے۔ جرمن حکومت کو اگرچہ اس فیصلہ سے آگاہ کیا گیا ہے مگر سفارتکاروں کے نام نہیں بتائے۔

11۔ جرمن وزارت داخلہ کے ڈی پورٹیشن کے احکامات پر عمل درآمد کرتے ہوئے وفاقی بارڈر پولیس نے گزشتہ دنوں 30 افغان باشندوں کو اسائلم کی درخواست مسترد ہو جانے کے باعث ایک خصوصی طیارہ کے ذریعہ واپس افغانستان پہنچا دیا۔ یورپین یونین کمیشن نے ڈبلن معاہدہ کے تحت جبری واپسی کی کارروائی کو قانونی طور پر درست قرار دیا ہے۔ مہاجرین کی بہبود کی تنظیموں کی اطلاع کے مطابق یورپ کے کئی ایک ممالک سے غیر قانونی طور پر مقیم مہاجرین کو ڈی پورٹ کرنے کی بڑے پیمانہ پر کارروائی جلد شروع ہو گی۔ فلاح و بہبود کی امدادی تنظیموں نے متاثرہ افراد کو قانونی مدد حاصل کرنے کا مشورہ دیا ہے نیز حکومت کے وطن واپسی پر از سر نو آباد کاری کے پروگرام سے مالی مدد حاصل کرنے کے لئے IOM بین الاقوامی ادارہ برائے مہاجرین سے رابطہ کرنے کو کہا ہے۔

12۔ جرمنی کے قومی فٹ بال ٹیم کے ہیڈ کوچ Joachim Löw کو اگلے برس یورپین فٹ بال

Quelle:epa

چیمپئین شپ تک اس ذمہ داری کو نبھانے کے لیے جرمن فٹ بال فیڈریشن نے گرین سگنل دے دیا ہے۔ قومی ٹیم کی کارکردگی کچھ عرصہ سے غیر اطمینان بخش ہونے کے باعث نیشنل ٹرینر سخت تنقید کی زد میں تھے اور ڈی ایف بی جرمن فٹ بال فیڈریشن کے صدر نے انہیں مستعفی ہونے کا مشورہ بھی دیا تھا۔ 2021ء میں جرمنی کی قومی فٹ بال ٹیم قطر میں 2022ء میں منعقد ہونے والے فٹ بال ورلڈ کپ مقابلوں کے لئے کوالیفائی میچز میں شرکت کرے گی۔ ورلڈ کپ میں 32 ٹیمیں حصہ لیں گی جن میں سے 13 ٹیمیں یورپین ممالک سے ہوں گی۔ بیلجیم اور ہالینڈ میں بھی زوردار بارشوں سے متعدد شہر اور قصبے شدید متاثر ہوئے ہیں، جانی اور مالی نقصان کی رپورٹ ہے۔ یورپ بھر میں بڑے پیمانے پر ہونے والے مالی نقصان کا اندازہ اربوں ڈالر میں لگایا جا رہا ہے۔ جرمنی نے اپنے متاثرین کے لئے چار سو ملین یورو کی مدد کے پیکج کا اعلان کیا ہے۔

13۔ جرمنی میں کورونا کیسز میں پھر سے اضافہ شروع ہو گیا۔ نئے کورونا کیسز کی شرح ایک دو ماہ تک مسلسل گرنے کے بعد دوبارہ بڑھنے لگ گئی ہے۔ روبرٹ کوخ انسٹی ٹیوٹ (RKI) نے انفیکشن سے متاثرہ افراد کی تعداد 22 جولائی کو 1890 بتائی ہے۔ مجموعی طور پر اب تک جرمنی میں 91 ہزار چار سو اٹھاون اموات کورونا کے باعث رجسٹر ہوئی ہے۔ 37 لاکھ سے زائد افراد کا کورونا ٹیسٹ مثبت پایا گیا۔ جرمنی میں 48 فیصد لوگ دونوں ٹیکے لگوا چکے ہیں۔ ویکسین لگوانے والے افراد کی تعداد میں کمی کا رجحان دکھائی دے رہا ہے اس لئے صوبائی حکومتیں موبائل ٹیموں کے ذریعے لوگوں کو حفاظتی ویکسین لگانے کا انتظام کر رہی ہیں۔ طبی ماہرین کا کہنا ہے کہ کورونا کے نئے کیسز میں

دو تہائی افراد میں ڈیلٹا وائرس پایا گیا ہے۔تبدیل شدہ یہ وائرس تیزی سے پھیلنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔جرمنی کے ہمسایہ ممالک ہالینڈ، بیلجیم اور فرانس میں اس وائرس کا پھیلاؤ بڑھنے کے باعث انہیں رِسک ممالک ڈکلیئر کر دیا گیا ہے۔اسی طرح سپین میں بھی کورونا کی چوتھی لہر آنے کی تصدیق ہوگئی ہے۔خدشہ ہے کہ انگلستان میں یومیہ ایک لاکھ افراد کورونا سے متاثر ہوسکتے ہیں۔برطانوی وزیر اعظم نے ان تمام حالات کے باوجود کورونا پابندیوں کو یکسر اُٹھا لینے کے فیصلے کا اعلان کر دیا ہے۔

14۔ جرمنی کی سٹینڈنگ کمیٹی برائے ویکسینیشن (STIKO) نے کورونا وائرس کے خلاف جسم میں مدافعت پیدا کرنے کے لئے لگائے جانے والی حفاظتی ویکسین کو مِکس کرنے کا مشورہ دیا ہے۔ایک اخباری اطلاع کے مطابق سٹینڈنگ کمیٹی نے کہا ہے کہ وہ لوگ جو پہلا ٹیکہ آکسفورڈ آسٹرازینیکا ویکسین کا لگوا چکے ہیں اُن کے لیے بہتر ہوگا کہ اب وہ دوسرا ٹیکہ ایم آر این اے (mRNA) ویکسین کا لگوائیں۔ان کے مطابق اس ضمن میں عمر کا لحاظ رکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔جرمن چانسلر انگیلا میرکل اس کی بہترین مثال ہیں جنہوں نے پہلے موڈرنا(Moderna) دوا کا حفاظتی ٹیکہ لگوایا اور پھر اُنہوں نے دوسرے ٹیکہ کے لئے آسٹرازینیکا ویکسین کا انتخاب کیا۔ایک خبر یہ ہے کہ جرمن حکومت آسٹرازینیکا ویکسین ترقی پذیر ممالک کو مفت مہیا کرے گی اور جرمنی میں آئندہ یہ دوا استعمال نہیں کی جائے گی۔زیادہ تر جرمن لوگ بائیون ٹیک ویکسین لگوانے کو ترجیح دے رہے ہیں۔

15۔ جرمنی اور امریکہ کی حکومتوں کے مابین نارڈ سٹریم 2 گیس پائپ لائن کے معاملہ میں سمجھوتہ طے پا گیا ہے۔خبر رساں ایجنسی رائٹرز کے مطابق 11بلین ڈالرز کی لاگت سے تقریباً مکمل ہوجانے والی یہ پائپ لائن بالٹک سمندری راستے سے روس اور جرمنی کے درمیان بچھائی جارہی ہے۔جرمنی کو روس سے گیس درآمد کرنے کے لئے متبادل پائپ لائن کا منصوبہ کئی برس قبل بنایا گیا تھا اور بین الاقوامی کنسورشیم کے تعاون سے اس کا 98فیصد کام اب تک مکمل ہوچکا ہے۔امریکی حکومت اس منصوبے کی شروع سے ہی مخالف تھی اور موجودہ امریکی صدر جو بائیڈن بھی نہیں چاہتے کہ وہ اپنے حریف ملک روس کو گیس فروخت کرنے کی اجازت دیں۔امریکی حکومت کی انتظامیہ نے شامل کمپنیوں اور ممالک کے خلاف پابندیوں کا بھی اعلان کر رکھا ہے مگر اب اُنہوں نے اس پائپ لائن کی تکمیل کی مخالفت نہ کرنے کا اعلان کیا ہے۔ایک بیان میں کہا گیا ہے کہ جرمن حکومت پابند ہوگی کہ روس کی اس برآمد سے ناجائز فائدہ اُٹھا کر اپنے ہمسایہ ممالک اور بالخصوص یوکرائن پر کوئی دباؤ نہ ڈالے اور نہ ہی اُسے مہیا کی جانے والی گیس بند کر دے یا اس کی مقدار میں کمی لائے۔مشترکہ بیان میں واضح کیا گیا ہے کہ روس کی

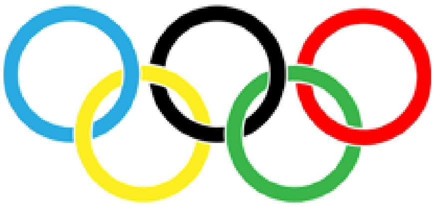

حکومت کو گیس سپلائی کو بطور ہتھیار استعمال کرنے کی قطعاً اجازت نہیں دی جائے گی۔

16۔ جاپان میں ٹوکیو اولمپکس 2020ء کا انعقاد 23 جولائی سے ہورہا ہے۔کھیلوں کے روایتی بین الاقوامی مقابلے کورونا وبا کے باعث ایک سال کے لئے ملتوی کر دیئے گئے تھے۔جاپان کا دارالخلافہ اس سے قبل 1964ء میں بھی ان مقابلوں کی میزبانی کر چکا ہے۔33 مختلف کھیلوں میں 11 ہزار سے زائد ایتھلیٹ شمولیت کریں گے۔رنگا رنگ افتتاحی تقریب 23 جولائی کو منعقد ہوئی جبکہ اختتامی تقریب 8 اگست کو منعقد ہوگی۔اس مرتبہ سٹیڈیم خالی ہوں گے۔تماشائیوں کو کورونا وبا کے خطرہ کے پیش نظر مقابلے دیکھنے کی اجازت نہ ہوگی۔11.3بلین یورو کے اخراجات سے ان کھیلوں کا اہتمام ساری دنیا میں ٹیلی ویژن کے ذریعہ دکھایا جائے گا۔جرمنی ان مقابلوں میں 400 کے لگ بھگ کھلاڑیوں کے ساتھ شرکت کرے گا۔دنیا بھر کے 206 ممالک کی نمائندگی اولمپکس میں متوقع ہے۔جہاں 78 ہزار رضا کار ان مقابلوں کے انعقاد میں منتظمین کی مدد کریں گے۔

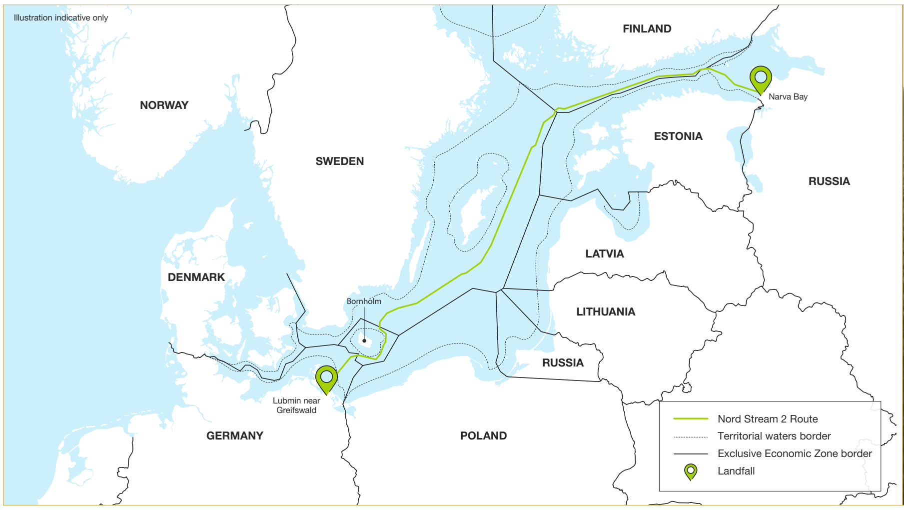

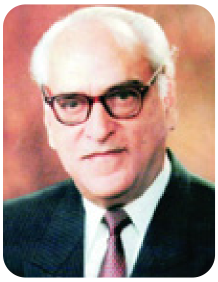

قحط الرجال

(از مختار مسعود، ماخوذ از آوازِ دوست)

مجھے یاد آیا کہ دل جوئی کے لیے ایک بادشاہ چھپ کر اپنی پرانی پوستین سر آنکھوں سے لگاتا تھا۔ ہر شخص کے پاس اس کی پوستین ہوتی ہے مگر اکثر اس سے منکر ہوجاتے ہیں کیونکہ اسے قبول کرنے کے لیے جرأت کی ضرورت ہوتی ہے، اس کی کمیابی قحط الرجال کی پہلی نشانی ہے۔ خود فراموشی کے فریب سے بچنے کے لیے پوستین ہمیشہ سنبھال کر رکھنی چاہیے اور جب دل تنگ ہوجائے یا سنگ بن جائے تو اس سے کشادگی اور گداختگی مستعار لینی چاہیے۔ میرے پاس سروچشم پر رکھنے کے لیے چند چیزیں ہیں جو میں نے ایک بے رنگ آہنی صندوقچی میں رکھی ہوئیں ہیں۔ پرائمری اسکول میں یہ میرا بستہ ہوا کرتا تھا۔ اب اس سے بہت سے کام لیتا ہوں۔ یہ کبھی پوستین ہے کبھی چراغ اور کبھی جامِ مے۔ میں اس کی رعایت سے کبھی سبکتگین بن جاتا ہوں کبھی الہ دین اور کبھی جمشید یعنی کبھی خود شناس کبھی دم بخود اور کبھی خود مختار۔ میرے اس بستے میں تحریریں، تصویروں اور تمغوں کے ساتھ ایک چھوٹی سی البم بھی رکھی ہوئی ہے۔

13 ستمبر 1938ء کا ذکر ہے، میں مسلم یونیورسٹی ہائی اسکول میں پانچویں جماعت کا طالبِ علم تھا۔ والد محترم نے فرمایا کہ آج ایک چینی مسلمان عالم ہمارے گھر چائے پر آئے گا، مجھے چاہیے کہ اس سے ملوں اور اس کے آٹوگراف حاصل کروں۔ مہمان کی آمد کی وجہ سے گھر میں سب مصروف تھے مگر اس تجویز کے بعد میری مصروفیت دوسروں سے کچھ زیادہ بڑھ گئی۔ نہ میرے پاس آٹوگراف البم تھی نہ آٹوگراف حاصل کرنے کا تجربہ۔ میں اس کے آداب سے بالکل ناواقف تھا اور واقفیت حاصل کرنے کے لیے صرف دو گھنٹے ملے تھے۔ میں بازار گیا۔ ورما فوٹوگرافر کے یہاں بہت سے البم پڑے تھے۔ مجھے نیلے رنگ کی یہ چھوٹی سی آٹوگراف البم پسند آئی جس میں مختلف رنگوں کے صفحات لگے ہوئے تھے اور جلد پر البم کا لفظ سنہرا چھپا ہوا تھا...... سہ پہر جب میں نے نامانوس خال و خط کے مہمان کے سامنے اسے پیش کیا تو بڑی مانوس مسکراہٹ اور شفقت سے انہوں نے میری طرف دیکھا، کچھ باتیں ابا جان سے کیں اور قلم ہاتھ میں لے کر چینی زبان میں تین سطریں لکھیں پھر ان کا لفظی ترجمہ انگریزی میں کر دیا اور دستخط کر کے البم مجھے واپس کر دی۔ میں بہت خوش ہوا حالانکہ چینی سمجھ میں آئی نہ انگریزی۔ ہر اچھے آدمی کے گرد ایک ہالہ ہوتا ہے، اس کے نزدیک جائیں تو دل خود بخود منور ہو جاتا ہے۔ آج میں روشنی کے اس حلقے میں پہلی بار داخل ہوا، اپنے اندھیرے چھٹتے ہوئے محسوس ہوئے...... معزز مہمان نے چینی زبان میں میری البم میں جو کچھ لکھا تھا اس کی قدر و قیمت مجھے بہت دنوں بعد معلوم ہوئی اور یہ بہت سے دن میں نے ایک تلاش میں صرف کیے۔

محمد ابراہیم شاکیوچن تو دستخط کرنے اور چائے پینے کے بعد رخصت ہوگئے، وہ ایک طویل سفر پر نکلے ہوئے تھے اور ان کے دستخط کی بدولت میں بھی ایک طویل سفر پر نکل کھڑا ہوا۔ میرا یہ سفر آج بھی جاری ہے۔ شروع میں یہ بات بڑی آسان لگی کہ کسی بڑے آدمی کے دستخط حاصل کیے جائیں مگر جونہی میں نے دوسرا ورق الٹا اور سوچنے لگا کہ اب کس کے آٹوگراف لیے جائیں تو بات ہاتھ سے نکل گئی۔ میں نے والدِ محترم سے رہنمائی چاہی تو ہدایت ملی کہ آٹوگراف البم کے صفحات ہوں یا زندگی کے ورقِ سادہ انہیں یونہی نہیں بھرنا چاہیے۔ جاؤ نگہ کو کام میں لاؤ، بڑے آدمی زندگی میں کم اور کتابوں میں زیادہ ملیں گے۔ ان سے تعارف کے لیے کارلائل سے مدد مانگو، ان سے ملاقات کے لیے پوٹارک کے پاس جاؤ۔ ان کو سمجھنے کے لیے سعدی سے لے کر سموئیل سمائل تک سب کے دروازے پر دستک دو۔ راہ کا نشان اتنا واضح ملا تو سفر شروع ہوگیا۔ پہلی منزل نہ عظیم مصنف تھے نہ ضخیم کتابیں، یہ سفر تو بچوں کی چھوٹی سی پگڈنڈی پر شروع ہوا۔ اسکول میں انعام تقسیم ہوئے تو ایک کتاب جس کا عنوان 'بہادر لڑکا' تھا میرے حصے میں آئی۔ یہ ایک ولندیزی بچے کی کہانی تھی جو سرما کی ایک شام سمندری پشتے پر جا رہا تھا کہ اس کی نظر ایک چھوٹے سے سوراخ پر پڑی۔ اس نے سوچا کہ اگر وہ گاؤں میں جا کر اس کی خبر کرے گا تو اتنی دیر میں پانی کے زور سے پشتے میں شگاف ہوجائے گا اور پھر وہ ساری بستیاں اور وہ سارے کھیت جو سطحِ سمندر سے نیچے ہیں غرق ہو جائیں گے۔ وہ اس سوراخ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ گیا۔ رات آئی تو وہ اسی حالت میں سوگیا۔ پہلے سردی اور پھر موت سے اس کا جسم اکڑ گیا مگر ننھا سا ہاتھ جوں کا توں پشتے کے چھوٹے سے سوراخ پر رکھا رہا۔ صبح ہوئی تو لوگوں نے دیکھا کہ ان کا محسن ایک بہادر لڑکا ہے۔ میرے سفر کی یہ پہلی منزل تھی۔ اس کا نقش دوسری ساری منزلوں سے گہرا اور روشن ہے۔ یہ منزل جرأت اور قربانی کی منزل تھی، اس کے بہت سے نام ہیں اور وہ نام جس سے اس کی ساری عظمتیں عیاں ہوتی ہیں شہادت کہلاتا ہے۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا

اعلاناتِ وفات و دعائے مغفرت

مکرم شفیق احمد صاحب

خاکسار کے بڑے بھائی مکرم شفیق احمد صاحب ابن چوہدری محمد صدیق صاحب مرحوم 26 جولائی 2021ء کو بعمر 70سال برطانیہ میں وفات پا گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کچھ عرصہ سے بیمار تھے اور ایک ہفتہ قبل بیماری کا حملہ جان لیوا ثابت ہوا۔

آپ کے نانا مکرم ماسٹر محمد شفیع اسلم صاحب کو شدھی تحریک میں نمایاں خدمت کی توفیق ملی تھی اور آپ کے والد صاحب کے نانا مکرم مولوی محمد حسین صاحب حضرت مسیح موعودؑ کے بہت گہرے دوست تھے تاہم دعویٰ سے قبل فوت ہو گئے تھے۔

مرحوم گوجرہ میں پیدا ہوئے اور میٹرک کے بعد کراچی میں منتقل ہو گئے جہاں سے 1975ء میں جرمنی آ گئے۔ کولون میں لمبے عرصہ تک سیکرٹری مال کے طور پر خدمت کی توفیق ملی علاوہ ازیں ریجنل امیر و صدر جماعت بھی رہے۔ 2007ء میں برطانیہ منتقل ہو گئے جہاں مختلف تنظیمی ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ 13 سال مبلغ انچارج برطانیہ کے دفتر میں بے لوث خدمت کی توفیق پائی۔ دیگر نمازوں کے ساتھ ساتھ نماز تہجد بھی مسجد فضل میں ادا کرنے کی کوشش کرتے، کم گو اور نیک انسان تھے۔ وصیت کے بابرکت نظام میں شامل تھے۔

آپ کی اہلیہ 2003ء میں وفات پا گئی تھیں جس کے بعد آپ نے اپنی دو بیٹیوں اور ایک چھوٹے بیٹے کی پرورش کی اور بیٹیوں کی شادیاں کیں جبکہ ایک بڑی بیٹی کی شادی ان کی اہلیہ کی زندگی میں ہی ہو گئی تھی۔

(مسعود الحسن ثقفی، جماعت Bad Vilbel)

محترمہ سرور خاتون صاحبہ

خاکسار کی والدہ محترمہ سرور خاتون صاحبہ اہلیہ مکرم ملک عبدالرحمٰن صاحب 17 مئی 2021ء کو بعمر 81 سال ایک حادثہ کے نتیجہ میں وفات پا گئیں، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحومہ دین سیکھنے اور اس پر عمل کرنے والی پردہ کی پابند خاتون تھیں۔ آپ قرآن پاک کا ترجمہ جانتی تھیں اور قرآن پاک میں مذکور واقعات اپنے بچوں اور نواسے نواسیوں، پوتے، پوتیوں کو سنایا کرتی تھیں۔ اولاد کی نیک تربیت پر خصوصی توجہ دیتی تھیں۔ بچے کوئی جماعتی خدمت کی توفیق پاتے تو بہت خوش ہو کر دعائیں دیتیں۔ حقوق اللہ کے ساتھ ساتھ حقوق العباد کا بھی خیال رکھتیں۔ والد صاحب گاؤں 35 شمالی سرگودھا میں مسجد بنانے کے جرم میں اسیر رہے۔ اس دوران والدہ صاحبہ نے یہ مشکل وقت نہایت صبر و تحمل سے گزارا۔ بعد میں والد صاحب آ گئے تو کچھ عرصہ بعد آپ بھی ہجرت کر کے جرمنی آ گئیں۔ آپ کی تدفین Wesseling کے قبرستان میں ہوئی۔

(ملک عطاء الودود، جماعت Brühl)

مکرم نجیب اللہ چیمہ صاحب

خاکسار کے والد مکرم نجیب اللہ چیمہ صاحب ابن مکرم ظفر اللہ چیمہ صاحب مرحوم 25 جون 2021ء کو بعمر 66سال Wiesbaden جرمنی میں وفات پا گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپ 1979ء میں جرمنی آ کر Lüdenscheid میں مقیم ہوئے۔ یہ شہر اس وقت جماعت Iserlohn میں شامل تھا۔ آپ کو لمبا عرصہ بطور سیکرٹری مال جماعت لڈن شائیڈ خدمت کی توفیق ملی اور اس فرض کو بہت عمدگی اور احتیاط سے نبھایا۔ جماعتی اجلاسات اور اجتماعات میں ذوق و شوق سے حصہ لیتے۔ دیگر ممالک کے جلسہ سالانہ میں بھی شمولیت کرتے اور خدمتِ خلق کے کاموں میں بھی پیش پیش رہتے تھے۔ مرحوم نے پسماندگان میں اہلیہ ثانیہ کے علاوہ دو بیٹے اور ایک بیٹی یادگار چھوڑے ہیں۔ 26/جون 2021ء کو مکرم نیشنل امیر صاحب جرمنی نے ناصر باغ گروس گیراؤ میں نماز جنازہ پڑھائی اور 29/جون کو فرانکفرٹ کے جنوبی قبرستان میں تدفین ہوئی۔ (مبشر احمد چیمہ، واقف نو کارکن شعبہ امور عامہ جرمنی)

مکرم داؤد سلیمان بٹ صاحب

خاکسار کے ماموں مکرم داؤد سلیمان بٹ صاحب مؤرخہ 18جولائی 2021 کو بعمر 46سال وفات پا گئے تھے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم عرصہ تین سال سے کینسر کے مریض تھے۔ آپ نے آخری دم تک بڑے عزم و ہمت اور صبر و حوصلہ سے بیماری کا مقابلہ کیا۔ آپ ایک لمبا عرصہ جماعت بریمن کے ممبر رہے تاہم بوقت وفات جماعت Delmenhorst میں تھے۔

مرحوم کے خاندان میں احمدیت آپ کے پڑدادا مکرم عبدالحکیم بٹؓ صاحب صحابی حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ سے آئی۔ آپ کے نانا مکرم حافظ عبد الواحد صاحب واقف زندگی، کوبی سر روڈ (احمد آباد سٹیٹ سندھ) میں تمام زندگی خدمت کا موقع ملا۔

مرحوم داؤد صاحب کو 2005ء سے باقاعدہ حفاظت خاص جرمنی کی ٹیم میں خدمت کی سعادت ملتی رہی۔ اس سے قبل خلافت رابعہ کے دور میں شعبہ عمومی کے تحت نو سال خدمت کی توفیق ملتی رہی۔

مکرم داؤد سلیمان بٹ صاحب نے لواحقین میں والدہ صاحبہ، اہلیہ، ایک بیٹی اور دو بیٹے نیز تین بھائی اور دو بہنیں سوگوار چھوڑے ہیں۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مؤرخہ 30 جولائی 2021ء کو آپ کی نماز جنازہ غائب پڑھائی اور اس سے پہلے خطبہ جمعہ میں فرمایا:

”بڑی بشاشت سے اور پوری ذمہ داری سے ڈیوٹی ادا کیا کرتے تھے۔ اور ایک خوبی ان میں یہ تھی کہ ہر کام شروع کرنے سے پہلے قرآن کریم کی تلاوت کیا کرتے تھے۔ یہ میں نے بھی دیکھا ہے کہ بڑی خوش اسلوبی سے انہوں نے ہمیشہ ڈیوٹی ادا کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر اور حوصلہ بھی عطا فرمائے اور ان بچوں کو ان کی نیکیاں بھی جاری رکھنے کی توفیق دے، آمین“۔

(صادق احمد بٹ، مربی سلسلہ و صدر جماعت ترکی)

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کے ساتھ مغفرت کا سلوک کرتے ہوئے جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل سے نوازے، آمین

KILOMETER GEGEN HASS کے مقصد کے تحت
جرمنی کے شہر WALDSHUT سے KIEL تک طویل سائیکل سفر کے چند مناظر

قافلہ کے مسجد محمود Kassel پہنچنے پر مکرم
ساجد نسیم صاحب مربیٔ سلسلہ مجلس صحت جرمنی
کی طرف سے تیار کردہ یادگاری شیلڈ محترم
امیر صاحب جرمنی سے وصول کر رہے ہیں

جرمنی میں جماعت احمدیہ کی پہلی مسجد
فضل عمر Hamburg پہنچنے پر
احباب جماعت ہمبرگ کے ساتھ

مسجد بیت السمیع Hannover پہنچنے پر
صدر جماعت و احباب جماعت ہانوفر نے
استقبال کیا

ایک ہزار کلومیٹر کے طویل سائیکل سفر کی
آخری منزل مسجد بیت الحبیب Kiel
پہنچنے پر یادگار تصویر

Monthly
Germany
AKHBAR-E-AHMADIYYA
VOL 22
ISSUE 08
August 2021
ISSN : 2627-5090
Tel : +49 6950688722
Fax : +49 6950688722
Editor : Muhammad Ilyas Munir